5/5
7/B

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

دریای عشق

بمطبع منشی نولکشور مزین بطبع معشوق جہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرتا ہون مین حمد اوس خدا کی
قدرت کی کچھ اوسکے ہین عجب رنگ
خلوت سے ہی انجمن مین آتا
ہی مہر مین مہ مین نور اوسکا
بلبل کو ہی جستجو اوسی کی
گہ لمعہ کلیم کو دکھایا
طوفان سے نوح کو بچایا
قہار بھی ہی رحیم بھی ہے
پروانہ و شمع بلبل و گل
ہمسے کبھی دور وہ نہین ہی
وصف اوسکا یہ سب پہ ہی ہویدا
ہی متفق اسمین قول سبکا
جو وہم و خیال سے ہی باہر
دانش کو بھی دخل ہو نہ جس جا
دانائے جہان یہان ہین نادان

جسنے ہستی کی یہ بنا کی
انسان تو کیا ملک ہین یہان دنگ
گل بنکے ہی وہ چمن مین آتا
ہر ذرے ہی مین ہی ظہور اوسکا
قمری کو ہی آرزو اوسی کی
گہ جلوہ سے طور کو جلایا
یوسف کو بھی چاہ سے چھڑایا
جبار بھی ہی کریم بھی ہے
رہتے ہین اوسکی لو مین بالکل
شہ رگ سے زیادہ تر قرین ہے
ہرگز وہ نہین کسی سے پیدا
کہتے تھے نبی بھی ما عرفنا
پہچانے بشر پھر اوسکو کیونکر
ہی ایسی جگہ سکوت اولا
پہچان لے اسقدر کس انسان
ہر موی تن اپنا گر زبان ہو

حادث ہین سبھی قدیم ہی وہ
گہ گل مین ہی گاہ خار مین ہے
ظاہر مین اگرچہ لامکان ہی
بیگانہ ہی وہ نہ وہ جدا ہی
حقا دہی عشق کے ہی لائق
امداد خلیل نار مین کی
یکتا ہے وہ ذات پاک لاریب
گہ غیر ہی گاہ یار ہی وہ
پنہان ہی وہی وہی ہی ظاہر
مغرور ہی بے نیاز ہی وہ
اپنا ہی وہ آپ ہی شناسا
دنیا ہی سب ایکدن یہ نابود
ہم عقل کہانسے اسقدر لائین
کیا جانین وہ ذات پاک ہی کیا
ہم بندے ہین اور وہ خدا ہی
وصف اوسکا نہ تو بھی کچھ بیان ہو

بے علم ہین سب علیم ہی وہ
گہ سنگ مین گہ شرار مین ہے
لیکن ہر ایک جا مکان ہی
ہفتاد و دو ملت آشنا ہی
معشوق کبھی کبھی ہی عاشق
یونس کو نجات حوت سے دی
بے شبہہ ہی ہی عالم الغیب
دشمن کا بھی دوستدار ہی وہ
اول ہی وہی وہی ہی آخر
رزاق ہی کارساز ہی وہ
اوسکا تو نہین کوئی شناسا
دائم وہ وہی رہیگا موجود
جو کنہ کی ذات پاک کی پائین
یہان بند ہی نطق انبیا کا
مالک ہی مرگ و زیست کا ہی

تاج الکلام نعت حضرت خیر الانام احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

یکتاے جہان ہی ذات احمد
لازم ہی کرون صفات احمد

ہی عاشق کبریا محمد
ہی خاتم انبیا محمد

وہ افسر فرق مرسلان ہے
وہ قاسم دوزخ وجنان ہی

وہ ہی گل گلشن نبوت
وہ ہی در قلزم رسالت

دنیا مین نہ تھا ظہور اوسکا
پر خلق تھا پہلے نور اوسکا

جب خلق کیا تھا اوس حسین کو
اک ناز تھا صورت آفرین کو

اللہ رے رتبہ پیمبر
ہی جملہ پیمبرونسے بہتر

وہ شافع عاصیان ہی بیشک
ہوگا نہ ہوا ہی ایسا اب تک

وہ رونق گلشن جہان ہی
زینت دہ ہفت آسمان ہی

بے مثل ہی بعد حق وہ برحق
نور اوسکا ہی نور حق سی مشتق

فعل اوسکا ہر اک قبول حق ہے
بے شبہہ وشک رسول حق ہے

دنیا کا بھی دین کا بھی حامی
کونین مین ہی وہی گرامی

ہوتا اوسکا اگر نہ حیلہ
بخشش کا نتھا کوئی وسیلہ

اوسنے ہمین دین حق بتایا
اللہ کو ہمنے اوس سے پایا

خود جسکی کرے کبریا مدح
انسان پھر اوسکی کیا کرے مدح

منقبت حضرت امیر المومنین امام المتقین غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام

اب وصف علی کرون مین آغاز
دکھلائی زبان خامہ اعجاز

سلطان دیار جان علی ہی
فوج دین کا نشان علی ہی

آئینہ حق نما علی ہے
شاہنشہ اوصیا علی ہی

وہ رہبر منزل یقین ہی
محبوب خدا کا جانشین ہے

وہ رونق دین مصطفے ہی
وہ عالم علم کبریا ہے

وہ قلزم بخشش وعطا ہی
بیشک وہ وصی مصطفے ہے

گمراہون کا وہ ہی رہنما ہی
نام اوسکا ضعیفونکا عصا ہی

وہ عقدہ کشا ہی شیر حق ہی
ہمنام خدا ہی شیر حق ہے

ہی رونق مسند امامت
دیباچہ نسخہ کرامت

کہتے ہین ہم کہ وہ خدا ہی
پر حق سے علی نہین جدا ہی

کینے سے پاک اوسکا سینہ
اسرار خدا کا ہی خزینہ

ارشاد خدا ہی اوسکا ارشاد
کرتا ہی وہ بیکسونکی امداد

مشہور جہان ہی زور حیدر
اکدم مین اوکھاڑا باب خیبر

اللہ رے حسن جبہہ سائی
سجدہ مین شہادت اوسنے پائی

رکھتا ہی یہ اوج روضہ پاک
خورشید ہی جسکا ذرۂ خاک

خم اس لیے ہی یہ چرخ اخضر
ہی طالب حکم بوسۂ در

عالم جسے ماہ جانتا ہے
مہتابی قصر مرتضی ہے

معراج ہوئی تھی آپکو جب
تھا دست علی طعام مین تب

فرماتے تھے بارہا پیمبر
ہی روح روان ہماری حیدر

مین جان ہون اسکی یہ ہی بیجان
مین اسپہ فدا یہ مجھپہ قربان

مجھسے نہین مرتضی جدا ہے
مثل رگ وپے بہم ملا ہے

جو عاشق مرتضی علی ہے
بے شبہہ وشک وہ جنتی ہی

جو اس سے پھرا ہوا وہ ناری
سمجھو اوسکو عدوی باری

ہو بعد علی امام دین ہین
یعنی جو نبی کی جانشین ہین

سب ایک ہی نور سے ہین پیدا
قدر اونکی جہان پہ ہی ہویدا

کیا مجھسے ثناے پنجتن ہو
بس جان فداے پنجتن ہو

سبب تالیف

اختر اب اوٹھا و کلک فطرت
دکھلاؤ روانئے طبیعت

ہم بلبل گلشن سخن ہو
معنی کے چمن مین نغمہ زن ہو

عرصہ ہے قلیل زندگی کا
باقی رہے حوصلہ نہ جی کا

رنگینی فکر کچھ دکھاؤ
تالیف کا کچھ سبب سناؤ

کچھ شعر و سخن کا شغلہ تھا
دلمین بھی عجیب ولولہ تھا

اوس وقت بلائین میری لیکر
کہنے لگی ایک ماہ پیکر

ایک مثنوی ہمکو اور کہہ دو
دنیا مین نہین ہے تمسا خوشگو

قبل اس سے جو مثنوی کہی ہے
وہ عشق سے سب بھری ہوئی ہے

پڑھ لینگے وہ قصہ بر زبان ہے
خوبان جہان کے حرز جان ہے

کی مینے ہزار اونسے تکرار
کچھ بس نہ گیا مگر نہ انکار

چھیڑی یہ داستان پر درد
پتھر کر جیسے سنگ سپرم درد

اکیسوین روز پایا اتمام
دریائے تعشق اسکا ہے نام

کیون منصفو بولو کیون ہو ششدر
اس فن مین ہے کون میرا ہمسر

مین آبروئے در سخن ہون
ہر شعر ہے میرا رشک افسون

سرمست مے سخن سے مین تا ہم
جامی کیا ہوگا جیسے ہم جم

بحر مضمون بہائین پل مین
ملک سخن اپنی ہے عمل مین

شاگرد کسیکا مین نہین ہون
ہے میری ازل سے طبع موزون

اک طبع کا یہ بھی شغلہ ہے
الفت کا جو دلمین ولولہ ہے

کیا یہان ہے وہ باغ آج کل سے
معشوق مزاج ہون ازل سے

یہان عجز پسند ہے طبیعت
بھاتی نہین بندہ کو رعونت

خورشید ہے جس فلک پہ اختر
جس باغ کا ہے گل معطر

افسوس کہ اب وہ رشک فغفور
حضرت جنت مکان ہین مشہور

عاشق تھے میرے وہ شاہ والا
مین چاند تھا اور تھے وہ ہالا

کیا اونکی مفارقت ہے جانکاہ
کچھ دل ہی ہے اس الم سے آگاہ

دم بھر نہین بھولتا وہ غم آہ
اس سن مین یہ داغ اے افلاک

دنیا کا یہی ہے کارخانہ
دکھلاتا ہے گردشین زمانہ

لو جودت طبع اب دکھاؤ
مشتاق ہین داستان سناؤ

بیٹھے ہو عبث ملول و محزون
کچھ کھیلو شکار مرغ مضمون

اک بار وہ تھے جمع کچھ پریزاد
بے غم و رنج سے تھے آزاد

تھا نشہ بادۂ جوانی
حاصل تھا سرور زندگانی

اچھے میرے پیارے جان عالم
قربان تمھارے جان عالم

اس طرز بیان پہ پستے ہین ہم
اس پیاری زبان پہ پستے ہین ہم

افسانۂ عشق اوسکا ہے نام
آغاز بھی خوب اور انجام

اسمین بھی ہو طرز عاشقانہ
مقبول کرے جسے زمانہ

بھر آگئی جوش پر طبیعت
امڈا دم فکر بحر جودت

چشم خامہ مین اشک بھر آے
پتھر بھی سنے تو موم ہو جاے

انصاف طلب ہون سامعین سے
روکین نہ زبان آفرین سے

مین گوہر بحر شاعری ہون
ہین فخر کلیم و انوری ہون

اعجاز رقم ہے میرا خامہ
ہر نظم ہے ایک کارنامہ

بیمثل ہین آج ہم سخنور
گر چاہین تو صورت سمندر

پیرو اپنے ہین سب سخنور
کرتے ہین بیعت ادب سخنور

پیشہ نہین میرا شاعری کچھ
دعوی نہین اسکا یہ ابھی کچھ

تفریح کے واسطے کبھی کچھ
موزون کر لیتے ہین ابھی کچھ

تقریر یہ سب تھی شاعرانہ
آگاہ ہے اس سے اک زمانہ

کیا کیجے فلک کا شکوا
کچھ درد جگر بھی سنئے میرا

تھا اسم مبارک اونکا اے آہ
شاہ امجد علی فلک جاہ

تعلیم کا اونکے ہے یہ سب فیض
ہوتا ہے کسی سے ایسا کب فیض

مجھکو بھی دلی تھی اونسے الفت
حد سے بھی سوا تھی کچھ محبت

لیکن یہ گلہ ہے آسمان سے
کیا جلد اوٹھا لیا جہان سے

اس درجہ ملال کر نہ اے دل
رنج بیفائدہ سے حاصل

ہین راحت و غم سلف سے توام
رکھ طبع کو اپنی شاد و خرم

اے بلبل خامہ ہان چہک اب
تو بھی گل فکر سے مہک اب

آغاز داستان

کہتے ہین یہ مخبران ذیجاہ
اک شہر مین ایک تھا شہنشاہ

خورشید جمال و یوسف دہر
شیدا تھے تمام مردم شہر

خوش خلق و حلیم و نیک طینت
فیاض و دلیر و ذی مروت

اللہ نے حسن وہ دیا تھا
بندہ عالم کو کر لیا تھا

خورشید سپہر دلبری تھا
انسان تھا گو مگر پری تھا

انجم سے زیادہ اوسکی تھی فوج
تھا مثل سپہر صاحب اوج

عادل ایسا تھا وہ خوش انجام
کسرا کا نہ لیتا تھا کوئی نام

اسدرجہ شجاع تھا وہ ذیجاہ
شیر آگے تھا مثل اوسکے روباہ

جرات مین وہ رستم جہان تھا
ہمت مین وہ حاتم زمان تھا

بخشش کا مین اوسکی کیا کہون حال
لٹتا تھا پڑا سدا زر و مال

قارون کا خزانہ گروہ پاتا
اکدم مین اوسے بھی وہ لٹاتا

محتاج کوئی بشر نہ وہان تھا
ابر کف فیض درفشان تھا

یہ رعب تھا خجل اوسے جو آتا
ضرغام فلک بھی کانپ جاتا

مصروف تھی عدل پر طبیعت
شاد اوس سے کمال تھی رعیت

خدام پر اپنے مہربان تھا
ہر علم و ہنر کا قدردان تھا

خوش ساکن شہر ملک آباد
رنج و غم دہر سے سب آزاد

ادنی اعلی سے اس حشم پر
ملتا تھا سدا اکمال جھک کر

درویش مزاج تھا وہ سلطان
مشہور تھا نام شاہ دوران

چار اوسکے وزیر تھے خوش اقبال
ہر ایک کی نعم کا تھا یہ حال

اوسوقت مین ہوتا گر ارسطو
تعلیم اوسے کرتے چارون خوشخو

کرتا تھا سدا وہ عیش و عشرت
ارباب نشاط سے تھی صحبت

جز عیش نہ غم کی تھی کوئی بات
دن عید شب برات تھی رات

رہتا تھا ہمیشہ ناچ گانا
تھا اوسکا محل طلسم خانہ

خوبان جہان کا تھا وہ محبوب
خوش قامت و خوش نظر خوش اسلوب

پریان تھین نثار دلسے اوسپر
تھا وقت کا اپنے راجہ اندر

سب طرحسے تھا وہ شاد و دلشاد
تھا اوسکو مگر ملال اولاد

اکدن اوس شاہ باکرم نے
فغفور کلاہ تخت جم نے

فرزند کے غم مین ہو کے مضطر
فرمایا وزیرون سے یہ رو کر

افسوس اے دوستان جانی
بے لطف گئی مری جوانی

اولاد کا داغ لیچلے ہم
جائیگا نہ گور تک بھی یہ غم

اب اپنے شباب کی ہے رخصت
پیری کی عیان ہوئی علامت

افسوس کہ لاولد رہے ہم
اس امر کا ہے زیادہ تر غم

فرزند جو کوئی آج ہوتا
وہ وارث تخت و تاج ہوتا

مہمان ہون اور چند دن کا
آمد شد دم کا کیا بھروسا

کچھ اور نہین ملال ہمکو
بعد اپنے ہے یہ خیال ہمکو

ہم تو نہین رکھتے کوئی اولاد
یہ ملک تمام ہوگا برباد

اس رنج والم سے قبر مین بھی
ہرگز نہ لگے گی پیٹھ میری

یہ کہہ کے وہ بادشاہ دوران
روتا تھا برنگ ابر باران

ساتھ اوسکے وزیر وقت تھے سب
بیتاب کمال ہوتی تھی سب

چارون مین جو اک وزیر کل تھا
اوسکا بھی چراغ خانہ گل تھا

مشہور تھا نام اوسکا عاقل
ہر علم و ہنر مین تھا وہ کامل

کہنے لگا رو کے یہ وہ محزون
مین بھی اسی غم مین مبتلا ہون

فدوی کا بھی بے چراغ ہے گھر
یہ داغ میرے بھی ہے جگر پر

اس کلمے سے بھر کے ایکدم سرد
روئے دونو لپٹ کے ہمدرد

فرمایا پھر اوس سے اے دل افگار
تقدیر سے آدمی ہے ناچار

یون ہی کچھ مرضی خدا ہے
انسان کا زور اسمین کیا ہے

تسکین ہوئی حال سنکے تیرا
ورنہ اس غمسے مین نہ جیتا

ہے جی مین کہ قسمت آزمائین
درویشون سے رابطہ بڑھائین

شاید نکل آئے مدعا کچھ
خاصان خدا خدا نباشند
القصہ وزیر نے اوسی آن
سنتے ہی یہ حکم شاہ عادل
بیواسطہ شہ سے کی ملاقات
کیا کیا ہو رنج و ملال اوسکا
کہتا رو رو کے وہ جگر ریش
ممکن ہو اگر تو کچھ دوا دو
تم لوگ فقیر ہو خدا کے
اس رنج مین مین رہونگا کب تک
کہتا تھا یہ وس سے کوئی آزاد
کہتا تھا کوئی کہ رہیے خرسند
قدرت سے تیری بعید کیا ہے
اس درد جگر کی تو دوا کر
اک روز وہ شاہ صورت ماہ
قدرت کا تو دیکھتا تماشا
دانا رکھو آپ کو سلامت
بس سنتی ہی یہ صدائے درویش
بیوجہ مجھے سنین دعا دی
قربت رکھتے ہین یہ خدا سے
بیتاب بہت ہی جان مضطر
درویش کو ہاتھوں ہاتھ لایا
درویش سے خوش ہوا وہ سائل
تم جانتے ہو جو غم ہے ہمکو
گرحال سے میرے تم ہو ماہر

حاجت مری اوس سے ہو روا کچھ
لیکن ز خدا جدا نباشند
بھجوائے ہر ایک جا پہ فرمان
درویش جہان جہان تھے کامل
سبکی ہوئی خاطر و مدارات
برسون ہی رہا جو حال اوسکا
یہ قصۂ صدمۂ دل خویش
مقبول خدا ہو تم دعا دو
طالب ہم تمسے ہین دعا کے
یہ درد جگر سہون گا کب تک
مرشد کی دعا سے ہوگی اولاد
بیشبہ تمھارے ہوگا فرزند
خالق تو جن وانس کا ہے
فرزند مجھے کوئی عطا کر
تھا بام پہ جلوہ گر سر راہ
درویش ادھر سے ایک گذرا
ہر روز فزون ہو عمر و دولت
بشاش بہت ہوا وہ دلریش
کچھ جان گیا سنے یہ صدا دی
شاید اسی شخص کی دعا سے
حد سے بھی فزون ہین ہم مکدر
جسوقت وہ پیش شاہ آیا
فرمایا کہ اے فقیر کامل
پہچانتے ہو میرے الم کو
پوشیدہ نہ رکھو کرو ظاہر

ہوتے ہین یہ راز حق سے ماہر
کی عرض وزیر نے بہت خوب
مرد کامل جہان جہان ہون
آئے در شہ پہ بے تامل
مطلب ہر ایک کو سنایا
کامل جو کوئی کہین سے آتا
کیا تمسے کہین کہ حال کیا ہے
فرزند کی آرزو ہے ہمکو
تبلائیے شاہ جی خدارا
تقدیر مین ہے مرے بھی اولاد
بابا داتا ہے دینے والا
کرتا تھا ہر ایک کو تسکین
مجرم ہون گنہگار ہون مین
ہر روز اس غمسے وہ خوش انجام
مصروف تھا سیر مین وہ ناکام
مغموم کمال شہ کو پا کر
کسواسطے آپ ہین مکدر
فرمایا وزیر سے کہ عاقل
جلد اسکو ہمارے پاس بلواو
کچھ مہر کرے جناب باری
سنتے ہی یہ حکم وہ خوش انجام
دی شاہ نے اوٹھکے اوسکی تعظیم
کیا کام تمھین ہمارے غمسے
دو گے مرے درد کی دوا کچھ
منظور فقط ہو گر ملاقات

مشہور یہ ہے بقول شاعر
فدوی کو بھی اب یہی ہے مطلوب
حاضر وہ آکے سب یہان ہون
تھی اونکو نہ حاجت توسل
پر مرہم زخم دل نہ پایا
خود اپنے حضور اوسے بلانا
اک درد جگر مین لادوا ہے
مدت سے یہ جستجو ہے ہمکو
مطلب بر آئیگا ہمارا
دنیا مین رہون گا یا مین ناشاد
گھبرا نہ تیرا ہے بول بالا
پر دل سے یہ کہتا تھا وہ غمگین
پر تجھسے امیدوار ہون مین
روتا تھا سحر سے لیکے تاشام
تھی راس و چپ ایستادہ خدام
دی اوسنے دعا قریب آکر
صدمہ کس بات کا ہے دلبر
شاید یہ کوئی ہے مرد کامل
تم بلکہ خود اسکے لینے کو جاؤ
بر لائے مراد دل ہماری
دوڑا خود اور تمام خدام
پھر خاطرین کین بہت بہ تکریم
بیفائدہ پوچھنا ہے ہمسے
کیجے گا مرے لیے دعا کچھ
تو آئیے بیٹھیے عنایات

سنکر یہ کلام شاہ درویش — بولا اسطرح سے وہ درویش
درویشون سے حال کچھ چھپا ہے — فضل حق سے کھلا ہوا ہے
سنکر یہ سخن وہ شاہ دانا — سر قدمون پہ اوسکے رکھکے بولا
اے ضیغم بیشہ کرامت — تبلاؤ یہ ازرہ عنایت
قسمت مین ہمارے بھی ہے اولاد — بسکے اس غمسے ہونگے آزاد
طالع کب ہوگا نجم اقبال — ہم کونسے روز ہونگے خوشحال
بولا وہ فقیر نیک خصلت — ای کشتۂ درد و رنج و حسرت
لڑکا تو نصیب مین نہین ہے — لیکن ایک دختر حسین ہے
تمکو ہوگی اوسی سے تسکین — اوٹھا یہ کہکے وہ خوش آئین
شہ نے کہا بیٹھیے ذرا اور — باقی اتنا ہے پوچھنا اور
آخر کوئی ایسی بھی ہے صورت — بیٹا جو خدا کرے عنایت
بولا وہ صاحب کرامت — بندے مین تو یہ نہین ہے طاقت
یہ کام ہے خالق جہان کا — ہمکو نہین دخل اسمین اصلا
دختر تو خدا ضرور دیگا — لیکن اک رشک حور دیگا
خوش طینت و نیک بخت ہوگی — وہ وارث تاج و تخت ہوگی
سن لو مری اتنی اور تم پند — رکھیے گا اوسے بہت رضامند
بے حکم نہ اوسکے حکم دینا — ہر کام اوس سے پوچھ لینا
رد اوسکی نہ بات کوئی کرنا — بے اوسکے کہین نہ گام دھرنا
سنکر یہ سخن شہ ہنرور — کچھ شاد ہوا تو کچھ مکدر
بولا عاقل بھی کرکے منت — کچھ آپ نے ازرہ عنایت
مجھکو نہ بتایا شاہ صاحب — محروم رہا مین واہ صاحب
مین بھی اسی رنج سے حزین ہون — کچھ اور مین چاہتا نہین ہون
مجھکو بھی یہی ہے اب تمنا — فرماؤ زبان سے تم اتنا
میرے بھی نصیب مین ہے فرزند — اس غم مین رہیگا بندہ تا چند
بولا عاقل سے تب وہ درویش — تو دل مین نہ اپنے کر تشویش
تیری قسمت مین اک پسر ہے — اس بات کا دھیان ہان مگر ہے
جب تجھکو خدا پسر وہ دیگا — اوسوقت یہ شاہ چھین لیگا
پا لیگا اوسے بجای فرزند — دل اوس سے کریگا اپنا خرسند
یہ سنکے ہوا وزیر خرم — سجدہ کیا شکر کا اوسیدم
فرمایا شہ فلک حشم نے — بیٹا کیا تیرا بیٹا ہم نے
منگوا کے اوسیدم ایک خلعت — درویش کو خود کیا عنایت
پھر شاہ ہوا محل مین داخل — گھر اپنے گیا وزیر عاقل
القصہ کہ بعد عرصۂ چند — دونونکو ہوئی امید فرزند
جسوقت خبر ہوئی یہ شہ کو — خوش دل مین ہوا بہت وہ خوشخو
عاقل سے پھر اوسنے کہا حال — بولا خوش ہوکے وہ خوش اقبال
گھر مین مرے بھی ہے خوش اطوار — آثار حمل کے ہین نمودار
خرم تھے بہت وزیر اور شاہ — جب خیر سے کٹ گئے وہ نو ماہ
دونونکو دیے خدا نے فرزند — نخل حسرت ہوئے برومند
دختر ہوئی شہ کے گھر مین پیدا — عاقل کو دیا خدا نے بیٹا
افراط خوشی سے شاہ نے پھر — تقسیم کیا زر و جواہر
انعام مین بانٹے زر کے توڑے — خلعت دیے لاکھون لاکھ جوڑے
چھڑوا دیے سیکڑون گنہگار — آزاد کیے غلام دو چار

پیدا شدن دختر بخانہ بادشاہ و طلب کردن رمالان و شاد شدن ہمہ

ساقی تیرے صدقے تو کہان ہے — ہے وقت عجب عجب سمان ہے
دے بادۂ عیش کا کوئی جام — چھا جاتے ہین آج ایک گل اندام
کیا شغل شراب آج بھی ہے — ہے میرے خمیر مین ملی مے
طفلی ہی سے شوق میکشی ہے — گھٹی کے عوض شراب پی ہے
پروردۂ شیر دخت رز ہون — پاؤن تو مین خم کی خم چڑھا لون
ساغر دو چار دے مری جان — لکھا ہے مجھے چھٹی کا سامان

جس روز کہ دن چھٹی کا آیا
مہمان ہر ایک کو بلایا
مہمان نکھر نکھر کے آئے
روپ اپنے ہر ایک نے دکھائے

وہ مجمع تھا ہر ایک وہ جوبن
وہ ناز و ادا وہ شوخ چتون
وہ قاتل ہوش بانکپن تھے
پامالی عشق کے سب چلن تھے

وہ بیگموں کا کبھی اترانا
ارباب محل کا وہ نکھرنا
آپس میں گلے لپٹ لپٹ کر
کہتی تھی ہر ایک ماہ پیکر

آنکھیں مری ڈھونڈتی ہیں جسکو
پچھوا ابھی کبھی نہ بھیجا جسکو
اللہ ری زندگی بے مروت
کیا تجھسے ہوئی ہے مجھکو نفرت

درباریوں کا وہ شور در پر
ہنگامہ وہ ناظروں کا اندر
ایک دھوم محل میں چار سو تھی
گلرنگ تھی جو کہ ماہ رو تھی

ایک بارہ دری سجی ہوئی تھی
طیاری سب اوسکی نور کی تھی
واں ہوتے تھے جمع سارے مہمان
طرفہ عالم عجب تھا سامان

آپسکی وہ چھیڑیں اور چہلیں
بیچین تھی ایکایک انہیں
بیٹھی کوئی ناز سے کسی جا
کرتی تھی کسی سے کوئی غمزا

وہ ڈومنیوں کا ناچ گانا
انعام وہ بار بار پانا
وہ زہرہ مثال تھیں گلے باز
چھیڑتی تھی کہیں وہ لوچ کے ساز

گیا ہوش ربا تھا اونکا گانا
تھا لو لیے چرخ کو بھی سکتا
شہنا کی دھنیں وہ قاتل ہوش
نوبت کی صدائیں راحت گوش

چلنے لگیں شلکیں جو یکبار
تھرا اوٹھا سپہر دوار
وہ توپیں تھیں عدو سے ہم آواز
رنجک کی چمک تھی برق انداز

رمالوں کو شہ نے پھر ملا کر
فرما کے پھر اوسنے حال اختر
ارشاد کیا کہ فرخ پے کو
اتنا ہمیں دیکھ کر بتا دو

خوش وقت یہ ہو گی ماہ پارا
طالع کا نیک ہے ستارا
سنتی ہی یہ حکم شاہ سب نے
کچھ شکلیں بنائیں نقش لکھے

کھنچے کبھی زائچے کسی نے
لکھے کبھی دائرے کسی نے
کچھ اونگلیوں پر شمار کر کے
کچھ دائروں پر بھی ہاتھ دھر کے

پھینکے تختی پہ جو ہیں پانسے
کہنے لگے سب یہ شہ جہاں سے
ہو شاہ کا مرتبہ دو بالا
خوش رکھے ہمیشہ حق تعالی

وہ زہرہ جبین نصیب ور ہی
طالع کا ستارہ اوج پر ہے
سب مطلب شہ حصول ہو گا
کھلکر یہ غنچہ پھول ہو گا

روشن رہیگا چراغ امید
پھولیگا پھلیگا باغ امید
کھٹکا اتنا تو ہاں مگر ہے
دس سال تلک اسے ضرر ہے

پیدا ہوئی تھی یہ ماہ رو جب
اوسدن تھا قمر میان عقرب
منحوس یہ سال جب تلک ہیں
خطرات اسے تہ فلک ہیں

آئی نہ یہ زیر چرخ اخضر
دس سال تلک نہ نکلے باہر
تہ خانہ میں پرورش ہو یہ ماہ
حد کی ہو احتیاط اے شاہ

فرق اسمیں ہوا تو پیر و مرشد
ہوگا بت اسکی واسطے بد
روا اسکا سخن نہ کیجیے گا
رنج اسکو نہ کوئی دیجیے گا

بن اسکے نہ کیجیے گا کوئی کام
اور اسکا غزالہ رکھیے گا نام
عاقل سے کہا کہ اے خوش انجام
گل پیرہن اسکا رکھیو تم نام

اسکے لیے کچھ ضرر نہیں ہے
تقدیر کی پر خبر نہیں ہے
آغاز سے لیکے تا بہ انجام
خنداں یہ رہیگا صورت جام

ہر روز بڑھیگی عزت و جاہ
دس سال غزالہ ہو گا یہ ماہ
سنکر یہ کلام شاہ و دستور
دلمیں ہوئے اپنے شاد و مسرور

خلعت اونھیں دیے اور جاگیر
رخصت سبکو کیا بہ توقیر
طیاریاں پھر ہوئیں چھٹی کی
تھی شہر میں دھوم اس خوشی کی

ارباب نشاط کو بلایا
محفل کو قرینے سے جمایا
وہ سیکڑوں طائفوں کا آنا
اندر باہر وہ ناچ گانا

جھرمٹ وہ مطربوں کے ہر سو
ایک سمت وہ بھانڈ اور پریرو
طبلوں پہ لگیں وہ پڑنے تھاپیں
پہونچیں گردوں پہ وہ الاپیں

اندر کہیں جو نے والیاں تھیں	سب یار نگی دیکھی بھالیاں تھیں	وہ بکھی نکھار آفت ہوش	وہ موتی کے جھالے زینت گوش
تا سے وہ دیکھنا زچا کا	تیغون کا وہ اوسکے سر پہ سایا	جوڑا پہنے ہوئے وہ بھاری	اک ماتھے پہ موتیون کی پٹی
نکلا ہوا کس ادا سے گھونگھٹ	ارباب محل کا گرد اک غٹ	بلبلو نہیں دیے ہوئے وہ سب ہاتھ	اسپند بھی بھم چشم بد ساتھ
کس ناز سے صحن مین وہ آنا	وہ ضعف سے پاؤن تھر تھرانا	افشان وہ جبین پہ جلوہ آرا	ٹیکا صبح جبین کا تارا
کاجل کی وہ آنکھوں مین گھلاوٹ	مستی کی لبون پہ تھر تھراہٹ	وہ ناک مین نتھ کی خوشنمائی	رونق زیور نے اوس کو پائی
وہ زرد ہوئی تھی گوری رنگت	حد سے تھی زیادہ وہ نقاہت	آغوش مین وہ بلند اختر	ہالے مین ہو جیسے ماہ انور
بشاش ہر ایک ماہ طلعت	اک شور مبارک و سلامت	شور نقارہ و دہل تھا	میر اسنون کا جدا یہ غل تھا
واری ولوا سے پچھاور	انعام مین لونگی جھولی بھر	ہے آج ہمارے لینے کا دن	ہے آج حضور دینے کا دن
دروازے پہ شور شادیانہ	اٹھا ہوا سیر گو زمانہ	پائی رسمو نسے جب فراغت	ازبسکہ تھی سستی و نقاہت
کمرے مین بچھی تھی جو سہری	کس ناز سے اوسپہ جا کے بیٹھی	خلعت کیے سبکو بہ عنایت	انعام دیا بقدر رغبت
	مہمان سب اپنے گھر سدھارے	رخصت ہوئے طائفے بھی سارے	

اصرار کردن غزالہ از مادر و پدر خود برائے سیر و بیرون آمدن از تہ خانہ

ساقی کوئی پھول بھر کے دے جام	تا سیر چمن ہو آئے گل اندام	بٹھا رہون گوشہ گیر کب تک	بیچم رہون اسیر کب تک
دیکھوں کیفیت جہان کچھ	خط زیست کا پاؤن جھر بام	اس کنج الم سے جلد نکلون	قید غم سے کہین رہا ہون
تنہائی کے رنج سہتے تاکے	اک گوشے مین بیٹھے ہین تاکے	اب لین ہوائے بوستان ہے	گلگشت کا شوق سیر جان ہے
تہ خانے ہی مین غرض شب و روز	پلنے لگی وہ مہ دل افروز	منحوس دنون سے تھی جو وحشت	کرتے تھے کمال سب حفاظت
بند اوسکے کیے تھے سارے روزن	دیکھے نہ صبا بھی تاکہ دامن	جب خیر سے گذرا اوسپہ اک سال	بانٹا ماں باپ نے زر و مال
وہ مہ ہوئی پانچ سال کی جب	بسم اللہ دھوم سے ہوئی تب	رکھی گئی نوکر ایک آتو	تعلیم ہو تاکہ وہ سمن رو
خدمت مین جو اوسکی تھین خواصین	مہ پارہ تھی ایک ایک لاکھ مین	سن اوسکا ہوا جو ہشت سالہ	جوبن اوسنے غضب نکالا
نہ سالہ ہوئی جو وہ پری رو	پائی آفت کی چشم و ابرو	فرزند وزیر و دختر شاہ	باہم تھی برنگ زہرہ و ماہ
باہم کب تھے وہ قرۃ العین	اک برج مین تھا قران سعدین	اک روز کہا اسطرح یہ مذکور	ماں باپ سے اپنی بولی وہ حور
رہنا نہیں یہاں ہمین گوارا	گھبراتا ہے دل بہت ہمارا	تہ خانے مین ہو نہیں زندہ گور	باقی نہیں ایک روزن نور
کب تک رہون تہ گل راز پنہان	انسان ہون نہیں کہ حیوان	سنتی ہون کہ ہے رخ کی صورت	ہے صبح بھی کوئی چیز حضرت
کہتے ہین کہ آسمان بھی ہے	معلوم نہیں کہ ہے وہ کیا شے	کس چیز کا مہر و ماہ ہے نام	فرمایئے آتے ہین وہ کس کام
سنکر یہ کلام اوس قمر سے	الفت سے کچھ اوسکی کچھ خبر سے	ماں باپ لگے حساب کرنے	وہ گل لگی ٹھنڈی سانس بھرنے

بولی پھر لاڈ سے مچل کر
اب جلد نکالو مجھکو باہر

رہنے کی نہین یہانین جا شا
دیکھونگی سحر کا مین تماشا

کیا قید مجھے کیا ہے تمنے
آفت مین پھنسا دیا ہے تمنے

کیسے مین یہ آپ مرے شیدا
کاش اس سے تو ہوتی مین نہ پیدا

سمجھانے لگا وہ شاہ والا
ضد اتنی کرو نہ جان بابا

نکلوگی تم آج کل مین گھر سے
آگاہ نہین تم اس خبر سے

ماں بولی گلے لگا کے واری
بیزار اداس ہو تمہاری

صدقے گئی رنج تم نہ کھاؤ
اپنے دلکو نہ تم کڑھاؤ

دو چار ہی دن ہے اے گل تر
مین تمکو نکالتی ہون باہر

گلگشت چمن کا گر ہوا ارمان
تو شوق سے جائیو میری جان

شہ نے اوسوقت باہر آکر
فرمایا وزیروں کو بلا کر

دو حکم یہ کوتوال کو جلد
آراستہ چوک سارا ہو جلد

باہر نکلے گی شاہزادی
برپا ہووےگی بزم شادی

دوکانین ہون شہر بھر کی رنگین
طیار ہون لوگ حسب آئین

آراستہ ہون تمام بازار
ہو پست و بلند راہ ہموار

ہر ایک مکان بھی وہ سجا جائے
قصر قیصر کو جسپہ رشک آئے

طیار ہو جلد ایک نیا باغ
فردوس کی جسپہ ہو داغ

نام اوسکا غزالہ باغ دھرنا
آراستہ خوب اوسکو کرنا

پہونچا جو وقت حکم سرکار
حاضر ہوئے باغبان و معمار

ہونے لگی باغ نو کی تعمیر
جسطرح ہو بوستان تصویر

نو ماہ مین ہوگیا وہ طیار
رضوان کو بھی دیکھ کر ہو خار

حمام نمودن غزالہ و آراستہ شدہ در باغ نو تعمیر رفتن

ساقی مے آتشین کا دے جام
تا گرم مین ہو کے جاؤن حمام

دل چھان دیا ہے خار غم نے
دیکھا نہین کچھ جہان کا ہم نے

خوب آج چھکون ترے کرم سے
باہر نکلوں گا قید غم سے

پیکر مین شراب ارغوانی
کچھ دیکھون بہار نوجوانی

سنتے ہین بہار پر ہے گلشن
ہے لالہ و گل پہ زور جوبن

اک جام مے طرب بھی لونگا
ارباب نشاط کو سنونگا

اب لکھنا ہے مجھکو وصف شادی
حمام کریگی شاہزادی

آیا جو ہین دن وہ عشرت اندوز
تھی جسکی خوشی اوسے شب و روز

ہونے لگے جمع سارے مہمان
شادی کا ہوا درست سامان

طیار رہی وہ حاضری کی اک جا
مجلس کی بنا کہین تھی برپا

طیار رہی وہ رت جگے کی شب بھر
سہنک کی دھوم دن کو اندر

سیدانیوں کا وہ کونڈے کھانا
وہ لوگونکا منتین بڑھانا

اک دیتی تھی دونے پر گھری نیاز
روزہ کوئی کھولتی تھی دمساز

ماں اوسکی بھی منتین بڑھاتی
افراط خوشی سے کانپی جاتی

گر مانگتی اوس سے کوئی انعام
کہتی کوئی گھبرا کے وہ گل اندام

دم لے دم لے ذرا ٹھہر جا
دونگی دونگی مین اچھا اچھا

ہنگامہ اہل بزم اک سو
ہر سمت محل مین جمع مہرو

چہلین اک سو وہ کم سنونکی
آمد وہ شباب کی دنوں کی

نوبت کی ٹکورین تھین وہ دلکش
کرتے تھے ملک بھی سنکے الغش

میراثنوں کا شہانی گانا
آفت کا وہ ناچنا بتانا

نکھری ہوئی وہ ہر ایک خوش بین
وہ جوڑے گلے مین سب کے رنگین

آراستہ یہان بھی بزم شادی
حمام گئی جو شاہزادی

کرنے لگی غسل وہ دل آرام
نہلانے لگی ہر ایک گلفام

تھا ایک کے پاس طشت زرین
کیسہ کرتی تھی کوئی خود بین

اک حور لیے تھی تیل بیسن
کنگھی کرتی تھی کوئی پرفن

وہ پریوں کا ہاتھوں اوسکو دھونا
تلوونکو ملنا اوسکے جھانون ہونا

وہ تیوری چڑھا کے سسکی بھرنا
فرصت پائی جو ہین نہا کر
مسی کا وہ لعل لب پہ جوبن
لاکھا اس رنگ سے جمایا
کٹ نے یہ جبین تھی اوسکی افشان
پوشاک کی کشتیان منگائین
آراستہ کر کے تن پہ گہنا
بھکین بالیان کانو مین جڑاؤ
بجلی وہ ہر ایک زینت گوش
پرتاب جڑاؤ تھا وہ اک طوق
خوش آب وہ موتیونکا مالا
اون پہ جو چونکی جو دیکھین صنعت
جسوتنت پہن چلی وہ گہنا
حسن اطلس چرخ سے بھی افضل
ٹھپا عجب اوسمین خوشنما تھا
انگیا کرتی جواہر آگین
پاجامہ اساوری کا پر نور
وہ صبح جبین تھی صبح جنت
وہ چشم تھی اوسکی زیر ابرو
ونبار کب اونمین سرمے کا تھا
عارض اوس شوخ نازنین کا
سمجھا مین یہ بعد نکتہ بینی
بخشین جو حیات جاودانی
خون ریز جہان تھی تیر مژگان
کیا کہیے دہن تھا اوسکا کیا تنگ

بجلین وہ ہو گئے غمزے کرنا
روشن کیا جامہ خانہ آ کر
گلبرگ بنا تھا برگ سوسن
جو لعل یمن کو رشک آیا
انجم دم صبح تھے نمایان
زیور کی بھی کشتیان اسکے آگے تھین
موقع سے جواہر اوسنے پہنا
یا بیٹھے تھے برگ گل پہ جگنو
تھی برق برائے خرمن ہوش
رکھتا تھا ہلال پر بھی جو فوق
مہتاب کے گرد جیسے ہالا
حورین لگین اپنے دست حسرت
جھومر ابھی غضب کا اوسنے پہنا
تھی رشک شعاع مہر آنچل
ٹیکا وہ تیغ برق کا تھا
موتی کے عوض لگے تھے پروین
تابندہ بہ رنگ اطلس طرہ
ہر چین تھی موجہ لطافت
شمشیر بکف تھا یا کہ آہو
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
تھا حسن مین چاند چودھوین کا
تھی آتش لب کا شعلہ بینی
تھی موجہ آب زندگانی
ادنی ہدف اونکے تھے دو جان
قارونکی بھی لیے تھا اسو

وہ پاؤن سمیٹ لینا ہر بار
آتے ہی سنگار دان مانگا
اونچی چوٹی وہ نور کی تھی
کاجل نہین آنکھ مین تھا زنہار
وہ گوہر بحر حسن و خوبی
زیور وہ جڑاؤ اونمین نادر
چمکا وہ موتیونکا سر پہ
ٹیکا وہ جبین پہ جلوہ آرا
بھالے کی وہ لو دکے رخ پہ تزئین
بازو پہ وہ نورتن کا جوبن
ہاتھون مین مجرا لگا کے تھی
تھی پاؤنمین نور کی وہ خلخال
وہ تار کشی کا اک دوپٹا
پر نور تھا ایسا جسکا پرتو
سورج کی کرن کرن تھی اوسکی
تھی بیچ قمر ہر اک کٹوری
وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
آنکھین اُستاد ساحری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو
عارض تھے وہ رشک صبح امید
بینی تھی وہ موج چشمۂ نور
یاقوت سے بھی وہ لب تھے خوش رنگ
پلکین تھین نشتر زن رگ جان
وہ دانت تھے تیغ لب کے جوہر
تھا سینہ تختی لطیف حد کا

وہ گھر مکیان ہنسکے دینا ہر بار
نکھری کیا کیا وہ شوخ زیبا
گویا کہ وہ چوٹی طور کی تھی
اک مست کے ہاتھ مین تھی تلوار
پھر عطر مین موتیے کے ڈوبی
دو چار مین بے بہا جواہر
انجم شب تار مین منور
تھا کہ صبح امید کا ستارا
پہلو مین قمر کے عقد پروین
سیارے فلک پہ جیسے روشن
تارے پہ عید مین جڑے تھے
دل خلق کا جس سے ہو وے پامال
ہم رنگ شفق تھا رنگ جسکا
تھا چادر مہ سے بھی وہ پر ضو
سب موتیون کی بنت لگی تھی
تار رگ لعل تھی وہ ڈوری
ایسا نہین حور کا سراپا
نشہ مین شراب کے بھری تھین
شہباز نے وا کئے تھے بازو
مہتاب کہون انھین کہ خورشید
محراب مین یا تھی شمع کافور
کب لعل مین ہو اوسسے ہم سنگ
تھے جنکے دلونمین زخم پنہان
قربان ہو جسپہ سلک گوہر
کہیے کہ وہ سیمین تھا نخل قد کا

عالم تھا چہ ذقن پہ مائل
وہ کان تھی برگ گل سے خوشتر
اس درجہ ملیح تھا زنخدان
وہ زلف سیہ تھی زینت دوش
کیا آن ادا خدا نے دی تھی
وہ چھاتیونکی غضب تھی سختی
آئینہ کی طرح پیٹ تھا صاف
تھی اوسکی کمر بعید از فہم
ہاتھون مین حنا کی وہ تزئین
پر نور تھی اوسکی کیا کف پا
انداز و ادا کرشمہ و ناز
بن ٹھن چکی جب وہ ماہ تابان
نکلی جو چمک گئے وہ پری وش
اوس وقت عجیب اک خوشی تھی
شادی ہو یہ آپکو مبارک
کرنے لگے نقلین سارے نقال
میعاد مین فرق پڑ گیا تھا
القصہ کہ باغ تزئین وہ گل
ایسا تھا وہ گلشن نگارین
طاؤس کے طرف تھی رقصان
کرتی تھین وہ شور آبشارین
وہ نہر چمن کی آبداری
شمشاد کسی طرف لب جو
قمری سو ہو گئین شیشیان حنا کی
تھا سرخی لالہ سے یہ روشن

قید اوسمین تھی لاکھون اوسکے قول
یا پہلوئے مہ مین وہ تھی اختر
زیبا ہی اگر کہین نمکدان
عشاق کے سوگ مین سیہ پوش
چھپ تھی وہ اوسکی نور کی تھی
کب سیب مین ایسی ہی کرنتی
گرداب محیط حسن تھی ناف
تھی تار نگاہ دیدۂ وہم
تھی پنجۂ مہر دست رنگین
تھی عارض حور یا کف پا
اوس غیرت حور کے تھی دمساز
اک قدرت حق ہوئی نمایان
زہرہ کو فلک پہ آگیا غش
اک دھوم محل مین مچ رہی تھی
کہتی تھی تمھین بھی ہو مبارک
بٹنے لگا سبکو پھر زر و مال
بنکر نقشہ بگڑ گیا تھا
داخل ہوئی پھر بصد تجمل
رضوان جس باغ کا تھا گلچین
وہ نغمۂ طائر خوش الحان
بگلونکی وہ ابر مین قطارین
شاداب وہ ایک اک گیاہ تھی
غیرت افزائے قد دلجو
شوخی روشونپہ وہ صبا کی
گویا پھولی ہو شام سوسن

تھا چاہ ذقن پہ خال خوشتر
ایسے بن گوش تھے وہ پرضو
تھی صبح جبین کی شام زلفین
سانچے مین ڈھلی ہوئی تھی گردن
سینہ تھا برنگ لوح بلور
یا گوہر دلبری کی تھین درج
کیا پایا کمر کو اوسکی جو یا
ساعد یون آستین مین پرنور
ساقین تھین وہ شاخ نخل طوبا
بوٹا سا وہ قد تھا اک قیامت
چتون کی بناوٹین وہ آفت
مشاطہ نے اوسکی لین بلائین
سچ تھی جسے ماہ نے چھپایا
شہزادی کی مان کے پاس آکر
جمع وہ پری رخان کا ہر سو
تو یونکی صدا سے تھی فلک تنگ
تھا اسمین بخت بد کا لکھا
وہ باغ تھا رشک باغ شداد
وہ قہقہہ زنان چکور ہر سو
وہ ابر سیہ کا گھر کے آنا
وہ نالۂ رعد عاشقانہ
وہ بلبل باغ کا چہکنا
وہ عطر فروش نکہت گل
لالہ جو کھلا تھا قرب سوسن
سرخی روشونپہ وہ کٹی تھی

رعنا تھا کنوئین مین یا کبوتر
شرمندہ ہو جس سے شمع کی لو
ہر طائر دل کی دام زلفین
تھی نور مین مثل شمع روشن
چھاتی تھی ہر ایک قبۂ نور
یا قلعۂ حسن کے تھے دو برج
آئینہ مین عکس ہو تھا گویا
فانوس مین جیسے شمع کافور
پر نور تھین مثل دست بیضا
یا نخل مراد تھی وہ قامت
آنکھونکی لگاوٹین قیامت
مان باپ نے دی بہت دعائین
خورشید بھی سامنے نہ آیا
کہتی تھی یہ ہنسکے ہر گل تر
وہ صحن محل مین سبکے حق ہو
پر دہر کا دیکھنا تو نیرنگ
اک روز وہ سامنے ہو آتا
خوشتر قد حور سے تھی شمشاد
وہ سرو پہ قمریون کی کوکو
بجلی کا وہ اوسمین کوند جانا
مرغان چمن کا وہ ترانہ
ہر گل کا چمن مین وہ مہکنا
وہ طرۂ حور زلف سنبل
طرفہ وہ دکھا رہا تھا جوبن
گویا جدول کھچی ہوئی تھی

وہ شاہ بہار کا تجمل ۔ وہ کثرت فوج لالہ و گل
اشجار نہال پھول پھل سے ۔ محفوظ خزانے سب خلل سے
لالے کی چمن کا ڈنڈ ہانا ۔ سبزے کا کہیں وہ لہلہانا
شاخ پر میوہ جھومتی تھی ۔ ہر بار زمین چومتی تھی
وہ روکش باغ خلد گلزار ۔ سبزے پہ گل پیادہ اسوار
کوئل کہیں کوکتی کہیں مور ۔ پی پی کا پپیہے کے کہیں شور
غنچوں کا کسی طرف چٹکنا ۔ وہ آتش لالہ کا دہکنا
کوٹھی ایک بیچ میں گلان کی ۔ ہم رتبہ قصر آسمان تھی
آئی جسوقت وہ سمن بر ۔ کرنے لگی سیر گلشن تر
گل پوش سمن بر اوسکی ہمراہ ۔ اک رشک چمن کی ہاتھ میں ہاتھ
انداز و ادا دکھاتی آئی ۔ غنچے سے وہ مسکراتی آئی
گلگشت میں محو تھی وہ گلرو ۔ خوش خوش پھرتے تھی لگے ہر سو
اٹکھیلیاں کرتی پھرتی تھی ایک ۔ آہیں کہیں بھرتی پھرتی تھی ایک
بالی میں پروتی تھی کوئی پھول ۔ تھی سیر چمن میں کوئی مشغول
اک نہر میں منہ کو دھو رہی تھی ۔ زیر شجر ایک سو رہی تھی
اوس باغ میں الغرض شب و روز ۔ نور فور رہی وہ گلشن افروز
رخصت کا جو سبکے روز آیا ۔ جانے سے ہر اک نے جی چرایا
منظور کسی کو تھا نہ جانا ۔ کرنے لگی ایک اک بہانا
ایسا بنایا تھا وہ گلستان ۔ جاتے نہ تھے وہاں سے مہمان
سہیلوں سے سبکو کر کے رخصت ۔ خود رہ گئی واں وہ بہ فرحت

ماندن غزالہ در باغ بہ عیش و عشرت تمام و جا بسادن لشکر و آمدن تجلی بالا ہو و بدن تجلی اثر سر سنگ و رنگ و ماہ چتن او بر غزالہ

اے ساقی جم حشم دل آرام ۔ دے بادہ لالہ گون کا اک جام
رنگین مزاج ہون شرابی ۔ بھر دے کوئی پھول سی گلابی
چندے اس باغ میں رہونگا ۔ رنج غم عشق کچھ سہونگا
ساقی سے عشق سے چھکا دے ۔ کیفیت نشہ کچھ دکھا دے
منظور ہے داغ عشق دینا ۔ جنس غم و درد مول لینا
جوبن اپنا ذرا دکھائیں ۔ عاشق کو کشش سے کھینچ لائیں
کھٹکے سینہ میں خار الفت ۔ دیکھیں ہم بھی بہار الفت
نیرنگی عشق کی کریں سیر ۔ کچھ دلپہ اوٹھائیں صدمہ غیر
جس دل میں نہووے درد الفت ۔ کیا زیست کی اوسکو ہو حلاوت
بے عشق جیے تو کیا جیے ہم ۔ واللہ کہ بے مزا جیے ہم
رہنے لگی باغ میں وہ گلفام ۔ گھر بھول گئی ہر اک دلآرام
کرنے لگی عیش رات دن وہ ۔ وہ حسن و شباب اور سن وہ
ہر روز تھا ایک جشن جمشید ۔ ہر شب تھی برنگ صبح امید
جب چودھویں برس میں ہوئی وہ داخل ۔ یعنے ہوا ماہ حسن کامل
حسن اوسنے بلاے جان نکالا ۔ ہر نوک مژہ تھی دلکو بھالا
بیٹھی تھی وہ ایک دن لب بام ۔ پاس اپنے لیے کئی گل اندام
برسات کا اون دنوں تھا موسم ۔ اوس باغ پہ تھا عجیب عالم
گھنگھور گھٹا گھری ہوئی تھی ۔ بجلی ہر بار کوندتی تھی
سہ پارہ تھے دل کا وہ دہلنا ۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا وہ چلنا
نہرین لہراتیں تھیں یکسو ۔ جوبن دکھلا رہی تھی شبو
وہ ابر گہرفشان کا ایک شور ۔ جھنکارتے تھے کسیطرف مور
آئینے کی شکل برگ اشجار ۔ دکھلاتی تھی نور اپنا ہر بار
وہ جلوہ نما تھا لال بادل ۔ سبزہ تھا وہ رشک سبزہ مخمل
کرسی پہ غزالہ جلوہ گر تھی ۔ کیفیت باغ پر نظر تھی
گرد اوسکے سہیلیاں کھڑی تھیں ۔ ایک ایک تھی اوس میں رشک شیرین
ہمسن کئی لڑکیاں چنچل چالاک ۔ ٹھاٹھ اونکے ستم غضب کی پوشاک
جوڑے تھے گلوں میں زعفرانی ۔ اپنا بھی لباس ارغوانی
شوخی سے وہ آنکھ کڑکڑائیں ۔ نرگس کو وہ آنکھڑیاں چھپائیں

ہمسر ہو جو رخ سے غنچہ و گل
لب سے جو ہو برگ گل مقابل
بیٹھی تھین جو چند محرم راز
کیا شے یہ خدا نے خلق کی ہے
آئینہ اوسی گھڑی منگایا
بہتر نہین شخص کوئی واللہ
لونڈی کا نہین یہ مدعا تھا
سنکر یہ سخن کہا وہ کیا تھا
ذکر اور کری حضور کیجیے
سنکر یہ سخن وہ شوخ گلفام
از بہر خدا بیان کر کچھ
کہنے لگی وہ پری شمائل
مقصد ہے مرا یہ اے غزالا
شیرین ہے مگر نہین ہے فرہاد
بدتر کہین خار سے ہے وہ گل
تو مجھسے بھی گریبان ہے کرتی
دنیا مین کوئی ہے میرا ہمسر
کہنہ مخمل کا اک بچھا کر
دینے لگی کوئی پلنگ معزور
گھیرے ہوئے اوسکو سب کھڑی تھین
وہ ابر کا آسمان پہ آنا
ڈوبی ہوئی جس مین سبکی آواز
وہ زہرہ ادا اوچھل رہی تھین
مرغان ہوا تھے مست و مدہوش
سنتے ہی یکایک اوس پری کے

تو منھ کی وہ کھا گئے تامل
پژمردگی اوسکو ہو تو حاصل
ایکسا اونہین سو دو ذرا نازہ
تاثیر عجیب کچھ اوسکو دی ہی
دیکھا حسن اپنا اور دکھایا
بیمثل جہان مین تمہی ہو ماہ
مطلب کچھ اور ہی مرا تھا
آخر وہ امر کونسا تھا
اس تذکرے ہی کو دور کیجیے
بولی حسن سے کہ اے دل آرام
تو دل مین یہ اپنے دھیان کر کچھ
کہنے کی نہین یہ بات قابل
ہو تجھسے قمر کا کوئی ہالا
لیلی ہے نہین ہے قیس ناشاد
جسکا کہ نہو سکے کوئی بلبل
کچھ تجھسے نہین تو دلمین برسی
مین حور و پری سے بھی ہون بہتر
تخت پہ وہ حور بیٹھی جاکر
ساون گانے لگی ہر اک حور
جس طرح سے گرد ماہ پروین
ہر ایک کا وہ ملار گانا
وہ آفت جان مہ نکا انداز
شہنائیان بھی بج رہی تھین
قد سے تھی فلک ہے سر آغوش
پھیلی اک کناری کسی نے

جو بن زلفون کا گر دکھائین
شمشاد و قد جو وہ نظر آئین
یہ حسن بھی ہے عجیب دولت
بولی ملکہ کہ اے گل تر
کہنے لگی ہنسکے وہ یہی ہمدم
رخ ہے ترا رشک صبح امید
یہ کہکے وہ شوخ آفت ہوش
کہنے لگی وہ نگار دلجو
اس امر مین جان کا ہے کھٹکا
ہمکو بیٹی اگر چھپا کے
اصرار کیا کمال اوسنے
کرتی ہین حضور اب جو اصرار
پروانہ ہی بہر شمع درکار
بے عشق نہین ہے حسن کا لطف
بولی ہنسکر وہ غیرت حور
جی یار کو ڈھونڈھتا ہے تیرا
یہ کہکے اوٹھی وہان سے وہ ماہ
کہنے لگی کوئی چنگ دینا
اوسوقت عجیب اک سما تھا
بکھری ہوئی تھین وہ سب نگارین
ہر تان تھی برق خرمن ہوش
وہ غنچہ نغمہ کا چٹکنا
ہر ایک کا نور کا گلا تھا
مستی جو کچھ اوس پری پہ چھائی
اوس گل کی ابھی لگی تھی آنکھ

سنبل کو بھی پیچ مین وہ لائین
خجلت سے زمین مین سرو گڑ جائین
سچ ہے کہ بلا ہے اچھی صورت
مجھسے بھی ہے کوئی شخص بہتر
اے غیرت شاہدان عالم
ذرہ ترے سامنے ہے خورشید
بس ہوگئی مثل غنچہ خاموش
جانے دو یہ حال تم نہ پوچھو
ہرگز نہین یہ مقام ہٹ کا
گر پیچ نکیجے تو حلوہ کھائے
اظہار کیا ملال اوسنے
تو کہتی ہون اب مین جاو ناچار
گل پہ ہو نثار بلبل زار
عاشق سے ہے زیست کا مزا لطف
کچھ خیر ہے رنڈی چل نکچی دور
رکھتی ہے مگر تو مجھسے جدا
جھولے کی طرف کو اوسنے لی راہ
آنا کوئی ہاتھ تھام لینا
ساون کیا رنگ ہو رہا تھا
جوبن کی دکھاتی تھین بہارین
ہر فقرہ تھا زہرہ کا در گوش
بلبل کی طرح سے وہ چہکنا
گلشن مین سماں بندھا ہوا تھا
جھولے پہ غنودگی سی آئی
جو دفعتہ اوسکی کھل گئی آنکھ

دیکھا گھبرا کے پھر چپ و راس
اوس وقت کوئی نہ غیر تھا پاس

کیا دیکھتی ہی وہ شوخ خوش بخت
بالاے ہوا کھڑا ہی اک تخت

نزدیک ہی کہ بلاے ناگہانی
قد آفت و قہر آسمانی

آنکھین ہین مشعل کی طرح روشن
پلکین ہین مثال سیخ آہن

اور اک پری رخ و گل اندام
خورشید شمائل و دل آرام

جو عضو ہی اوسکا دلربا ہے
مکھڑا ہے کہ قدرت خدا ہی

رخ دفتر حسن مین ہی گو فرد
ہر برگ خزان کی طرح ہی زرد

شہزادی کا شیفتہ ہی وہ ماہ
کہتا ہی یہ ہر گھڑی بصد آہ

عاشق کی ذرا خبر نہین ہے
پیارے ترے دلمین گھر نہین ہی

ہم درد جگر سے نالہ کش ہین
زیب و زینت پہ آپ غش ہین

لب خشک ہین اوسکی رنگ ہی زرد
آنکھون مین ہی اشک دلمین ہی درد

آنکھون کو ہی شغل خون فشانی
عارض کا ہی رنگ زعفرانی

ظاہر باطن ہی بند غم مین
مرتا ہی غزالہ کے الم مین

بالاے فلک جو اوسنے دیکھا
طرفہ نظر آیا اک تماشا

اک مرد مہیب فیل پیکر
بیٹھا ہی بلا کی طرح اوسپر

افعی سیاہ ہی ہر اک بال
ہی جلد بدن کہ خرس کی کھال

بیٹھی ہی وہ اک زن ملول و نالا
منہہ اوسکا ہی جیسے پارۂ لالا

قید اوسکے پنجۂ جفا مین
رسی سے بندھی ہوئی ہین مشکین

آنکھین ہی مے عشق سی ہین سرشار
نرگس کی طرح مگر ہین بیمار

کرتا ہی وہ دیو اوسپہ بیداد
وہ شوخ ہی محو آہ و فریاد

صدقے ترے اے مرے دلارام
افسوس چلا مین یاس سے ناکام

ہم بند الم مین ہین گرفتار
اور تجھکو ہی عیش سے سروکار

دل خار الم سے یان ہی مملول
تم باغ کی سیر مین ہو مشغول

ناخن جو ہلال کے ہین ہم قدر
وہ بڑھ گئے ہین بصورت بدر

ہر لحظہ ہی جوش بیقراری
ہر بار ہی شغل آہ و زاری

ہین ہاتھ مین سنگریزے بھی چھالے
اوپر سے وہ چیکتا ہی ہر بار

عاشق شدن غزالہ بر ماہ رو و غش آمدن او را از دیدن ماہرو و نالان شدن پدر و مادر او

ساقی مے بیخودی پلادے
کیفیت بیہشی دکھادے

وہ مے سے جو کھوئے عقل و فرہنگ
ہو جس سے کہ عقل و عشق مین جنگ

دکھلاے اثر جو عشق پرفن
آہن ہو موم موم آہن

جسدم یہ ہین جن و انس و حیوان
اس عشق کی ہاتھ سے ہین نالان

دیکھا جو غزالہ نے یہ نقشا
اک تیر جگر کے پار گذرا

تیر الفت لگا جو کاری
غش کھا کے گری وہ ایکباری

ہمصحبتین دوڑین بی تحاشا
سب نے اوسے ہاتھون ہاتھ روکا

زانو پہ کسی کے اوسکا سر تھا
مجمع سب کا ادہر اودھر تھا

سہلانے لگی کوئی کف پا
عطر ایک نگار نے سنگھایا

بولی کوئی کچھ نہین ہے بستر مین
اک کہتی تھی درد ہی جگر مین

جی چھوڑے پہ سنسنا گیا ہی
اک بولی کہ تیور آگیا ہی

وہ مے دے جو درد عشق بخشا
اوہ مے جو کرے جہان مین رسوا

سچ ہی کہ یہ عشق بد بلا ہے
سچ ہی کہ مرض یہ لا دوا ہی

ہی محض غلط کہ دلمین ہی عشق
انسان کی آب و گل مین ہی عشق

ہی خلقت حسن و عشق توام
جسطرح جہان مین راحت و غم

بے ساختہ بولی آہ مارا
مارا ہمین بیگناہ مارا

تھی بسکہ شراب عشق پر جوش
یہ کہتی ہی ہوگئی وہ بیہوش

برپا ہوئی اک قیامت اودہم
صحبت وہ ہوئی تمام برہم

بولی کوئی لخلخہ سنگھاؤ
اک بولی کہ خاک پاک لاؤ

روتی تھی کوئی برائے ملکہ
کہتی تھی کوئی کہ ہائے ملکہ

اک کرتی تھی پاس سے نظارہ
یہ کہتی تھی کوئی ماہ پارہ

اک بولی میری سمجھ مین آیا
بے شبہہ ہی اس پری پہ سایا

اک بولی نہین ہوا ہے سکتا
اک بولی نہین جی ہے جیتا

اک کہتی تھی جلد فال کھلواؤ
لوگو رمال کوئی بلواؤ

ماں باپ کا اوسکے تھا عجب حال
تر ہوتے تھے بار بار رومال

مین ہو سکی ہار مر رہی ہون
دلمین وسواس کر رہی ہون

گھبرا کے یہ پوچھتی تھی ہر بار
بچ جاتے ہین لوگو ایسے بیمار

بتلاؤ ہین صاحبو کدھر جاؤن
کس کی منت کرون کسے لاؤن

اک ہاتھ سے تھامے تھی جگر کو
اک ہاتھ سے پکڑے تھی کمر کو

یہ کسکی نظر لگی تمہین آہ
ہونا تھا یہ کسکی تمکو اے ماہ

ای میری ضعیفی کے سہارے
مرنیکو تو دن تھے یہ ہمارے

کچھ دھیان تمہین مرا نہ آیا
حق پالنے والی کا بھولایا

ارمان بھی کچھ نہ نکلا میرا
سہرا ابھی ندیکھا ہمنے تیرا

ارمان تو ہین نکال لیتی
تمکو اسی سن مین بیاہ دیتی

تو کہتی تھی رو کے وہ دل افگار
ظاہر تو بری ہین سارے آثار

سر کر کے برہنہ اپنا وہ ماہ
رو کر سوے قبلہ کہتی تھی گاہ

اسکے اوپر نہ کوئی آنچ آئے
آئی ہوئی اسکی مجھکو لگ جائے

اوسوقت عجب تھی سبکی حالت
لکھنے کی نہین بشر مین طاقت

وہ محو فغان ہر ایک گلفام
گلزار مین اک پڑا تھا کہرام

ٹکڑے ہو ہر اک کا یان جگر تھا
وان ناوک غمکا دل سپر تھا

یان رنج سے سبکا حال تھا غیر
وان گلشن بیخودی کی تھی سیر

وہ نالہ و آہ کر رہا تھا
حال اپنا تباہ کر رہا تھا

کہنے لگی کیون یہ روتے ہین سب
کسواسطے جان کھوتے ہین سب

کچھ جی میرا سنسنا گیا تھا
لوگو مجھے غش سا آگیا تھا

بیخود کبھی گاہ ہوش مین تھی
ہر دم نئے شوق جوش مین تھی

وہ تخت رواں کھڑا ہوا تھا
نظروں سے نہاں کھڑا ہوا تھا

جب تخت ہوا نظر سے پنہان
بیتاب ہوئی وہ ماہ تابان

اک بولی کہ ہاتھ منھ دھولاؤ
بولی کوئی بٹی کو سنگھاؤ

کتنون نے سروں کو انہی چھوڑا
باقی نہ کوئی دقیقہ چھوڑا

ماں کہتی تھی واری آنکھیں کھولو
صدقے گئی منھ سے کچھ تو بولو

کیا مجھسے خفا ہو کچھ مری جان
کس بات پہ روٹھی ہو مین قربان

پھر پاؤ گی مین اسی سلامت
ہو جائیگی اس مرض سے صحت

ہی ہی یہ کیا ہوا بتاؤ
لله طبیبون کو بلاؤ

مایوس کبھی وہ دل مین ہو کر
فرماتی تھی بار بار رو کر

رمالون نے سچ کہا تھا واری
ہے چودھواں سال تجپہ بھاری

تم چل بسین ہمکو چھوڑ کر آہ
واری ہین تمہین دی دنیا واہ

یہ تمسے امید تھی نہ جانی
دیجاؤ گی داغ دل نشانی

کیا جانتی تھی یہ مین مری جان
رکھے گا فلک مجھے پر ارمان

سب کہتے ہین کہتی تھین نہ گھبراؤ
صحت ہے حضور دل کو سمجھاؤ

لیکن اوسمین بڑی ہے قدرت
وہ چاہے تو دم مین ہووے صحت

یارب مری بچی کو بچالے
پالا ہے بڑی دکھوں سے مین نے

مین تو نہین کوئی اور رکھتی
اندھی کی یہی ہے ایک لاٹھی

ماں باپ کی تھی وہ آہ و زاری
ہر سمت وہ جوش و بیقراری

یاں لوگ تھے سارے غمسے بیہوش
واں دلمین محیط غم کا تھا جوش

ہر لحظہ یہان تھی آہ و زاری
وان عشق کی اوسکو بیقراری

ہم غم جو تھا وزیر زادہ
اورون سے غم اوسکو تھا زیادہ

جسوقت کہ اوسکو ہوش آیا
ماں باپ کو سبکے قرار پایا

کچھ مجھکو مرض نہین ہوا ہے
سر جھولے پہ میرا پھر گیا ہے

ظاہر مین تو کہتی تھی یہ وہ ماہ
پر دل سے خدا ہی تھا کچھ آگاہ

اوس آفت جانکے سینہ مین دل
بیتاب تھا شکل مرغ بسمل

آنکھ اپنی پرائے کی بچاکر
ہر لحظہ وہ دیکھتی تھی اوپر

رخصت ہوئی صبر و ہوش و طاقت
راہی ہوئی نام و ننگ و راحت

خوناب جگر بھی رنگ لایا
خشکی نے لیے لبوں کے بوسے
ہوتی ہی جو دل کو لیے اک یاد
ہاں بانکے میرے ہیچ کہا تھا
یہ شخص کہاں کہاں ہین اے دل
جوبن پہ سدا تھی اپنے مغرور
فرہاد پہ نام دھرتی تھی مین
مجھپہ بھی پڑیگی یہ مصیبت
کیا تونے کیا سلوک یہ آہ
اب کسسے کہونگی درد دل آہ
کیونکر مری آنکھ چار ہوگی
یہ پوچھین جو مرض تو کیا بتاؤن
یہ بھی تو مجھے خبر نہین آہ
کس شہر کا شہریار ہے یہ
سر دیر سے پھر رہا ہی میرا
سب لوگ بھی پاسسے اب سرکتا ہین
سنتے ہی یہ لوگ ہٹ گئے سب
فریاد و فغان وہ کرتی تھی گاہ
سر دھنتی تھی گہ او وا اسی سوچ کر
سنبل زلفوں کی بو سونگھاوے
قمری تو ہی ڈھونڈھ کرکے کوکو
کس سمت کدھر گیا مرا گل
کرتی تھی جو وہ فغان و شیون
ہر نخل بنا تھا نخل ماتم
کس کرب مین تھی وہ غیرت ماہ

آنکھوں کی طرح سے دل بھر آیا
زردی ہوئی رنگ رخ پہ قبضے
معلوم تھی دونوں کو یہ چاہ
قسمت مین یہ غم لکھا ہوا تھا
بے نام و نشان پہ ہوئین مائل
زینت تھی ہمیشہ اپنی منظور
مجنون پہ بھی طعن کرتی تھی مین
آئی ہی یہ ایک روز آفت
اب ہم نہ رہے کہین کے واللہ
کسطرح چھپاؤنگی مین یہ چاہ
چھپتی نہین درد و غم کی روگ
اس راز کو کسطرح چھپاؤن
کس شخص کی قید مین ہی وہ ماہ
کس ملک کا تاجدار ہی یہ
جی سست ہوئے فدا ہی میرا
دم بھر نہ یہ اور میرے پاس آئین
تنہا رہی وہ شکستہ دل جب
پیہم دم سرد بھرتی تھی گاہ
کہتی تھی کبھی ہراس ہو کر
شمشاد وہ قد تو ہی دکھاوے
پرتو ہی دکھاوای لب جو
صورت دکھلاکے وہ گیا چل
بیرنگ ہوا تھا سارا گلشن
ہر سرو پہ آہ کا تھا عالم
اک کنکری اوسنے پائی ناگاہ

کی درد جگر نے مہربانی
آشفتہ سری نے پاؤن پھیلائے
ضبط اوسنے کیا مگر بدقت
معلوم نہین یہ ماہ تابان
صورت سے بھی اوسکی تھی نہ آگاہ
سنتی تھی نہ ذکر عشق کا مین
تقدیر پہ اپنی تھی مین شاکر
کیون عشق یہ کیا دکھایا نیرنگ
قابو مین نہین رہا مرا دل
ہر وقت جلیسین طعنہ دینگی
اس غم مین سدا گھٹا کرونگی
کسطرح کٹیگی ہجر کی رات
آیا بھی تو کس پہ دل یہ آیا
کہنے لگی پانسو وہ حور
تشریف حضور پاسسے لیجائین
کچھ دل مین گمان بد نہ لانا
روئی دل کھول کھول کر خوب
اوس تخت کا تھا خیال اوسکو
بلبل تو چہک اگر خبر ہے
او باد صبا ذرا ترس کھا
غنچے تو چٹک کے بول للہ
او خار نہ تو ذرو کا دامن
کیا کہیے کہ رنگ باغ کیا تھا
ہر برگ درخت ملتا تھا ہاتھ
کیا دیکھتی ہی وہ ماہ پیکر

کرنے لگی زور نالہ و آہ
اور ضعف کو زور چلیے ہاتھ آ
کہنے لگی دل سے پھر بحیرت
انسان ہی یا کوئی پری جان
واقف بھی نہ تھی کہ کیا ہی عشق آہ
ہنستی تھی جلیسون پہ سدا مین
اس حال سے پر نہ تھی مین ماہر
ظالم تیرے بھی ہین عجب ڈھنگ
کس قید الم مین پھنس گیا دل
آوازے سدا کیا کرینگی
ماں باپ سے حیلہ کیا کرونگی
کیونکر اب ہوگی پھر ملاقات
خود جسکو اسیر ظلم پایا
اب جو مین کہون کرو وہ منظور
اچھی ہو نہین کچھ نہ آپ گھبرائین
ہی فضل خدا نہ رنج کھانا
ٹکرایا ہر اک شجر سے سر خوب
غم ہجر کا تھا کمال اوسکو
گل تو ہی جھک بتا کدھر ہے
وہ تخت ادھر اوڑاکے لی آ
سوسن تو زبان کھول للہ
تونے بھی نہ اوسکو تاکا سوسن
کچھ اور ہی گل کھلا ہوا تھا
نالان بلبل بھی اوسکے تھی ساتھ
فقرہ یہ لکھا ہوا ہی اوسپر

اے راحت جان عاشق زار
اے روح روان عاشق زار

محظوظ بہت ہوئی وہ پاکر
آنکھون پہ بھرا اوسے اوٹھاکر

کہنے لگی دل سے وہ کہ اے دل
تسکین ہوئی اب تو تجھکو حاصل

کچھ کچھ تو سراغ ہمنے پایا
مرہم بدلے داغ ہمنے پایا

اوس نام کی لگ گئی رٹ اوسکو
لے لے کے وہ نام روتی تھی وہ

ہے نام تو ورد لب تمھارا
تبلاؤ نشان بھی خدارا

جی بھر کے تو دیکھ لو نہین صورت
ہے دل مین مرے کمال حسرت

پر بھی ہے بھلا کوئی حمیت
معشوق تو انکو چاہیے مروت

کچھ اس سے خدا ہے خوب آگاہ
واقف نہین عشق سے مین ایجاد

کہتی تھی کبھی وہ ماہ سیما
سچ دخت وزیر نے کہا تھا

جتنا کہ کیا تھا ہمنے غرا
اوتنا ہی ہمارے آگے آیا

گھٹتے پہر چڑھی یہ آہ وزاری
کرتی تھی چھپا کے بیقراری

گر بھول کے ایک بات کرتی
ساتھ اوسکی وہ ٹھنڈی سانس بھرتی

ظاہر مین تو دیکھتی تھی وہ باغ
پوشیدہ تھا سیر گلشن داغ

لالے کو وہ داغدار پاکر
دل دیکھتی اپنا سر جھکاکر

سنبل کو جو دیکھتی تھی گیسو
پھر جاتی تھی آنکھون مین وہ گیسو

بے یار کے اوسکو کچھ نہ بھاتا
سینے مین دل اوسکا تلملاتا

اک روز وہی جلیس عیار
یعنی دخت وزیر غمخوار

پوچھے تو کہو یہ حال کیا ہے
کیا غم ہے تمھین ملال کیا ہے

مجھکو تو کیا ہے تمنے ممتاز
مین تو ہون تمھاری محرم راز

کس بات کا رنج کرتی ہو تم
کسواسطے آہین بھرتی ہو تم

گر جان ہے اپنی تو جہان ہے
دھیان آپکا اس گھڑی کہان ہے

یا حال یہ دشمنون کا اب ہے
ہر وقت ملال ہے تعجب ہے

گر کوئی مرض تمھین ہوا ہو
کہیے کہ ابھی سے کچھ دوا ہو

کہنے لگی ناز سے غزالہ
تونے وہی ذکر پھر نکالا

کچھ زار کا ماہ رو تو ہی نام
عاشق ہون ترا اے گل اندام

پڑھتے ہی وہ نام خارتہ ہوش
خوش دل مین ہوئی بہت وہ غمپوش

بے نام کا تو نشان ملا اب
بر آئینگے تیرے سارے مطلب

دونی ہوئی دم سے بیقراری
کرنے لگی اور آہ و زاری

کہتی تھی کہ ماہ رو کدھر ہے
کچھ تجھکو ہماری بھی خبر ہے

اک بار تو شکل پھر دکھا جا
مرتی ہون بہت نہ مجھکو ترسا

شکل اپنی دکھا کے اک نظر آہ
منہ تمنے چھپا لیا اجی واہ

زیبا نہین تمکو کج ادائی
اے جان ابھی سے بے وفائی

معلوم نہین ہے ہمکو یہ راہ
اس داغ سے دل نہین ہے آگاہ

چاہت کا نہ بھول کر بھی نام
سچ ہے کہ بلا ہے یہ بد انجام

دو چار گھڑی وہان وہ رو کر
رخ خون جگر سے اپنا دھو کر

رگ رگ مین تو عشق بھر گیا تھا
دل ناوک غم سے چھد گیا تھا

ہر وقت تھا ہاتھ مین گریبان
رہتا تھا وہ چاک تا بدامان

نرگس کو جو دیکھتی وہ خوش چشم
یاد آتی اوسے وہ چشم جادو

شمشاد پہ جب نگاہ کرتی
تو یاد مین قد کے آہ بھرتی

گر دیکھتی تھی وہ یاسمن زار
یاد آتی تھی چاند سے وہ رخسار

از بسکہ وہ ماہرو تھی دانا
کہتی تھی کسی سے غم نہ اپنا

بولی اوس سے کہ شاہزادی
غم کھانیکی تم تو تھین نہ عادی

لونڈی سے تو اسقدر نہ شرماؤ
کیا حال ہے دل کا کچھ تو فرماؤ

کھلتا نہین ماجرا یہ کیا ہے
کیا دل کہین مبتلا ہوا ہے

کیون اپنی ہلاک کرتی ہو جان
سوچو تو بجاے خود کچھ انسان

وزرات کی یاد وہ جیسے تھے
چہلین کبھی گاہ قہقہے تھے

کھاتی ہو نہ کچھ نہ پیتی ہو تم
کچھ قدرت حق سے جلتی ہو تم

اچھا نہین عارضہ چھپانا
بیفائدہ کرتی ہو بہانا

گستاخ بہت تو ہو گئی ہے
بڑھ بڑھ کے زیادہ بولتی ہے

کیا چھیڑ نکالی ہے مری کچھ — کمبختیاں آئی ہیں تری کچھ
کیا خوب تجھے سوجھی ہے کچھ خبط — واللہ بہت میں کرتی ہوں ضبط
مجھکو نہیں ایسی بات بھاتی — گرمی یہ نہیں پسند آتی
چندے سے سقوط اشتہا ہے — چھوٹی ہوئی اس لیے غذا ہے
بندی کا نہیں مزاج ایسا — تم اپنا کرو علاج ایسا
خواہش ہے جس شخص کی تجھکو — میں تجھکو ابھی بتا دوں اوسکو
وہ بولی کہ اے نگار گلپوش — رہتی ہوں میں آپ پھر بھی بیہوش
چھوٹا ہے مجھے سو آپ وہ آنا — کرتی ہوں میں آج اک بہانا
ہاں میں ہی ہوں تو روتی ہو شبانروز — میرا ہے تو کنج غم ہے دلسوز
کچھ ہوش میں ہو انیس صاحب — باتیں نہ بہت بناؤ صاحب
مجھسے اوڑتی ہو اے پری رو — پہچانتی ہوں میں چشم و ابرو
تمہیں تو نہ چھوٹی چھوٹی کی ہو — للہ نہ جی ہمارا جلاؤ
اچھا یونہیں ہوگا جان چھوڑو — کچھ تمہیں اور مجھسے جوڑو
شکل آئینے میں تو دیکھو اپنی — صورت ایسی رہی تھی تمھاری
آئی ہو کسی پہ گر طبیعت — تو اوسکی نکالیں کوئی صورت
غم سہنے سے رات دن ہو حاصل — ایسی تو نہیں ہیں آپ جاہل
تم عقل میں کم نہیں کسی سے — ہشیار رہو اب سلامتی سے
کچھ حرج نہ ہوئے گا کسی کا — نقصان ہے اسمیں آپ ہی کا
جب دیکھیں جب ہو پست و خاموش — پھر ولی تمہیں باقی ہو نہیں ہوش
پچھتاؤگی آپ ہی ہیں کیا — کچھ اسمیں نہیں ضرر ہمارا
ہو جاؤگی جب جہان میں رسوا — اوس دم ہمیں یاد کیجیے گا
مطلب نہیں اور کچھ مرا تھا — بیٹی تو یہ اس لیے کہا تھا
پوشیدہ نہیں رہیگی یہ بات — کچھ سیکھو مجھسے عشق کی گھات
اپنا جو شفیق اوسکو پایا — لپٹا کے گلے سے یہ سنایا
معلوم ہے مجھے نہیں یہ واللہ — کیسی ہوتی ہے عشق کی راہ
وہ بولی کہ خیر کیا دیا ہے — سمجھو تو سلوک یہ کیا ہے

شادی شدن غزالہ و تضرع و زاری نمودن آن و غائب شدن ہر دو

دے جام مجھے نشاط ساقی — دل میں نہ رہے ہوس یہ باقی
کیف مئے غم سے بیمزا ہوں — مشتاق شراب عیش کا ہوں
انگوری شراب کا ہوں عادی — کردے مری دختِ رز سے شادی
ارباب طرب کی اب ہو صحبت — ہو شرب شراب مثل شربت
آراستگی انجمن سے — اک غیرت شمع کی لگن ہے
منظور ہے ذکر کتخدائی — تجھکو بھی نوید یہ سنائی
سنیے یہ او نہیں دنوں کا ہے ذکر — ماں باپ کو اوسکی یہ ہوئی فکر
شادی کہیں اوسکی جلد کیجے — دل کی حسرت نکال لیجے
آنے لگے نسبتوں کے پیغام — ہونے لگا شادی کا سرانجام
اک رشک قمر تھا شاہزادہ — اوس سے ہوا عقد کا ارادہ
عالی نسبی میں تھا وہ یکتا — اوس عصر میں تھا نہ مثل اوسکا
شادی کی خبر جو اوسنے پائی — وہ کشتۂ یاس فیل لائی
رونے لگی زار زار اسطرح — بارش برسات میں ہو جسطرح
منظور نہ تھا جو بیاہ اپنا — حال اوسنے کیا تباہ اپنا
تھمتا تھا نہ اشک خوں کسی طور — کرتی تھی وہ نالۂ جگرسوز
ہمصحبت اوسکی جو تھیں کہتیں — بیساختہ اوسکے اشک بہتے
تھی طرفہ بلا میں وہ گرفتار — سمجھاتے تھے لوگ اوسکو ہر بار
کیا کرتی ہو تم یہ شاہزادی — ہوتی نہیں کیا کسی کی شادی
ایسی تو نہیں ہیں آپ ناداں — دنیا کا یہ رسم ہے مری جان
کچھ رنج نہ کھاؤ دل کو سمجھاؤ — تم اتنی تو نا سمجھ نہ بن جاؤ
سن سنکے ہر ایک کی نصیحت — کہتی تھی وہ کشتۂ محبت
لوگو مرا پیچھا کیوں لیا ہے — کیوں ناک میں دم مرا کیا ہے

تم دخل نہ دو خدا کو یا تو
قسمت سے نہیں بشر کو چارا
وان رنگتی تھی جوڑا زعفرانی
وہاں پڑیاں ہو رہی تھیں طیار
وان عطر کی شیشیاں تھیں طیار
یہان وردِ زبان ماہرو کا تھا نام
مطلب نہیں تھا یہ کسی سے
میرے لیے تو اوٹھائے آفت
کہہ کہہ کے یہ روتی تھی وہ دن رات
کہنے لگی ہائے یار جانی
سانچق کی سمی جو آمد آمد
رخسار تھا جو نسے کئے لال
غصے سے ہوا حال دل دگرگون
جسوقت اوسے دولھن بنایا
لیکن تھی وہ حور رو دراندیش
تھوڑی سی رہی تھی رات باقی
طیاری تھی باغ میں جو ساری
محفل میں ہوا وہ جلوہ آرا
طیاری وہ روشنی کی ہر جا
زردی رخ شمع پر وہ چھانا
وہ طائفون کا ہجوم کرنا
روشن چوکی کا پھر وہ بجنا
دنیا کی وہ ریت رسم ہونا
سمجھاتے تھے لوگ اوسکو واری
اے میرے خدا مری مدد کر

تم کیا مرے دل کا حال جانو
ناچار وہ شادی کی گوارا
یاں غصے سے رنگ زعفرانی
یاد آتے تھے یاں لب شکر بار
یاں ساغر چشم تھی گہربار
لیتی تھی یہ بھر کے آہ گل اندام
الفت پہ دل سے تھی تھی
اور غیر سے میں ہوں ہم ورد حسرت
کٹتی تھی اسی الم میں اوقات
برباد ہوئی مری جوانی
صدمہ ہوا اونکے دل پہ بیحد
کمھلا گئے غم سے گل سے وہ گال
دل شل تھا ہوا از خزان
دولھن پہ خیال اونکے آیا
کہنے لگی دل سے اے دل ریش
جو ہو سو ہو ابھی برات آئی
بیٹھو حرمین جاکے سیہ رائی
گرد اوسکے ہر ایک ماہ پارا
آراستہ باغ بھی وہ سارا
تاروں کا وہ فلک پہ جھلملانا
پھر انجام وہ ہجوم کرنا
وہ صبح کی توپ کا گرجنا
شہزادی کا چپکے چپکے رونا
موقوف کرو یہ آہ و زاری
اسوقت دعا مری نہ رد کر

یان تھا جگر و دل تھا افگار
مانجھے کا جو دن قریب آیا
وان بندھا تھا مونہو کا کنگنا
ہوتا تھا اودھر تو قطع جوڑا
دولھا کا جو کوئی نام لیتا
میں اوسکو تھی یہ دل سے قربان
جوڑا سہیت ہوا کوئی پری
میرے لیے ہوا میں غم تو
مانجھا اوسے سینے جب چھایا
جوڑا ہے یہ آخرت کا پہنا
جس روز کہ مہندی کی شب آئی
مہندی کی عوض وہ خون مل غمستہ
آئی جبکہ دن برات کی رات
کچھ کھا گئے میں سم ملا کے
کیا فائدہ ہم جو جان دینگے
ہنگامہ تھا چار سو محل میں
نوشاہ دولھن کے در پر آیا
ہونے لگا پھر تو ناچ گانا
مشرق سے عیان سحر کا ہونا
قاضی کا وہ پھر وہاں آنا
وہ پھر وہیں مل کے سب کا گانا
نوشاہ کا وہ محل میں جانا
وہ ڈومنیون کا ٹونے گانا
اوسوقت دولھن نے ہوکے مضطر
دامن مرا یہ نہ چھوٹنے پائے

سمجھاتے تھے وان اگر کہ غمخوار
رنگ اوڑ گیا پیچ و تاب کھایا
ہاتھ کر دلہان کی تھی یہان تمنا
یان رخت کفن کی تھی تمنا
ہر دم اوسے تازہ داغ دیتا
ملنے کا ترے ہی ہے اب ارمان
قربان کرو نہیں تجھپہ اوسکو
ہے دور سے میرا گرم پہلو
ایک جان پہ اوسکی قہر ڈھایا
مشکل ہے اب اپنا زندہ رہنا
وہ لالہ عذار رنگ لائی
ملنے لگی اپنے دست حسرت
تڑپی وہ مبتلاے آفات
ہوں نام پہ ماہرو کے قربان
زندہ ہیں تو اکدن ملینگے
آپہونچی برات ایک پل میں
رسموں سے فراغ جبکہ پایا
کس نور کا وقت تھا سہانا
بے نور رخ قمر کا ہونا
دولھا کا نکاح وہ پڑھانا
انعام کے وقت راگ لانا
لاکر وہ دولھن کا پھر بٹھانا
مصحف اور آرسی دکھانا
اللہ سے کی دعا یہ رو کر
عصمت پہ مری نہ حرف آئے

کی رو کے دعا جو اوس قمر نے
آواز مہیب ایک آئی
نوشاہ و عروس کو نہ پایا
برپا ہوئی پھر تو اک قیامت
ماں باپ کی اونکی تھی یہ حالت
سر اپنا زمین پہ ہر دم مارا
ماں پیٹ کے اپنا سینہ و سر
ہے ہے تجھے ہائے لیگیا کون
ڈھونڈھوں میں کہاں تجھے غزالا
کہتا تھا یہ باپ ہائے دختر
حیران تھا میہمان جو تھا
دولہا کی تو ماں ہوئی ہراسان
داری آواز دے کہاں ہے
یوسف مرے تو کدھر گیا ہے
لوگو ڈھونڈو خدا را
رفتی و مرا خبر نہ کردے
بیٹے سے مرے کوئی ملادے
شادی میں پڑا تھا ایک ماتم
دولہا کی بھی بایاں تھی دراس

مقبول کی رب بحر و بر نے
ہیبت سی دلوں میں اک سمائی
گھبرا گئے سب ہراس چھایا
ہر سمت تھا ایک شور رقت
لکھنے کی نہیں ہے مجھ میں طاقت
ہر جا سے ہوا وہ پارہ پارا
کہتی تھی یہ زار زار رو کر
ہاے ہے مجھے داغ دے گیا کون
ہونے بھی نہ پایا چوتھی چالا
فرقت میں تری میں جاؤنگا مر
سکتا و دولہا کے باپ کو تھا
جلنے لگی تنکے کہربا سان
مجھکو بھی بلا لے تو جہاں ہے
کس چاہ میں جا کے تو گرا ہے
کس سنگ میں لعل ہے ہمارا
بر بیکسیم نظر نہ کردی
مرتی ہوں پڑی مجھے جلادے
سر پیٹتا تھا تمام عالم
گھر اپنے گئے غرض بصد یاس

اکبار ہوئی وہ روشنی گل
دم بھر کے جو بعد روشنی کی
لوگوں نے محل وہ چھان مارا
سر پیٹتے تھے تمام مہمان
دشمن کو بھی یہ نہ داغ ہووے
لب پر تو ہر اک کے شور یارب
صدقے ترے اے مرے غزالا
بے دیکھے ترے نہ چین لونگی
اوس ماہ کی روتی تھیں جلیسیں
دیدار نہ دیکھونگا جو تیرا
کہتا تھا یہ رو کے وہ ہنرمند
بسمل کی طرح تڑپتی تھی وہ
اے گل مری تو ہے کس چمن میں
خورشید مرے تو تھا کہاں ہے
اے راحت جان و دل ہمارے
شادی نہ تمھیں یہ راس آئی
برباد ہوا مرا بڑھاپا
ماں باپ دولھن کی آخرکار
مہمان بھی سب ہوئے روانہ

محفل میں تمام پڑ گیا غل
گل شمع نشاط ہو گئی تھی
جب ڈھونڈھ کے ایک یک ہارا
ہمرازیں ہلاک کرتی تھیں جان
گھر کوئی نہ بے چراغ ہووے
اور چہروں پہ خاک ملتی تھیں سب
پہلے مجھے کیوں نہ مار ڈالا
فرقت میں تری میں جان دونگی
سر پیٹتی تھیں تمام انیسیں
دم نکلے گا جان جان نہ میرا
پیری میں چھٹا جوان فرزند
پھرتی تھی پکارتی ہوئی وہ
اے چاند چھپا ہے کس گہن میں
کس ابر ستم میں تو نہاں ہے
تنہا ہمیں چھوڑ کر سدھارے
افسوس لٹی مری کمائی
ارمان بھی کچھ ہوا نہ پورا
بیٹھے رو دھو کے چار و ناچار
غم خانہ بنا وہ شادی خانہ

بردن سبز قبا نوشاہ و عروس را و پریشان حال عروس شدن و تشفی دادن و نوشاہ را رہا کردن

ساقی وہ پلا شراب مجھکو
اک سبزہ کو باغ مل گیا ہے
مر مر کے جیا ہوں اب میں ساقی
اک دیو تھا قید میں فیل آسا
سنتے ہی دولہن کی آہ و زاری

نشہ جس میں ہو کا خضر رہ ہو
کچھ کچھ تو سراغ مل گیا ہے
تن زیست کی کچھ رہی تھی باقی
اور سبز قبا تھا نام اوسکا
روکی اوس دیو نے سواری

کچھ تھوڑے سے ہو گیا حال لکھوں
غم سے نہیں مستمند کو سروکار
امید وصال یار کی ہے
قسمت اوسکا برنگ باد صرصر
رحم آیا جو اوسکو کچھ تو آکر

کچھ جذب کا بھی کمال لکھوں
ہم دوست کو اپنے ہیں طلبگار
آمد فصل بہار کی ہے
جاتا تھا اوڑا ہوا فلک پر
دونو کو وہ لے گیا اوٹھا کر

دولھا کی تو اوسنے تسکین کی لیکن
شہزادی کو دی پر اوسنے تسکین

پوچھا اوسنے کہ اے دل آرام
کیون روتی ہی تو ترا ہی کیا نام

یہ دن ترے یہ شب عروسی
یہ سلطنت اور یہ شکل تیری

تو کونسے دکھ مین ہی گرفتار
جو ابر کی طرح ہی گہر بار

کیا تجھپہ فلک نے دکھ ہی ڈالا
کسواسطے کرتی ہی تو نالا

کیون بھرتی ہی ٹھنڈی سانس ہر دم
کس بات کا دل پہ ہی ترے غم

کیون زرد ہین گل سی تیرے رخسار
کس بات کا دلکو ہی ترے خار

آزردہ ہی بیاہ ہونے سی تو
کیون بہتے ہین تیرے ہر دم آنسو

یا ماں سے تو اپنے کچھ خفا ہی
کیون جانسے اپنی بیزار ہے

تقصیر بتا تو مین سزا دون
احوال یہ تیرا ہی جگر خون

کرتی تھی بیان یہ وہ نالان
تھا سبز قبا بھی سخت حیران

کچھ مجھسے بیان حال دل کر
للہ مجھے نہ اب خجل کر

ڈرتی تھی نہ حال کہتی تھی کچھ
دل کا نہ ملال کہتی تھی کچھ

ایسا تو نہ خشمگین یہ ہو جاے
دشمن نہ مرا کہین یہ ہو جاے

بولی ڈر کر وہ شوخ زیبا
کہدونگی کبھی مین حال اپنا

ہی خوف زدہ یہ غیرت گل
اسواسطے ہوا اسے تامل

دہشت ہی تجھے عبث سمائی
تو میری بہن مین تیرا بھائی

جب اوسنے یہی کہا تو وہ حور
دلمین بہت اپنی ہوکے مسرور

دو چار گھڑی کے بعد اوسنے
لب صورت غنچہ اپنی کھولے

کہنے لگی اسے شفیق و غمخوار
گر مجھسے ملاؤگے مرا یار

چپ ہو گیا شاہ جن یہ سنکر
رونے لگا خود بھی سر کو دھن کر

بہ اوسکا پتا لگاؤنگا مین
کل پھر بتلاش جاؤنگا مین

کہتا تھا کہ کیا کرون مین اللہ
کیونکر مین ملاؤن اوس سے وہ ماہ

رہنے کو دیا اک اوسکو گلزار
رہنے لگی وان وہ ماہ رخسار

کہنے لگی ایکدن وہ ناشاد
شہزادے پہ کی ہی کیون یہ بیداد

دونون کو وہ اپنے گھر مین لایا
حال ملکہ رودی جو پایا

حق نے تجھے حسن وہ دیا ہی
جس سے خورشید چھپا ہی

انسان سے لیکے تا اجنّا
اس روز کی رکھتے ہین تمنا

بخشا تجھے حق نے ایسا شوہر
جو حسن مین چاند سے ہی بہتر

کیون صورت آئنہ ہی حیران
کیون زلف کی طرح ہی پریشان

کیون نرگس چشم ہی تری تر
ہین کس لیے لخت دل قطرہ پر

کچھ دولھا نے دی ہی تجھکو ایذا
مین بھی تو سنون یہ حال ہی کیا

ماں باپ تجھے نہ چاہتے تھے
بے تیری رضا وہ بیاہتے تھے

دولھا کو بھی باندھ لایا ہون مین
جو تیری رضا ہو وہ کرون مین

رونے لگی سن کے یہ غزال
جاتا تھا فلک پہ اوسکا نالہ

پھر بولا کہ ہم سے ڈر نہ للہ
ہر حال مین تیرا ہون مین ہمراہ

کچھ منہ سے تو وہ نہ بولتی تھی
خواہش پر وصل یار کی تھی

تشویش تھی اوسکو پر بری یہ
ڈرتی تھی وہ دلمین ہر گھڑی یہ

تو بات بنی ہوئی بگڑ جاے
نقشہ جم کر مرا اوکھڑ جاے

تب سبز قبا یہ دل مین سمجھا
کہتی نہین یہ جو حال اپنا

بولا کہ نکر تو کچھ خیال اور
ہم لوگونکے ہوتے یہ نہین طور

لے اب تو بتا دے کیون ہی غمگین
اس غم سے مین دونگا تجھکو تسکین

بولی رو کر برنگ دریا
اے بھائی کہونگی حال اپنا

احوال کیا سب اپنا ظاہر
درد جگری ہی کر کے ماہر

گویا کہ بچاؤگے مری جان
جیتے جی نہ بھولونگی یہ احسان

بولا وہ برادر وفادار
کچھ رنج نکر تو اے دل افگار

کہتے تو کہا مگر تھا حیران
اس فکر مین تھا بہت پریشان

معلوم مجھے پتا نہین کچھ
صورت سے بھی آشنا نہین کچھ

خاطر سے غزالہ کی وہ دلسوز
کرتا تھا تلاش اوسکو ہر روز

بیجرم ہوا ہی یہ گرفتار
اسکا نہین کچھ قصور زنہار

سب اپنے نصیب کی ہے خوبی / کچھ اسمین نہین خطا کسی کی
گر دوا سے قید سے تم آزاد / ایذا مین بہت ہے اب یہ ناشاد

پہونچاؤ دوا سے تم اسکے اب گھر / سب اسکے عزیز ہونگے مضطر
لکھوا لو تم اس سے اب مچلکا / اس راز کو تا کرے نہ افشا

قرنا تھا یہان وہ شاہ نیک / کہتے ہی مچلکا لکھدیا ایک
پہونچا دیا اوسکے گھر پھر اوسکو / داخل ہوا گھر مین جب وہ خوش خو

اک عید ہوئی تمام گھر کو / شادی ہوئی مادر و پدر کو
کی فرط خوشی سے دھوم سب نے / گرد اوسکے کیا ہجوم سب نے

جب پوچھتے تھے سب اوس سے احوال / کہتا تھا نہ خوف سے وہ کچھ حال
اول تو وہ گل خموش رہتا / کہتا بھی جو کچھ تو یہ وہ کہتا

واقف نہین مین یہ حال کیا تھا / مجھکو نہین ہوش اک ذرا تھا
خوشیان تو یہان تھین اور یہ چہلین / پہونچی جو خبر دولہن کے گھر مین

مان باپ کو اوسکے غم ہوا اور / حال اپنا ردی کیا پھر اوس طور
حالت تھی تباہ اونکی اوسدم / اسطرح تڑپتی تھی وہ پرغم

تھا سبکو یقین گذر گئی یہ / اپنی بے موت مر گئی یہ
باقی تھے جو زندگی کے کچھ دن / مر مر کے وہ کاٹتی تھی لیکن

رہتی تھی سدا اکمال غمگین / شاہ دوران نے بہر تسکین
بلوا کے نجومیون کو اک روز / فرمایا یہ بھر کے آہ دلسوز

اس بات کا ہے نہین تمسے طلب / دختر مری ہوگئی ہے غائب
مشتاق اوسکی مفارقت ہے مجھکو / حال اوسکا نجوم مین تو دیکھو

پھر مجھسے ملیگی وہ خوش اطوار / پھر اوسکا نصیب ہوگا دیدار
سنتے ہی یہ حکم شاہ والا / حال اوسکا نجوم مین جو دیکھا

کہنے لگے یہ وہ ساکن دیر / سب طرح سے جانئے تو ہے خیر
لیکن ناجنس سے ہے صحبت / کرتا ہے وہ بھائیو تسے الفت

الفت کا لگا ہے دل پہ اک تیر / معشوق کی ہجر مین ہے دلگیر
جس دیو کے پاس وہ پری ہے / تسکین بہت اوسکو اوسنے دی ہے

اک دن وہ ملیگی تمسے آکر / رخصت ہوئی حال وہ بتاکر
کچھ کچھ تو ہوئی اوسے تشفی / زوجہ کو بھی جاکے دی تسلی

پرمانتی تھی کوئی طبیعت / فرزند کی آگ ہے قیامت
دن رات تھی گفتگو اوسی کی / دمبھر بھی نہ یاد بھولتی تھی

دیتی تھی جو نجومیون نے تسکین / امید پہ جیتی تھی وہ غمگین

جوگی شدن وزیرزادہ در تلاش غزالہ و گردیدن صحرا بصحرا و یافتن ملک ماہ رو

ساقی وہ پلا شراب مجھکو / پروا جو نہ عار و ننگ کی ہو
دل شہر سے ہے بہار آہنگ اب / سیر صحرا کی ہے ترنگ اب

اک یوسف گمشدہ کو ڈھونڈھین / سرگرم قدم ہون جستجو مین
مے اور نہین مین مانگتا ہون / دے بادۂ بیخودی مجنون

کچھ خواہش مے یہان نہین ہے / مجھ رند کو نشہ ہر زمان ہے
ہے خون دل اب شراب ساقی / اور لخت جگر کباب ساقی

اے توسن خامہ اب ہو چالاک / صید مضمون ہو زیب فتراک
کاغذ کا وسیع تر ہے میدان / ہے برق صفت تو گرم جولان

دے اب مجھے داغ عشق یارب / چھوٹے پھلے باغ عشق یارب
سینے مین جگر جلے شب و روز / کرتا رہون نالہاے دلسوز

ہرگز نہ مین لالہ زار دیکھون / داغون کی سدا بہار دیکھون
قیس و فرہاد سان ہمیشہ / یہ سر رہے نذر سنگ و تیشہ

آنکھین رہین خونفشان ہماری / پلکین فوارہ سان ہون جاری
ہمعمر جو تھا وزیر زادہ / گھبراتا تھا سب سے وہ زیادہ

سمجھاتا تھا شاہ اوسکو آکر / کہتا تھا مین ہونگا اوسپہ قربان
رخصت کرو مجھکو جاؤنگا مین / شہزادی کو ڈھونڈھ لاؤنگا مین

شہزادی مری گئی ہے جس جا
اکدن چپ چپ کر وزیر زادہ
سنتے ہی یہ خبر وہ ہنرمند
کی شاہ سے اوسنے عرض جاکر
پر مرضی حق سے تھا نہ چارا
جب سے وہ ہوا تھا دشت پیما
دیکھو نیرنگ چرخ کجباز
وہ دشت کہ جسکا تھا نہ پایان
وہ دن کی تو دھوپ رات کی اوس
مونس غم و رنج درد ہمدرد
کوسونکا وہ چٹیل ایک میدان
دھرتی تھی ہوا قدم نہ وہان پہ
پڑتا تھا جو کوئی ذرہ اوڑکر
اور گیروئی زیب جسم پوشاک
پھرتا تھا وہ ڈھونڈھتا ہوا او
دیکھا تو تباہ ملک ہی سب
دوکانون کا ہی عجیب نقشا
جس سمت ہی بارگاہ شاہی
کھنڈر ہو جہان جہان عمارت
سناٹا سا شہر مین پڑا ہی
گلشن مین نہ رنگ ہے دشت پرخار
شل گل لالہ پھل ہین داغی
رہتے تھے جہان پہ مرغ بستان
پھولونکی جہان لگی تھی انباس
ہو لیکے یہ کس لیے حزین ہی

مین بھی وہین جاؤن ہر تمنا
صحرا کو نکل گیا پیادہ
دل تھام کے بولا ہائے فرزند
گم ہوگیا وہ بھی نیک اختر
دل پر گیا یہ بھی غم گوارا
رستہ جو کوئی جانتا تھا
پروردہ ہو جو بہ نعمت و ناز
جا وہ بھی کہین تھا نمایان
وہ سر پہ تو خاک خار پابوس
دمساز تھی نالہ و دم سرد
انسان وہان نہ کوئی حیوان
ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
چھالا پڑجاتا تھا بدن پر
وہ دامن و جیب شل گل چاک
بستی نظر آئی ایک ناگاہ
حیران ہوا وہ نیک کوکب
دیکھے سے ہوس جیکے دلکو سودا
اوس میں بھی عجیب ہی اک تباہی
بالکل وہ پڑی ہی بے مرمت
جیسے کوئی لوٹ لے گیا ہی
بدقطع ہین بدنما ہین اشجار
گلچین ہی ہر اک چمن سے باغی
زاغونکی ہین آشیان اوپر
وان کوڑے کے ڈھیر ہین جمع
یان وارث شہر کیا نہین ہی

بہلاتا تھا شاہ اوس سے دل کو
لوگون نے خبر وزیر کو دی
کیا کیا گیا پر یاد وہ غم کا مارا
صدمہ ہوا جسکے اوسکو افزون
رنج اونکا نہ اب زیادہ لکھیی
جنگل جنگل غرض وہ ذیشان
یہ دشت ہوا پیادہ پائی
ہمصورت وادی قیامت
ماں باپ کی ہجر سے وہ مغموم
گرد صحرا بدن کا ملبوس
جنگل کی وہ ریت گرم ہر سو
گرمی مین ہر ایک لو کا جھونکا
اوس بادیہ گرد کا یہ نقشا
کاندھی پہ دھری ہوئی وہ ایک
گرنے لگا شکر کبریا وہ
بازار اوجاڑ شہر سنسان
گلیون کوچے نکمے طرفہ سامان
جو قصر وہان ہی سرنگون ہی
انسان ہی جو وہ نوحہ گر ہی
پہنے ہی ہر اک سیاہ پوشاک
پھولو نہ پڑی ہوئی وہان اوس
موقوف ہی قمریونکی کو کو
چنگھاڑتے تھے جہان جہان مور
حیران ہوا بہت وہ پر غم
پوچھا ہر ایک سے یہ احوال

ضد کرتا تھا پر وہ شوخ خوشخو
معدوم ہوا تھا اسیر بھی
لکھنے کا نہین قلم کو یارا
حال دل شہ ہوا دگرگون
کچھ حال وزیرزادہ لکھیے
پھرتا تھا برنگ قیس نالان
تقدیر نے سیر کیا دکھائی
صحراے عدم سے جسکی وسعت
رہبر نہ کوئی نہ راہ معلوم
اور ہمسفر اوسکی یاس و افسوس
گلخن کی جہان ہی گرد بالو
ایک شعلہ آتش سقر تھا
منہہ پر تو بھبوکے موتیون کا
لیکن اس طرح ہاتھ پر ہین
داخل اوس شہر مین ہوا وہ
گھر ٹوٹے ہوئے محل ویران
سب کوچہ زلف سے پریشان
خم صورت پیر ہر ستون ہی
ادنا اعلے کی چشم تر ہی
ہین صورت جیب سینے صد چاک
ہر برگ ہی شکل دست افسوس
وہان بول رہی ہین بوم ہر سو
ہی زاغ و زغن کا اب وہان شور
کہنے لگا اپنے دل سے وہ اسدم
اس شہر کا کیون تباہ ہی حال

کہنے لگے رو کے ساکن شہر
یان کس سے کہیے آئے ہین آپ
کہنے کا نہین ہی گو کہ یارا
جس شہ کے عمل مین ہی یہ کشور
اک روز کا اسطرح ہی مذکور
اوس گل کی ہزار جستجو کی
بلوا کے نجومی اور رمال
اک اوسکی پری تھی عاشق زار
تھی قوم کی اپنے شاہزادی
اک روز وہ شاہزادہ گلفام
عاشق ہوا دیکھتے ہی اوسکو
افسوس کہ ہے اسے غزالا
وزات ادمی کی تھی ادہر یاد
ہی نام غزالہ کا لبون پر
بولی جھنجھلا کے وہ گل تر
اور اوسکے لیے یہ آہ و زاری
بولا کہ سن او نگار مغرور
جھلا گئی یہ کلام سنکر
ماں باپکے پاس اوسکو لائی
میرا تو دل اسپہ شیفتہ ہے
کچھ دیجیے آپ اوسکو تعزیر
دختر کی سنی جو ہین یہ تقریر
ہر روز اوسے تخت پر بٹھا کر
جس روز سے گم وہ ہو گیا ہی
ماں اوسکی تو ہو گئی ہی مجنون

یہ ملک ہوا ہی مورد قہر
کب سے تشریف لائے ہین آپ
سنیے تو کہون مین حال سارا
بٹیا تھا اک اوسکا ماہ پیکر
تھا باغ مین جلوہ گر وہ مغرور
ہر اک نے تلاش چارسو کی
دریافت کیا جو اونسے احوال
دل سے اوسے کرتی تھی بہت پیار
پروانہ تھی اوسکے شمع رخکی
گلزار مین کر رہا تھا آرام
سو کر جو اوٹھا وہ ماہ خوشخو
جی بھر کے تجھے نہ دیکھا بھالا
رہتا تھا وہ محو آہ و فریاد
اور اوسکو لیے تھی ساتھ البتہ
اللہ رے او بت ستمگر
پروا نہین اک ذرا ہماری
تو کیا ہی اگرچہ ہو کوئی حور
بس آتش رشک مین وہ بھن کر
اور رو کے یہ بات اونھین سنائی
ایک اور یہ فریفتہ ہے
یا کیجیے اوسکو پا بزنجیر
باپ اوسکا ہی ایک دیو پیر
لیجا کے غزالہ کے مکان پر
کیا کہیے کہ حال شاہ کیا ہے
مہمان کوئی دن کی ہی وہ محزون

صدمہ نہین قابل بیان یہ
کیا تمنے نہین سنا یہ احوال
اس شہر کا نام تو ختن ہے
بسیار حسین کمال خوشخو
اوس باغ سے ایکدن وہ گلفام
پایا نہ مگر وہ ماہ طلعت
تب اونسے کھلا یہ حال ہمپر
تھا حسن پر اوسکو اپنے غرا
روز آتی تھی دیکھنے وہ پر غم
اک خواب مین دیکھی شاہزادی
نام اوسکا غزالہ تھا زبان پر
اک بار تو شکل پھر دکھاؤ
آئی اکدن جو وہ پری زاد
سنتے ہی کمال رشک آیا
ہنسو کرین تجھسے الفت
وہ عشق غزالہ مین تھا سرشار
ناخن یہ کرون مین اوسکی تسخیر
لب تر سے بزور اوسے اوٹھا کر
مین آپسے کرتی ہون یہ فریاد
مجھسے تو ہی دلکو اسکے نفرت
ورنہ اس شخص کو نہ اک روز
جھلا با کمال وہ بد اختر
کرتا ہی کمال جور ہر دن
اس غم مین ہی مبتلا وہ ذیشان
سنکر یہ کلام حسرت انجام

پر درد عجب ہی داستان یہ
اخفا ہی کسی سے کیا یہ احوال
سلطان کا نام مہر تن ہے
خورشید جمال نام مہرو
گم ہو گیا یک بیک سر شام
پوشیدہ رہا بہ رنگ نکہت
ہی قید پری مین وہ گل تر
اور لال پری تھا نام اوسکا
کرتی تھی پیام وصل ہر دم
الفت کا نہ بس کہ تھا وہ عادی
کہتا تھا یہ بار بار رو کر
پھر کا نکے خواب ہی مین آؤ
کیا سنتے ہی آتی ہی وہ ناشاد
غصہ کیا پیچ و تاب کھایا
اور مجھکو ہی خبر و سے محبت
تھا شکل پری سے سخت نالاں
کہتا ہو نہین دل سے اوسکو
گھر مین اوسی وقت اسپہ لا کر
اسنے مجھکو کیا ہی برباد
اور رو کے یہ کرتا ہی محبت
جائیگی ہماری جان
زنجیر و تنگ اوسکی کسکر
ہی نام غزالہ اوسکے لب پر
اوس روز سے شہر ہی وہ ویران
دیا وزیر ناکام

ادن بیٹے سبب جو اوسکا پوچھا ۔ وہ کھینچ کے آہ سرد بولا
کچھ پوچھو نہ مجھسے جو گذری ۔ شہزادی تھی آہ وہ ہماری

شہزادہ وہ جسپہ شیفتہ ہے ۔ وہ بھی اوسی پر فریفتہ ہے
یار دگر وہ بھی ہوگیی ہی ۔ صورت اوسی غم مین یہ مری ہی

کیا تمکو بتا اب اپنا دون مین ۔ اوس گل کا وزیرزادہ ہون مین
جوگی اوسی غم مین بن گیا ہون ۔ وزرات اوسی کو ڈھونڈتا ہون

ہر وقت اوسی کی جستجو ہے ۔ ملنی کی اب اوسکے آرزو ہے
یہ کہکے پھر اوسنے بھر کے اک آہ ۔ جنگل کی برنگ قیس لی راہ

بین نواختن وزیرزادہ گل پیرہن در صحرا و آمدن سبز بخت پریزاد و عاشق شدن بہ بین

ساقی کوئی ایسی مے پلادے ۔ مطلوب سے جو ہمین ملادے
ہر صورت جام پھر رہا ہو ۔ ہر شیشہ مے جو آبلا ہے

اب مجھ مین نہین ہی تاب رفتار ۔ یہ دشت بلا ہی سخت پرخار
صحرا صحرا پھرون مین تاکے ۔ مانند صبا پھرون مین تا کے

رہبر کوئی اب تو مجھکو ملجاے ۔ اوس ماہ کا کچھ پتا تو بتلاے
پھرتا تھا وہ جنگلو نمین دن رات ۔ ساتھ اوسکے فقط خدا کی تھی ذات

سرگرم رہ طلب قدم تھے ۔ اشک آنکھ مین دل مین اونکے غم تھی
جب کہتا تھا ہاے شاہزادی ۔ رو دیتے تھے ساکنان وادی

بہلانیکو اپنا دل وہ غمگین ۔ جسوقت بجانے لگتا تھا بین
سب وحشی و طیور غش مین آتے ۔ پرواز تک اپنی بھول جاتے

کرتا تھا یہ سحر نغمہ تاثیر ۔ طائر بنتے تھے مرغ تصویر
جنگل اس ٹھاٹھ سے بجاتا ۔ مرغان ہوا کو وجد آتا

اک دشت مین ایک شب قضارا ۔ وارد جو ہوا وہ ماہ پارا
دیکھا تو عجیب پرفضا ہی ۔ ہر رنگ کا گل کھلا ہوا ہی

تھی چودھوین اتفاق سے شب ۔ تابندہ تھا ایک ایک کوکب
شفاف کمال چاندنی تھی ۔ دیکھی سی تمام روشنی تھی

اوسوقت عجیب اک سمان تھا ۔ صحرا تھا کہ گلشن جنان تھا
جوگی کا تو اسطرف وہ جوبن ۔ رخ صورت آفتاب روشن

وہ شمع جمال کی تجلی ۔ عارض مین چمک تھی جیسے بجلی
ہوجاتا تھا رخ سے گر مقابل ۔ شرماتا تھا دل مین ماہ کامل

آغاز شباب اومنگ کے دن ۔ وہ جوش بہار حسن و کمسن
پروانہ تھا ماہ شمع رخ کا ۔ خالون پہ فدا تھا ہر ستارا

وشت اوسکے جمال سے منور ۔ اک چاند فلک پہ اک زمین پر
برمین تو لباس جوگیون کا ۔ اور بالونمین جوگ کا وہ بانا

وہ حسن وہ اوس لباس کی شان ۔ تھی لاکہہ بنا وجسپہ قربان
وہ نور کی سیلیان گلے مین ۔ خورشید کی جسطرح شعاعین

بیراگی وہ ہاتھ مین طلائی ۔ تسمے کی کمر مین خوشنمائی
موتی کی وہ راکھہ چہرے پر تھی ۔ یا گرد ہی جیسے گہر تھی

چھٹے ہوئے بے بہا جواہر ۔ شوکت وہ جبین سے اوسکی ظاہر
اک ورخش پر اوسکی نور سے ہی ۔ میزان جمال تھی زنخی مین

وہ آئینہ سان تمام میدان ۔ ہر ذرہ برنگ ماہ رخشان
چھٹکی ہوئی چاندنی وہ ہر جا ۔ جنگل کی وہ پھولون کی بھی خوشبو

پیر طونیہ وہ طائر شب آویز ۔ ارگن کی طرح سے نغمہ انگیز
کرتی تھی فلک سے شبنم ترا ۔ چلتی تھی ہوا سے سرد فرفر

اوس شب جو کچھ اوسکو دھن سمائی ۔ بین اوسنے نکال کر ملائی
جسوقت بہاگ وہ بجایا ۔ زہرہ کو بھی چرخ پر غش آیا

ہر تان کا اوسکے تھا یہ عالم ۔ ہوجاتی تھی سننے والے بیدم
دلکش تھی عجب صدا نغمہ ۔ کیا بند ہوگئی تھی ہوا نغمہ

صحرا کے تمام چارپائے ۔ ہر سو سے سمت کو سننے آئے
گرد اوسکے تمام آکے بیٹھے ۔ آنکھہ اوس سے نگر ملاکے بیٹھے

اوسوقت وہ راگ بج رہا تھا
تھا آب روان کا بھی یہ عالم
حیوانونکو خوب بسار رجھا کر
کیا خوب بجائی آپنے بین
پھر آئی صدا نہ دلمین ڈرنا
وہ ماہ تو غم سے مر رہا تھا
تم آئے نہ آئی کہو مختار
آئے جو کوئی تو ایسا آئے
خالی اگر آئے بھی تو پھر کیا
مطلب تو کچھ اپنا کر تو اظہار
تب آئی صدا کہ آئے ہین ہم
تھین عورتین اوسپہ جلوہ گر تین
گر فضل خدا ہی میرے ہمراہ
خوش تھا کہ ہمارے جاگے اب بخت
ہر پیرہن اک کا زعفرانی
آپسمین ہوے کلام باہم
کسکے لیے تم ہوے ہو جوگی
مطلب تو کچھ اپنا آپ فرمائین
کیا خوب یہ فن کیا ہی حاصل
اک عشق ہوا ہی تمسے پیدا
قدمون سے ہمین جدا نکرنا
ہین ایک فقیر بے سر انجام
صحبت سے نسا کے یان ہی انکار
دل لیتے ہین پہلے تو دغا سے
بولی تو یہ بول واہ جی تم

کس قہر کا وہ ادو بج رہا تھا
آب آئینہ تھا وہ اوسدم
خود رونے لگا وہ تلملا کر
سبحان اللہ واہ تحسین
کچھ اور خیال تم نکرنا
جان اپنی ہلاک کر رہا تھا
ہم اپنی ہی جان سے ہین بیزار
دو دکھ درد جو وہ مر اٹھائے
اس آنیکی یان نہین تمنا
کس بات کا ہمسے ہی طلبگار
شکل اپنی تمھین دکھاتی ہین ہم
تب تو ہوئی اوسکے دلکو تسکین
شہزادی سے اب ملونگا دو شہزادہ
اوس گل کے جو پاس آ کے وہ تخت
پوشاک ہر اک کی زعفرانی
پرسان ہوئین حال کی وہ اسدم
کس درد و الم کے ہو جوگی
ممکن ہو جو ہمسے تو بجا لائین
بے شبہ وہ شاہ ہین آپ کامل
سمجھو ہمین تم بھی اپنا شیدا
تم ہمسے کہین دغا نکرنا
تم لوگ ہو سب امیر عظام
اس قوم سے مر اجی ہی بیزار
کشتہ کرتے ہین پھر جفا سے
کچھ گرم بت ہو شاہ جی تم

بیخود ہوے کتنے کتنے بیہوش
بہ گئے ہر اک موم ہو کے پتھر
ناگاہ صدا یہ اوسکو آئی
اوسوقت صدا یہ وہ شہی سنکر
گر ہوے اجازت آئے آگے تر
بولا کہ یہان نہین ہی کچھ ڈر
مانع نہین ہوتا مین کسیکا
کچھ درد کا ذکر کیجئے درمان
پھر آئی صدا یہ خندہ آمیز
بولا کسے درد دل سناؤن
پھر بائین طرف سے بعد تکرار
بولا دل ہر وہ سینہ افگار
باطن مین تو اوسکو ہی خوشی تھی
دیکھا تو وہ صورتین ہین دلکش
جوڑا پہنے ہی ایک گلنار
جوگی جی کچھ اپنا حال کہیے
کس دیس کے رہنے والے ہین آپ
محظوظ کیا کمال ہمکو
کشتہ کیا بین کو سنا کر
ہم تینون تمہاری چیلیان ہین
سنکر یہ سخن وہ ماہ پیکر
صحبت سے تمہاری مجھکو کیا کام
کچھ اُنکی سرشت مین دغا ہی
اک اونمین تھی ماہ پارہ بیباک
فرماؤ تو ہمسے حال اپنا

کہنے اونمین ز خود فراموش
تھے جن و ملک تمام ششدر
اے سرو ریاض دلربائی
دیکھا ہر سمت ہو کے ششدر
باتین کرین تمسے ہم خود اگر
ہوتے ہین فقیر شیر بستر
مختار ہر اک ہی اپنے جی کا
کچھ رحم کرے سمجھ کے مہمان
اے ساکن وادی بلا خیز
صورت دیکھون تو کچھ بتاؤن
ظاہر ہوے تین تخت اک بار
انشاء اللہ اے دل زار
تیوری ظاہر چڑھی ہوئی تھی
ہمدرد ہی کوئی تو کوئی مدہوش
اون سب مین بہت ہی وہ طرحدار
اس جوگ کا کچھ مآل کہیے
کس شکل قمر کے ہالے ہین آپ
آ گیا سنکے حال ہمکو
دل آپ نے لے لیا رجھا کر
بن داموں خریدی لونڈیان ہین
کہنے لگا بے رخی جتا کر
مجھکو کہین کیجیے گا بدنام
یہ قوم کی قوم بیوفا ہے
بولی کس ناز سے وہ چالاک
کس کس نے دیا ہی تمکو دھوکا

کس شخص نے آپ سے دغا کی
گر آپکو اسقدر تھا انکار
ہم تینون کو تمنے کیون بلایا
تب کہنے لگا وہ ماہ طلعت
آواز کا جو نشان پایا
اس حال سے تو نہ تھا خبر مین
آواز کو مہربان جو پایا
ہم ہین کے ہین تمھارے مشتاق
کہنی لگی شاہ جی بہت خوب
بندے کو لحاظ تھا بس اتنا
پہنے تھی جو زعفرانی جوڑا
بندی کا نام مشکبو تھا
ہی شاہ جی میرا ارغوان نام
کس کے لیے جوگ بہ لیا ہے
گر پوچھتی ہین ہماری قوم آپ
ہم آئے تھی بہر سیر صحرا
رونے لگا پھر وہ غم کا مارا
تدبیر سے ہم ہونگے قاصر
مشتاق نکال ہون کو پا کر

کس کس نے حضور پر جفا کی
ہمکو نہ بلایا ہوتا زنہار
کسواسطے پہلو مین بٹھایا
کیا علم تھا مجھکو تم ہو عورت
دلمین یہ مرے خیال آیا
تم لوگونکو جانتا اگر مین
تو درد بھی اپنا کچھ سنایا
صحبت جو ہماری ہی تمھین شاق
بندیکو بھی اب یہی ہی مطلوب
ہو جاؤن جہانین مین رسوا
نام اوسنے تو زعفران بتایا
اب کہتے ہین مبتلا و شیدا
پر تم بھی بتاؤ مہربان نام
حال اپنا تباہ کیون کیا ہی
سلطان پری ہمارا ہی باپ
یان آ کے ہوے تمھارے شیدا
حال اپنا کہا لبھو سنے سارا
جسطرح سے ہوگا ہم ہین حاضر
بین اوسنے ملائی پھر اوٹھا کر

ہم اونمین نہین ہین ہو جو مکار
اب جیسا کیا ہی ہو لیا بھگتو
دل چھین کے شاہ جی ہمارا
کی میری جو تمنے وان سے تعریف
تو ہی نہین اک ستم زدہ ہی
پاس اپنے کبھی نہ آنے دیتا
بولین کہ نہ شاہ جی خفا ہو
تکلیف قریب ہے ہی نہ دینگے
آزردہ فقیر سے نہ ہو تم
اب نام سے اپنے کیجے ماہر
پیراہن سرخ پہنی تھی جو
تھا جسکا لباس ارغوانی
اس سن مین خرابخستہ کیون ہو
ایسی پڑی ہی تمپہ کیا مصیبت
ہم تینون ہین ایک بطن بہنین
حال اپنا بھی کچھ بیان کیجے
کہنے لگین تینون پریان ہم
اب بین ذرا بجائیے آپ
بس دیکھ کے اوسنے بین کی تار

وہ ہوتے ہین اور لوگ عیار
دل دو ہمین اپنا ہمسے لو لو
غمزہ نہ جتائیے خدارا
بینے کہا لاؤ یان بھی تشریف
تجھسا کوئی یہ بھی غمزدہ ہی
مین راہ کسی طرف کی لیتا
تم آشنا نہ ہمسے بے مزا ہو
ہم دور سے بیٹھ کر سنینگے
لو بین کو شوق سے سنو تم
کس قوم سے ہو کرو یہ ظاہر
کہنے لگی ناز سے وہ خوشخو
بولی ہنسکر وہ حور ثانی
کیا رنج ہی دل شکستہ کیون ہو
جو پھرتی ہو دشت دشت حضرت
یہ ملک ہمارے ہی عمل مین
یہ راز نہفتہ کھول دیجے
اب ساتھ تمھارے ہم ہین ہر دم
کچھ اپنا ہنر دکھائیے آپ
اختر کی غزل بجائی یکبار

غزل

دل جسکو ہمارا ڈھونڈھتا ہی
ہم تم مین ہین جسکی جان دیتے
روٹھین ہین جو آپ مجھسے ٹھین
جانے دو مجھے اودھر نہ روکو
ہر دور کی خواہشون سے یارو

اے چرخ کدھر وہ مہ لقا ہی
پروا نہین اوسکو کفر ا ہی
بندیکا بھی اے صنم خدا ہی
دلدار مرا جدھر گیا ہی
دل ہو ہو کے خون بہ گیا ہی

افسوس جو اپنا دلربا ہی
عشاق کی خونسی ہین رنگین
زلفونکا وبال سر پہ لونگا
اے چرخ ہماری کیا ہی تقصیر
فرقت مین ملا ہی حنظل غم

وہ غمزے کے نام پر فدا ہی
ہاتھون مین کب اونکی یہ حنا ہی
اس دام بلا مین دل پھنسا ہے
کیون ہمسے وہ مہ لقا خفا ہے
دل سوختہ کی یہی غذا ہی

از بسکہ لگے ہین ناوک غم
کیون نزع کے دم ہی یہ عذاب
عیسی سے بھی ہو دیگا نہ درمان
ہم جان دین اور تم نہ پوچھو
آج اس سے محبت اور سے کل
مجھسے جو کیا ہی ترک ملت
عاشق کا دل آپ ہی دکھانا

جب بن مین یہ غزل بجائی
غش ہوگئے سارے سننے والے
رونے لگین تینون ہوکے بیتاب
سر اوسکے قدم پہ رکھو اٹھکے
تم وقت کے اپنے ہو کنھیا
ہمکو تو کمال خوش کیا آج
اب یان سے چلین ہمارے گھر آپ
وہ سامنے باغ ہی ہمارا
ممکن نہین یان کوئی سرانجام
اوسدم ہو نجا وزیر زادہ
شائق یہ ہوئی ہین خود تمہاری
لیجائین جہان پہ شوق سے جاؤ
جس امر مین ہو خوشی تمہاری
جوگی کو بھی اپنے لیکے ہمراہ
اک باغ ہی گلشن طلسمات
صد برگ کسیطرف کھلا ہی
اک سمت گل فرنگ خوش آب

زنبور کا گھر جگر بنا ہے
دم دیتے ہو دم یہان فنا ہی
یہ درد جگر تو لا دوا ہے
بیمار سے ہی عشق کی خطا ہی
دو دن کا وہ سب سے آشنا ہی
فرماؤ مرا قصور کیا ہی
کہنا مانو بہت برا ہے
پریان ہوتی ہین سبکے تسخیر
کیفیت تازہ اک دکھائی
جینے کے بھی پڑ گئے تھے لالے
سینے مین ہوئے دو دل جگر آب
آنکھین ملین گاہ گاہ چومے
رکھتے نہین تم نظیر اپنا
بندہ ہمین بلکہ کرلیا آج
مہر اتنی کرین غریبون پہ آپ
وان چلکے ہون آپ جلوہ آرا
یہ دشت نہین مقام آرام
اچھی نہین بیرخی زیادہ
کرتی ہین یہ آپ خواستگاری
قابو مین انھین اسطرح لاؤ
میری بھی وہی ہی عین مرضی
پھر پریون نے سوی باغ لی راہ
گو فصل نہین مگر ہی برسات
بالکل وہ عقیق زرد کا ہی
ترشی ہوئی تانبڑی کی یا ہی

دنیا سے تو ہم سدھارتے ہین
معشوق تمام بے وفا ہین
نخرونکی تمھین بغل مبارک
جب آگیا ویسا اسنے پایا
کیا کہتی ہین اس نصیب کو واہ
تھی جس سے امید دوستی کی
نیکی ہی ادھر اودھر بدی ہے
اختر کا کلام دلربا ہی
کی اوسنے دلونپہ سبکے تاثیر
سب جن و طیور دشت پرخار
اک عالم بیخودی تھا اُن پر
اک گرد پھری بلائین لیکر
اس فن مین ہین بیشک اب یکتا
اتنے ہین امیدوار اسدم
کچھ دور نہین ہی تمکو جانا
فرصت سی بخوبی ہو ملاقات
مہمان ہو ہمارے شاہ صاحب
ربط انسے بڑھایا چاہیے اب
جانے مین نہ عذر کچھ کرو تم
ٹھہرائی یہ دل مین جبکہ تدبیر
وہ بولین کرم تمہارا ہمپر
اوس باغ مین جب ہوئین وہ داخل
یاقوت کے ہین تمام اشجار
ہر نخل کا نقرئی ہی تھالا
ہر قسم کی چار سو شجر ہین

وہان ہو بارہ شکر ہو رہا ہی
عاشق کی سرشت مین وفا ہی
آغوش لحد کی یان ہوا ہی
اپنے دل زار کی نظر ہی
ہم پڑتے ہین پاؤن وہ خفا ہی
دشمن وہی مرےجان کا ہی
وہ کوستے ہین یہان دعا ہے

احوال ہوا ہر اک تغیر
صدقے ہوئے اوسکے آگے ہر بار
حیران تھی کوئی کوئی ششدر
اک کہنے لگی دعائین دیکر
ہمنے نہ سنا نہ ایسا دیکھا
ان قدمون سی سرفراز ہون ہم
ہی پاس بہت غریب خانا
کچھ ہو نہین سکتی یان مدارات
دعوت ہی تمہاری ہمپہ واجب
شاید نکل آئے دل کا مطلب
حامی ہی خدا نہ اب ڈرو تم
کی اسنے تب اسطرح سی تقریر
پھر تخت پہ اپنی بیٹھین آکر
کیا دیکھتی ہی وہ ماہ کامل
پتے ہین زمردی طلاکار
لعلین ہین کسیطرف کو لالا
بالکل وہ جواہرین مگر ہین

موتی کا شگفتہ موتیا ہی
نرگس ہی برنگ چشم انجم
آئینہ ہر ایک آب جو ہی
اک سمت ہی بہار اشرفی کی
ہی حسن گل فرنگ یکجا
وہ مہندیکی ٹٹیان خوش آئین
وہ سیب تھی ہر طرف نمایان
آراستہ صورت جنان ہی
فرش اوسمین ہر ایک جا بچھا ہی
تخت آگے غرض وہان اوتارا
چوتھی جو بچھی تھی صدر زیبا
کی دھوم سے اوس قمر کی دعوت
بین تمنے بجائی رات بھر خوب
کیا کہیئے جو اوس گھڑی سماں تھا
تھا شور ہر ایک ماہ رو کا
بین تمنے جو کاندھے سے اوتاری
تعریف بیان ہو کیا تمھاری
انعام جو مہربان کیا ہی
جی چاہتا ہی یہ اب ہمارا
ہم تمکو کہین بجانے دینگے
پریان جو ہوئین مع زیادہ
بولا کے تمھاری مہربانی
اب تم سے ہون صاف صاف کہتا
مطلب جو مرا بر آرہو وے
جس واسطے جوگ یہ لیا ہی

اور دُرنجف کا موگرا ہی
غنچے کہین کرتے ہین تبسم
بلّور کی فصیل چار سو ہی
ترشی ہوئی ہی تو شربتی کی
خوش رنگ ہی وہ بھی تا بحد کا
انگور کے خوشے عقد پروین
ہون سیب ذقن بھی جسپہ قربان
ہم رتبہ قصر آسمان ہی
درجہ بدرجہ سجا ہوا ہے
اندر ہین اوسکے جلوہ آرا
اوسپر اوس ماہ کو بٹھایا
شب بھر رہی بین کی وہ صحبت
جلسہ ہا وان یہ تا سحر خوب
جو میٹھا تھا وان سو نیم جان تھا
ہر سمت تھا نعرہ ہای ہو کا
برچھی سی دلون پہ ونکے ماری
قاصر ہی زبان اب ہماری
ہم آپکے گھر بھی آپ کا ہی
شاگرد کرو ہمین بھی اپنا
چندی ہین میہمان رکھین گے
دل مین سوچا وزیرزادہ
کی تمنے کمال قدردانی
اس شرط پہ ہین بیان ہو آسان
رہنا بھی مجھے نہ بار ہو وے
بندہ تو غرض کا آشنا ہی

چنپا پکھراج کی ہی یک سو
اک کیاری مین سیوتی کھلی ہی
مقیش کی اک طرف ہی سنبل
اور رنگ عقیق سرخ کا ہی
نیلم کی کسی طرف ہی سوسن
کس نور کی ناشپاتیان تھین
اک بارہ دری ہی جلوہ آرا
کس نور کا وان ہی شیشہ آلات
بچھین ہین وہان پہ مسندین چار
وہ مسندین جس جگہ بچھین تھین
دعوت کا کیا پھر اوسکی سامان
پریان اک سمت ساری جوان
گلشن کے شجر بھی وجد مین تھے
صہبا کے مذاق تھی یہ سرجوش
محظوظ اونھین اسقدر کیا تھا
کہنے لگین اوس سے تینون پریان
کیا ہمکو کیا ہی آپنے شاد
چندی ہین بود و باش اگر ہو
اب ہمکو بھی بین تم سکھاؤ
جب تک نہ بتاؤ گے ہمین بین
کر لیجئے یک بیک نہ اقرار
درویش ہی ایک کم حقیقت
جو مطلب ہی فقیر کا ہے
منظور اگر مری خوشی ہی
میرا تو درست کام ہوگا

بلور کی اک طرف ہی شبو
وہ گوہر شب چراغ کی ہے
ہیرے کی ہی یاسمین بھی بالکل
عالم ہر پھول کا جدا ہے
گلنار پہ مونگے کی ہی جوبن
یا حور رخان کی چھاتیان تھین
کام اوسپہ جواہرن ہی سارا
ہی صاف وہ خانہ طلسمات
جھاڑ مین لگے ہین در شہوار
بیٹھین اوپر بہ رنگ پروین
ہمقوم بلائے سارے مہمان
تھین بیخود و مست و محو حیران
مرغان سحر بھی وجد مین تھے
تھین صاحب خانہ تینون بیہوش
ہوش اونمین نہ ایک کا بجا تھا
کیا تمنے کیا ہی آج احسان
اب ہم سے کرین کچھ آپ ارشاد
کس لطف سے زندگی بسر ہو
تم اور کہین نہ یانسے جاؤ
دلکو نہ ہمارے ہو گی تسکین
کچھ کیجیے تھوڑی دیر انکار
کرتے ہین یہ آپ مری عزت
بر لاؤ تو کیا مضائقہ ہے
تو مطلب دل مرا وہی ہے
دنیا مین تمھارا نام ہوگا

منظور ہو گر جواب دیجے — انصاف تو اپنے دلمین کیجے
جبتک نہ غزالہ سے ملون گا — مین ایک سر ملتفت نہونگا
سنکر یہ کلام طنز آمیز — کہنے لگی ایک فتنہ انگیز
کیا اپنے کمال پر ہو نازان — اتنا نکرے گھمنڈ انسان
ختم آپ پہ ہی کل کھراپن — کہو تو نسے یہ کرے ہین کھراپن
بولا کہ ذرا حواس مین آؤ — غمزے کسی اور کو یہ دکھلاؤ
ساتھ آپکے ہم جو یان چلے آئے — کچھ عذر نہ درمیان مین لائے
کی مینے فقط یہ خاکساری — پروا نہین کچھ مجھے تمھاری
اللہ ہی کارساز اپنا — تہ کر رکھین آپ ناز اپنا
اس عشق کے بھی ہین طرفہ نیرنگ — صحبت کا عجب تھا اوس گھڑی رنگ
اوس سمت نیاز اسطرف ناز — دو چار گھڑی رہا یہ انداز
ایسا نہین پیچ کوئی پڑ جاے — رنگ اپنا جما ہوا اوکھڑ جاے
کہنے لگین تینون پریان ہنسکر — جامے سے تم اپنے ہو نہ باہر
گرم اتنا نہ دل جلو پہ ہو تم — اب ٹھنڈے ہی ہو غصہ تھوکدو تم
غمزہ تو نہ ہر گھڑی جتاؤ — لو ہین ہمین ذرا بتاؤ
زانو سے دبا کے زانو بیٹھین — پہلو سے ملا کے پہلو بیٹھین
کی شعلۂ شوق نے شرارت — بھڑکائی یہ آتش محبت
اوس ماہ کی کس غضب مین تھی جان — ہر وقت تھا دلمین اپنے حیران
کس کسکے بھلا مین ناز اوٹھاؤن — ایسا مین جگر کہان سے لاؤن
جسطرح ہو اس بلا کو ٹالون — مطلب کسیطرح سے نکالون
کچھ فکر اونھین نہ تھی کسی کی — جان اوسپہ فدا تھی ہر پری کی
کرتا تھا جو پاس وہ بظاہر — سکھلانے لگا وہ ہین آخر
ہونے لگی گرم اوس سے صحبت — بڑھنے لگی دن بدن محبت
گو حال غزالہ سب یہ وا تھا — پس اونکا مگر نہ اک ذرا تھا

آوارہ جو شخص کو بکو ہو — کس بات کی اوسکو آرزو ہو
رہنے کی جو میری آرزو ہی — لازم نہین اوسکی جستجو ہی
تم شاہ جی کتنے بے مزا ہو — مطلب ہی کے سب سے آشنا ہو
غرا انھین حسن پر ہی کتنا — ہم تمکو نجانتے تھے اتنا
پریون نے جو بے رخی دکھائی — کی اوسنے بھی اونسے کج ادائی
ان باتون سے بندی کو ہی نفرت — اک یہ بھی تھی اپنی آدمیت
ورنہ یہ نہین ہی اپنا شیوا — جو گھر مین کسیکے جلے بیدا
پا بوس کرے مری لجاجت — تم پر نہین بند میری حاجت
ہر چند کہ خاک مین رلو ہین — در بند ہو اک تو سو کھلے ہین
پریونکا تو اوسکے تلوون پر سر — جوگی کا دماغ آسمان پر
پریان تو کمال سادہ دل تھین — اوسوقت پہ اپنے دلمین سوچین
آزردہ جو ہو گیا یہ دلدار — تو اسکا منانا پھر ہی دشوار
بر آئیگا مدعا بخوبی — کام آپکا ہو ویگا بخوبی
تدبیر کرینگے ہم بہت سی — پر آگے جو کچھ خدا کی مرضی
آپس کا غرض حجاب ٹوٹا — باہم مزۂ وصال لوٹا
مطلق نہ رہی کچھ آڑ پھر تو — ہونے لگی چھیڑ چھاڑ پھر تو
عاشق ہوئین اوسپہ تینون پریان — رہنے لگین پاس اوسکی ہر آن
کہتا تھا یہ لیس وہ خوش اسلوب — طالب تو ہین تین ایک مطلوب
کرتا تھا وہ پریونسے فقط گھات — منظور تھا اوسکو یہ ہی نزہت
لیکن پریونکا تھا عجب حال — اوس ماہ پہ ٹپکتی تھی رال
جب اوسنے کیا زیادہ اصرار — ہین اوسنے سکھائی آخر کار
اک سال مین ہین اونھین بتائی — شہرت عالم مین سب نے پائی
جوگی تھا وہان جس آرزو مین — پریان رہین اوسکی جستجو مین
تدبیر مین رہتی تھین وہ سرگرم — کہتی تھین نہ اوس سے از رہ شرم

دعوت لعل پری نمودن ہر سہ پریزادہ بین نواختن وزیرزادہ گل پیرہن ہم

اے ساقی آفتاب طلعت
جی سیر چمن سے پھر گیا ہے
جبتک کہ نہ یار ہم بغل ہے
پریون کو یہی تھی رات دن فکر
گھبراؤ نہ اسقدر خدارا
چندے کرو اور تم تامل
ہے لعل پری ہے جسے الفت
شوقین ہے وہ نگار آفاق
پہلے کرو اوس سے تم ملاقات
ہے دام مین اوسکے شاہزادہ
ٹھہری جبدم صلاح دعوت
باز سے گئے شتاب روشنی کے
مرونگیان جابجا نمودار
کچھ جانفزے پریون کے بلائی
تینون پریان سوار ہو کے
اک باغ مین تھی وہ جلوہ آرا
کیا رات کو ایسی تھی ضرورت
اس فن مین کمال اوسے بڑا ہے
شاگرد ہوے ہین ہم بھی اوسکے
گر ہو نہ کسی طرح کی تکلیف
القصہ سوار ہو گئے وہ ماہ
نے اوسے نذرین آنکر دین
کھانے اونھین عمدہ عمدہ کھلوائے
ہونے لگا پھر تو ناچ گانا
مشتاق ہین جسکی بین کا ہم

دے جام شراب عیش و عشرت
اب یار مین دل لگا ہوا ہے
ہرگز دل زار کو نہ کل ہے
اک روز کا اسطرح ہے ذکر
بر آئیگا مدعا تمھارا
مشکل نہین کچھ یہ امر بالکل
کرتے ہین ہم اوسکی آج دعوت
آکرتے ہین تمھارا اوسکو مشتاق
دکھلاؤ پھر اپنی کچھ کرامات
معلوم اوسے ہوئیگا زیادہ
طیاری کی پریون نے نہایت
زیور لیئے جابجا بنائے
فرشی کنول اک طرف طلاکار
وہ خوب نکھر نکھر کے آئے
راہی ہوئین مثل باد صرصر
جاکر کیا سب نے اوسکو مجرا
وہ بولین حضور کی ہے دعوت
انسان تو ہے پہ بد بلا ہے
کچھ ہمکو بجھا اوسکو چلکے سنیئے
لے چلیئے حضور آج تشریف
آئی اوسی وقت اونکے ہمراہ
کچھ پیشکش اوسکی کشتیان کین
اور برف کی پانی خوب پلوائے
طیاری تھی بزم کی شہانا
اوسوقت ذرا سنین اوسی ہم

وہ مے دے کہ جس سے غم ہو کچھ دور
یارب مجھے یار سے ملادے
شائق مین نہین کسی حسین کا
کہنے لگین جوگی سے وہ دل شور
اس حال سے ہم ہین خوب ماہر
تدبیر نکالتے ہین اسکی
موسیقی بولی بین ہے وہ ہماری
لاتے ہین اسی بہانے جاکے
محظوظ ہو جسے وہ زہرہ تمثال
غالب ہے تپا کچھ اوسکا ملجی
سجوایا وہ باغ خلد آئین
موقع جس جس جگہ پہ پایا
کھانا پکوایا ہر طرح کا
دعوت کا درست کرکے سامان
گھر لعل پری کا تھا جہان پر
وہ بولی کہ خیر تو ہے لوگو
کیا بین بجاتا ہے اک انسان
اسطرح کی بین ہے بجاتا
جلسہ یہ اسی لیے کیا ہے
مشتاق ہوئی کمال وہ حور
پریان پیش آئین سب بتکریم
پریان تھین جو ساتھ اوسکے آئین
جب ہو چکی کھانے سے فراغت
کہنے لگی وہ نگار خوش خو
تب ایک پری یہ بولی آکر

جو باندھ دے زخم دل کا انگور
مکھڑا وہ چاند سا دکھا دے
مشتاق ہون اپنی نازنین کا
کیونکر کٹی ہو رنج تم شب و روز
ہم شرم سے کرتے ہین نہ ظاہر
آگے جو کچھ خدا کی مرضی
کرتی ہے کمال پاسداری
سنواتے ہین بین اوسکو لاکے
در پردہ ہم اوس سے پوچھین احوال
پھر سہل سے وہ نگار ہاتھ آئے
کوٹھی کی ہوئی تمام تزئین
شیشہ آلات سب لگایا
موقع سے تپائیون پہ رکھا
تخت اپنا منگایا بس اوسی آن
پہونچین اک آن مین وہان پر
گھبرائی ہوئی تم آئی کیون ہو
چندے سے ہمارا ہے وہ مہمان
جو جانورون کو غش ہے آتا
منظور سنانا آپ کا ہے
دعوت بھی کی اونکی دلسے منظور
کی اوسکی تواضع اور تعظیم
دی کشتی ہر اک کو حسب آئین
وہ گل ہوئی آگے زیب صحبت
اوس جوگی کو تو بلاؤ لوگو
بین لائی ابھی اوسی بھی جاکر

۱۱

یہ کہکے غرض وہ ماہ رخسار
پہنے کفنی تھے مین زر تار
بالونکو نہا کے منھ پہ چھوڑا
الماس کی ہاتھ مین وہ ٹھرن
چہرہ وہ بھبھو کا نور کا تھا
اس سج سے وہ جوگی پہ آیا
مسند پہ برابر اوسکو جا دی
تب لعل پری نے راہ اشفاق
پھر کہنے لگی جتا کے اخلاص
خاطر مری کیا کہون کہ کیا کی
خادم و لیے تمھارے ہم ہین
تو یہ صاحب ہین آن خطا کار
ظاہر ہی مری تو سب حقیقت
نقشہ جو یہ کائنات کا ہی
ہر چیز پہ ہی اوسی کا سایا
مین کیا ہون مرا کمال کیا ہی
کیا کیجیے ہوا کدھر سے آنا
عرصہ کیا جبکہ گفتگو نے
بس باتین بہت نہ اب بناؤ
اب ہاتھ مین اپنے بین لیجے
ٹھہ اس رنگ سے بجایا
پریان تڑپین بہ رنگ مذبوح
لگیا کیئے جو پریون کی تھی نوبت
بیتاب ہر ایک گلبدن تھی
اک ابر کی طرح سے تھی گریان

جوگی کے جو پاس آئی یکبار
سلون کا کیا تھا اوسنے پکارا
سر افعی زلف کا مروڑا
بازو پہ زمردی وہ جوشن
جلوہ حق کے ظہور کا تھا
ساری محفل کا ہوش اوڑایا
جوگی نے بھی آہ بھی ماری
بولی کہ مین تھی کمال مشتاق
تم لوگ خدا کے بندہ خاص
ناچیز پر آپ نے دیا کی
سر آنکھون پر آپکے قدم ہین
بندی کو نہ کیجیے گنہگار
یہ آپکی ہی فقط عنایت
جلوہ سب اوسیکی ذات کا ہی
ہر رنگ مین وہی سمایا
بندہ تم سب کا خاک پا ہی
لے آیا ادھر بھی آپ دانا
چپکے سے کہا یہ شکلو نے
کچھ اپنا کمال بھی دکھاؤ
مشتاق ہی یہ خوش اسکو کیجے
جو سوچ کو شوری خوش آیا
صدقی ہوئی تان بین کی روح
اک ایک تھی غش پری گت
جو تان تھی دلپہ خنجر زن تھی
اک کرتی تھی چاک جیب و دامان

دیکھا تو وہ گل نکھر رہا ہی
اک باندھے اساوری کی تہمت
کنٹھا تھا گلے مین موتیونکا
قشقہ وہ کھچا ہوا جبین پر
رخ یون تھا بھبھوت مین مخفی
بیٹھا تھا جو اوٹھا بہر تعظیم
کی تمنے فقیر پر عنایت
کیجیے ہوا کس طرف سے آنا
کی آپ نے ہمیشہ مہربانی
کیا کہنا تمھارا واہ کیا بات
سنکر یہ کلام بولا جوگی
بیچارہ ہین اک فقیر ناچیز
بندہ ہو اوسکے حقیر ہین ہم
ہر شے مین ظہور ہی اوسیکا
ہم کچھ کرین تاب کیا ہماری
دعوی نہین خوشنوائی پر
حقانہ جو اوسنے گفتگو کی
فقرے وحدت کے تو سنا کی
خوش تمسے کمال یہ ہوئی ہم
القصہ اوٹھائی بین اوسی دم
توڑا آسمان کا تھا قول
کیا وصف ہون زمزمی کی تحریر
ہر تان تھی بین کی طرب خیز
مستانہ ہر ایک جھومتی تھی
جان ایک ہلاک کر رہی تھی

اور پریونکا گرد جمگھٹا ہے
قسمے سے کمر کو دیکے زینت
تو نہا بھی عقیق سرخ کا تھا
اک نور تھا روی نازنین پر
مہتاب ہو جسطرح مکدر
کی پریون نے جھک کے اوسکو تسلیم
کی تمنے کمال میری عزت
اوسنے کیا سیر کا بہانا
رکھتے نہین آپ اپنا ثانی
بے شبہ ہو صاحب کرامات
یہ آپکی خوبیان ہین ساری
کیا مجھکو کمال ہی نہ ہے تمیز
دنیا کو تجا فقیر ہین ہم
تارون مین بھی نور ہی اوسیکا
معبود کی شان ہی یہ ساری
تکیہ ہی فقیر کو خدا پر
وہ ماہ ہوئی کمال راضی
درویشی کے رنگ بھی دکھاۓ
تعریف بھی خوب باجے کی ہی
تارونکو ملا کے اوسنے باہم
ایسا نہ تھا بار بد بھی لا حول
ہر راگ کی کھینچتا تھا تصویر
ہر ایک اوپج تھی شوق انگیز
خود راگنی ہاتھ جوڑتی تھی
ٹھنڈی ہی کوئی سانس بھر رہی تھی

بیہوش کھڑی تھی جو کھڑی تھی	جو بیٹھی تھی سکتے میں پڑی تھی	احوال تھا ایک اک کا تغیر	محفل تھی تمام بزم تصویر
تھی لال پری خصوص بیتاب	آنکھوں سے رواں تھا بحر خوناب	باقی نہ رہا تھا اکذرا ہوش	سر کی نہ خبر نہ پانوں کا ہوش
کیا کہیے کہ حالت اوسکی کیا تھی	بند آنکھیں تھیں اور واہ واہ تھی	ہوش آتا تو کہتی ہے یہ افسوں	انسان نے پریوں کا کیا خوں
بین اسنے ہے سحر کی بجائی	زیبا نہیں اسپہ بینوائی	اللہ رے ہاتھ کی گدازی	یہ باج ہے یا کہ سحر سازی
کرتا نہیں بین سے یہ بسمل	در پردہ ہے نقد دل کا سائل	جسوقت کہ یہ غزل بجائی	ہر ایک کی جان لب پہ آئی

غزل

حیران ہوں یار تو کدھر ہے	کچھ تیری نہیں مجھے خبر ہے	پھرتا ہوں میں جسکی جستجو میں	وہ حال سے میرے بے خبر ہے
کسطرح ملے وہ سیمبر آہ	نہ زور ہے کچھ نہ پاس زر ہے	مجھ تک اوسے کھینچ لاؤ دل کی	کچھ بھی تجھ میں کشش اگر ہے
ملتے بھی کہے نہ دل پسیجا	پتھر سے بھی بت وہ سخت تر ہے	قاصد نہ صبا ہے نہ کبوتر	خط دوں کسی کو نہ نامہ بر ہے
کسطرح کٹے گی ہجر کی رات	طول اسکو ہے عمر مختصر ہے	یہ بھی ہے خدا کی شان اے بت	سر ہے مرا تیرا سنگ در ہے
سہتا ہوں تری ستم میں کیا کیا	اے جان مرا ہے یہ جگر ہے	ہستی سے عدم کو لے نہ جائے	اسطرح تصور کمر ہے
بوسہ کی طلب پہ گالیاں دیں	اسکا انصاف حشر پر ہے	اختر کی خبر وہ لیوے گا کیا	جسکو نہیں اپنی خود خبر ہے
کس رنگ سے یہ غزل بجائی	ہر ایک نے جان تازہ پائی	میں کیا کہوں اس گھڑی تھا کیا لطف	وہ لطف غزل وہ بین کا لطف
صحبت رہی دو پہر یہ کامل	بسمل ہوئے سبکے طائر دل	کیا لال پری ہوئی خوش اوس سے	پھرنے لگی گرد اوسکے اوٹھکے
کہنے لگی باکمال ہیں آپ	طرہ یہ ہے خوش جمال ہیں آپ	جیسا کہ سنا تھا ویسا پایا	واللہ کہ خوب خط اوٹھایا
ہیں ہم تو ہوئی معتقد تمھاری	صدقے میں تمھارے تم پہ واری	تم میں تو کمال کیا نہیں ہے	تم سا کوئی دوسرا نہیں ہے
حاجت نہیں اسمیں کچھ قسم کی	عاشق میں ہوئی تمھارے دم کی	خوش ہمکو بھی کوئی دم کروگے	ہمپر بھی کبھی کرم کروگے
جوگی نے کہا یہ اوس سے ہنسکر	اشفاق یہ آپکا ہے مجھ پر	بیچارہ غریب میں گدا ہوں	کیا دخل مجھے میں بے خبر کیا ہوں
تم لوگ ہو خود ہی امتیازی	تم کرتی ہو میہمان نوازی	جیتا ہوں تو آؤنگا کبھی میں	لطف اور دکھاؤنگا کبھی میں
	صحبت تھی یہاں تو یہ جلسا	سنیے کچھ حال اب ادھر کا	

یافتن سبز قبا شہزادہ ماہ رو را در خانہ لال پری و بر داشتہ بردن او

ساقی کوئی جام بادہ دینا	لیکن نہ کمی زیادہ دینا	اک ماہ کی ہے تلاش مجھکو	ملجائے پتا ہی کاش مجھکو
آرام شہزادہ کو نہ واں تھا	دل آتش ہجر سے طپاں تھا	روتی تھی سحر سے لیکے تا شام	تھا دل کو نہ اوسکی دم بھر آرام
کرتا تھا وہ دیو اوسکی تسکین	پر جان نہ لیتی تھی وہ غمگین	مضطر تھی بہت برائے مہرو	ہر وقت تھا لب پہ ہائے مہرو
کہتی تھی کہ اے قمر شمائل	بیتاب کمال ہے مرا دل	دیدار سے تو نہ اپنے ترساؤ	صورت کسی شکل اپنی دکھلاؤ

اب تک سہون رنج و درد و فرقت
بیتاب بہت دل حزین ہے
دیکھا جو یہ سبز پوش نے حال
ہر بار نہ آہ سرد بھر تو
یہ کہکے چلا وہ دیو پاک سو
دیکھا کہ ہی ایک قصر عالی
دعوت مین گئی ہوئی تھی وہ حور
قدرت کا تو دیکھنا تماشا
آفت مین پھنسا ہون آ غزالا
کچھ اسکی نہین مجھے شکایت
بھولا نہین تجھکو مین کوئی دم
ہم تو ہین ترے سبب سے محبوس
پہونچی ہی ہماری اب یہ نوبت
سو پڑتے ہین روز مجھپہ کوڑے
کچھ بس نہین سخت بیکسی ہے
سنتا نہین کوئی میری فریاد
مجھ سا کوئی سخت جان نہین ہی
کیا تمکو خبر ابھی نہین ہے
لوگی جو نہ اب خبر ہماری
تمسے یہ امید تھی نہ اے ماہ
ہمنے تو کیا یہ سب گوارا
غم یہ ہی کہ غم تجھے نہووے
اس جینے سے کاش موت آجاے
اس قید سے اب چھڑائیگا کون
پہونچا وہین ماہرو جہان تھا

دیدار کی ہی کمال حسرت
جینے کی امید بھی نہین ہی
سمجھا کر رہی ہی اسکا اطوار
دو چار دن اور صبر کر تو
ہر ملک مین کی تلاش مہرو
پر صاحب خانہ سے ہی خالی
وان عیش و نشاط مین تھی سرشار
محبوس وہین یہ ماہرو تھا
ظالم سے پڑا ہی مجھکو پالا
لیکن ترے دید کی ہی حسرت
غم اور نہین جو ہی تو یہ غم
جینے سے بھی ابتو ہین مایوس
ہر روز ہی تازہ اک مصیبت
ممکن نہین جو یہ جیتا چھوڑے
غمخوار بس ایک بیکسی ہے
ہر ایک پہر ہی جانکو جلاد
کس رنج مین آپکا حزین ہے
آو کہ یہ وقت واپسین ہی
کیا آوگی قبر پہ ہماری
ہون ہم تو اسیر درد و غم آہ
کچھ دھیان تمھین نہین ہمارے
فرقت کا الم تجھے نہووے
جھگڑا یہ چلے کہین بلا جاے
اس گنج ستم کو پائیگا کون
دیکھا تو وہ شوخ نیم جان تھا

گر بعد مرے تم آئے تو کیا
سیماب کیطرح سے تھی بیتاب
کہنے لگا رو کے وہ وفادار
جس شخص کی تو ہی آرزو مین
لیکن نہ کہین سراغ پایا
چھوٹا سا ہی خانہ باغ بھی ایک
بھائی جو اوسے فزای گلزار
معشوق کی یاد مین وہ پرغم
یہ لال پری ہی سخت جلاد
اب تاب نہین فراق کی آہ
کس غم مین ہوئی بسر ہماری
تو نے کبھی بات بھی نہ پوچھی
زنجیرون سے شکلین بندھ رہی ہین
آتا نہین رحم کچھ پری کو
یہ گوشہ غم ہی اور ہم ہین
اس زیست سے سخت جی ہی عاری
کب لیگی خبر مری تو اے جان
چھوٹون بھی کبھی نہین یہ پوچھا
ہی کون یہ جو حال دل کا
تم باغ مین شکل گل ہو خندان
یان روح ہی جسم ہی ترے پاس
کیا مفت گئی مری جوانی
جلتی ہین جگر پہ غم کے چھالے
سنتے ہی یہ شاہ جن کی آواز
دم آنکھون مین ہی لبو پہ نالہ

دو اشک بھی گر بہاؤ تو کیا
موقوف ہوا تھا سب خور و خواب
غم کھاتی ہی کیون تو اے دل افگار
جاتا ہون مین اوسکی جستجو مین
جب لال پری کی گھر مین آیا
آراستہ ہی تمام وہ لیک
بیٹھا تہ نخل وہ دل افگار
چلاتا تھا نام لیکے ہر دم
کرتی ہی کمال روز بیداد
شکل ایک نظر دکھا دے فتنہ
کچھ تو نے نہ لی خبر ہماری
کیا سنگدلی ہی واہ جانی
پاؤن مین بھی بیڑیان پڑی ہین
کیا کہتے ہین اس ستمگری کو
یہ قید ستم ہی اور ہم ہین
آتی نہین موت بھی ہماری
اب تو کوئی دم کا ہون مین مہمان
کیا عشق کا ہی یہی نتیجا
کہیو کس سے ملال دل کا
معشوق کو یہ نہین ہی شایان
مرنیکا نہین کچھ اپنے وسواس
ہی مجھپہ حرام زندگانی
جی روکے کوئی کہ دل سنبھالے
کی اپنے مقام پہ سو پرواز
گہ وردہی ہای اے غزال

زنجیروں مین ہے وہ گل گرفتار ۔ کوٹر و نگارستان مین نمودار
غصے سے وہ دیو تھر تھرا کر ۔ بولا اوسکو گلے لگا کر

اے خستہ جگر تو ہی ہے مہرو ۔ مین تیرے نثار اے مہرو تو
مین تیرے لیے پھرا ہون در در ۔ ڈھونڈھا ہے کہاں تجھکو گھر گھر

کیا حال کیا ترا پری نے ۔ دی مجھکو خبر نہ یہ کسی نے
ورنہ اوسیوقت تجھکو آکر ۔ لیجاتا یہان سے مین چھڑا کر

گھبرا نہ ہو اب مین آن پہونچا ۔ مین دوست ہون اے نگار تیرا
یان قید مین تو تو ہے گرفتار ۔ وان مرتی ہے تیری عاشق زار

فرقت مین ترے ہے محو نالہ ۔ غم مین ترے مرتی ہے غزالہ
بھیجا ہوا آیا ہون اوسی کا ۔ دشمن مجھی جان اس پری کا

سنکر یہ سخن وہ سینہ افگار ۔ کس حسرت آرزو سے یکبار
اوس دیو سے لپٹ لپٹ کر ۔ رویا تا دیر وہ گل تر

پھر اوس سے کہی کہانی ساری ۔ کی نقل تمام اپنی خواری
بولا رو کر کہ اے وفادار ۔ کیا کیا کہون صدمۂ دل آزار

تجھسے یہ پری بہت ہے بدظن ۔ اور نام غزالہ کی ہے دشمن
کرتی ہے طلب وصال تجھسے ۔ البغض اسکو ہے اب کمال تجھسے

تجھکو یہ پری تو کیا ہے گر جور ۔ جیتے جی وصال ہو نہ منظور
باپ اوسکا جو بانی جفا ہے ۔ کوڑے مجھے روز مارتا ہے

ہون محرم الفت غزالہ ۔ دیکھونگا مین صورت غزالہ
سن سنکے یہ حال شاہزادہ ۔ غصہ اوسے آتا تھا زیادہ

روتا کبھی اوس نگار کے ساتھ ۔ کہتا کبھی منہ پہ پھیر کر ہاتھ
جتنی تجھے اسنے دی ہے ایذا ۔ جیتا ہون تو لونگا اسکا بدلا

یہ جانتی کہاں ہے آخر اسلوب ۔ اسکو بھی چکھاؤنگا مزا خوب
کچھ اپنے کیے کی یہ سزا پائے ۔ اس عیش کا اک مزا اوٹھایا

ہم لوگونکی بات اسنے کھو دی ۔ ہمقوم کی آبرو ڈبو دی
حق نے مجھے تجھسی تو ملایا ۔ مطلب مرے دل کا تو بر آیا

اس قصہ سے سمجھونگا مین اے شاہ ۔ ہم سب ہین غلام تیرے ابجاہ
یہ کہکے اوٹھا لی اوس قمر کو ۔ پھر راہی ہوا وہ اپنے گھر کو

اک آن مین وہ شفیق دانا
گھر مین اوسے اپنے لیکے پہونچا

وصل شدن ماہرو از غزالہ در خانہ سبز قبا و زاری نمودن لال پری در تلاش او

ساقی مے وصل کا کوئی جام ۔ فرقت کی بہت سہی ہین آلام
برسون مین ملا ہے یار جانی ۔ کچھ باقی ہین مین خط زندگانی

شیشے سے نکال پر وہ کیا ہے ۔ کیا دختر رز بھی پارسا ہے
ہے آج تو لطف بادہ خواری ۔ طیار ہو بزم میگساری

ساقی پیکر شراب سرخوش ۔ نشہ مین ہون یا سہی ہم آغوش
جب سبز قبا گھر اپنے آیا ۔ مہرو کو بھی ساتھ اپنے لایا

اوس گل کو کسی طرف جھکا کر ۔ بولا یہ غزالہ پاس آکر
لے مین ترے مہرو کو لایا ۔ اب تو ترا مدعا بر آیا

اب وصل سے ملال اپنے کر دور ۔ محبوب سے ہم بغل ہوا حور
سنتے ہی یہ مژدہ شاد ہو کر ۔ تھر تھر لگی کانپنے وہ مضطر

بولی اوس سحر کہ اے خوش آئین ۔ سچ کہتی ہو تم کہ بہر تسکین
ایسا تو نہین نصیب میرا ۔ جو مجھسے ملے حبیب میرا

بولا یہ سنکر وہ راست گردار ۔ یہ چھوٹ نہین ہے اے دل افگار
شادی کی خبر کو میر صاحب ۔ کہنا نہین وقت مناسب

ہین اسلیے اے بلند پایا ۔ اوس ماہ کو ایک باغ لایا
پھر کہنے لگا کہ آؤ مہرو ۔ شکل اپنی انھین دکھاؤ مہرو

چھپایا یہ سنکے وہ دل افگار ۔ چارہ انکھیان ہو نہین ہم گنہگار
بیتابی دل سے ہو کے مجبور ۔ غش کھاکے گرے وہ دونو مجبور

بیخود رہی دو گھڑی وہ پرغم
ہوش آیا تو پھر لپٹ گئے باہم

اسطرح سے رو رو کے وہ بیتاب
آنکھوں سے بہا کے بحر خوناب

جب رو رو کے ہو چکی فراغت
کھولا پھر دفتر شکایت

وہ بولا کہ عشق مین تمھارے
کیا کیا ہوئے ہمپہ ظلم پیارے

تیرے لیے ہمنے کوڑے کھائی
مشکین شدید ہمین رنج اوٹھائے

وہ بولی کہ یان تمہارے جیتے کون
بیہوش تھا خبر تری سب مجھے کون

جو گذری ہے مرے دلپہ اے ماہ
کچھ اس سے خدا ہے خوب آگاہ

بولا خوب آپ خبر لی
بولی کہ مین خود ہی بیخبر تھی

بولا ہمین تم بھی جانتی ہو
بولی کہ یہ اپنے دل سے پوچھو

بولا کہ بڑی ہو بے مروت
بولی کہ عبث ہے یہ شکایت

بولی مجھے تجھسے غزو گلا ہے
بولا کہ درست ہے بجا ہے

بولا بڑی آپ بیوفا ہین
بولی کیا تمسے بھی سوا ہین

بولا کہ خلق اے پری ہو
بولی چلو تم تو آدمی ہو

سن سنکے وہ دیو یہ شکایت
بولا جانے بھی دو یہ حجت

اب یا وہ عیش سے ہو مسرور
سچ اپنے دلونسے کیجیے دور

شکر و گلہ سخن نہ درمیان لاؤ
کہنا مانو ہمارا باز آؤ

پھر ان وہ خدا انھیں دکھلائے
خالق نہ کرے کہ وہ گھڑی آئے

مدت مین ہے مہر سے ملاکا
کیسا شکوہ گلا کہان کا

خالق نے یہ دن تھیں دکھایا
وا ہم غم و رنج سے پھر آیا

یہ وقت گلونکا ہے مری جان
اب دل کے نکالو سارے ارمان

القصہ وہ دونو محو الفت
رہنے لگے پھر بعیش و عشرت

چند روز یونہین لطف سے گذاری
موقوف ہوئی وہ آہ و زاری

محظوظ تھی یان تو وہ خوش اقبال
اب لال پری کا کچھ سنو حال

دعوت کھا کر وہ ماہ عالم
داخل ہوئی اپنے گھر مین جسدم

مہرو کو وہان نہ اوسنے پایا
غصے ہوئی خوب غل مچایا

کہنے لگی اپنے باپ سے وہ
جل کر کے گیا نہ آپ سے وہ

کہتی تھی اسے چھوڑ کے تو تنہا
کہنا مرا آخر آگے آیا

واللہ مین اپنی جان دونگی
مین آپسے ماہ رو کو لونگی

مانی مری آپنے نہ کچھ بات
اب کیجیے کہ کیجیے گا کیا گھات

جب تک اوسکو نہ پاؤنگی مین
واللہ نہ کھانا کھاؤنگی مین

مہرو سے ہی جس پر تھی یاری
بد ذاتی اوسکی ہے یہ ساری

کیا تھا ہوئی وقت اوسنے پایا
مجھسے مرے یار کو چھڑایا

محروم رہی وصال سے مین
مر جاؤنگی اس ملال سے مین

تقدیر نے کی یہ مجھپہ بیداد
وہ شاد ہوئی رہی مین ناشاد

کیا تفرقہ آسمان نے ڈالا
ارمان بھی نہ ہمنے کچھ نکالا

سوئی کبھی ساتھ بھی نہ لیکر
یون جاتا ہے کوئی داغ دیکر

ایسا نہ ہوا کوئی قرینہ
سینے سے جو ملتا اوسکے سینہ

زانو پہ بھی اوسکے سر نہ رکھا
اپنا اوسے ہمنے کر نہ رکھا

لب بھی نہوئے لبونسے باہم
واللہ ہمین بے نصیب کیا ہم

ایذا جو اوٹھائی کس سے کہیے
قسمت کی برائی کس سے کہیے

دعوت مین گئی تھی کیونمین ناشاد
کیا جانتی تھی یہ ہوگی بیداد

وان جاتے ہی آئی مجھپہ آفت
یہ بھی مجھ غمزدی کی شامت

گر جانتی یہ تو مین نجاتی
ایسی دعوت کبھی نکھاتی

وہ چاند سی صورت اب کہان ہے
تیرہ مری نظرون مین جہان ہے

سمجھاتی ہون گو ہزار دل کو
آتا نہیں پر قرار دل کو

جبتک نہ ملونگی اوس قمر سے
یہ درد نجائیگا جگر سے

اسواسطے دی تھی اوسکو ایذا
تا وصل کرے قبول میرا

دل شاد تھا وہ جو رو برو تھا
جینے کا سبب بھی ماہرو تھا

کہا ننگ و ہوس مین ہو گئی آگ
اس عشق کے نام کو لگے آگ

مجھسا نہیں کوئی بدنصیب آہ
میرا نہوا مرا حبیب آہ

مین جسکی ہون مبتلا وہ صورت
ہمراہ غزالہ تو وہ سوئے
اس غم مین مین جان دون نکیونکر
کبکی اسے مجھ سے دشمنی تھی
کیا پیچھے پڑی ہی ہاتھ دھوکے
یہ کہکے وہ زار زار روتی
سب پر غم دل جتا رہی تھی
مان کرتی تھی اوسکی لاکھ منت
کرتی ہی عبث یہ آہ و زاری
گھبراتی ہی کس لیے تو اتنا
جو اوسکو چرا کے لے گیا ہی
پیدا کرینگے ہم تیرا چور
کہتی تھی مجھے کوئی نہ سمجھائے
القصہ رہی بدیر تکرار
باپ اوسکا تھا قوم بھر مین ممتاز
شہپال وزیر کو بلا کر
تدبیر کچھ اوسکی اب بتاؤ
باہر کا یہ چور تھا نہ ای ماہ
یہ اونکو بلا کے حکم دو تم
یاقوت کے اوسکو پر ملینگے
شہباز کا حکم سب سنایا

ہر اور سے اوسکو ہای الفت
پروا مری کچھ اوسے نہوئے
دلبر مرا غیر کا ہو دلبر
یہ سوت مرے نصیب کی تھی
پھل پایا یہ تخم عشق بوکے
تسکین کسی طرح نہوتی
کیا کیا وہ دہائی مچا رہی تھی
سمجھاتا تھا باپ بھی بشدت
موقوف کر اپنی اشکباری
ہم خرچ کرینگے زر ہی جتنا
جو ہمکو فریب دیگیا ہی
کیا ہمسے سوا ہی کوئی زور
کھانا جیسی کھاونگی جو وہ آئے
مان باپ نے اوسکے آخر کار
مشہور تھا نام لال شہباز
احوال یہ اوسکو سب سنا کر
مہرو کا کہین پتا لگاؤ جلد
بھیدی کوئی گھر کا تھا یہ واللہ
قیدی مرا ہو گیا ہی اک گم
عزت بھی بہت ہی اوسکو دینگے
لالچ بھی اونھین بہت دلایا

اس بات کا غم ہی مین سوائے
کس روز تھی اس سے آشنائی
کچھ بن نہین آتی اب مجھے آہ
مہرو مرا لیگئی چھوڑا کر
فکر اوسکی عبث مجھے پڑی ہی
بنگلہ تھا جو درمیان گلشن
مچلی ہوئی بیٹھی تھی وہین پر
کہتا تھا کہ جان تو نکھو تو
پیچ ایسے ہر ایک پرین ترتے
جسطرح بنیگا لائینگے ہم
جو ڈھونڈ ھنے اوسکو جائینگے ہم
بپھری ہوئی بیٹھی تھی وہ ایسی
بھاتی نہین مجھکو حیلہ سازی
کچھ دم دیا کچھ کیا بہانا
سب کا مونکو انتظر کرکے موقوف
بولا مجھے چین اب نہین ہی
اس چور نے قہر کیا غضب کیا ہی
اوڑنے مین جو دیو تیز تر ہون
لائیگا پتا جو دیو اوسکا
شہپال نے بس اوسی دم آکر
سنتی ہی غرض یہ حکم شہباز

تقدیر سے بھی یہی گلا ہے
یہ سوت مری کہان سے آئی
کیا کہتے ہین اس نصیب کو آہ
یہ کوڈ پڑی کہان سے آکر
کھوئی ہوئی ملتی ہی کوئی شے کر
بیٹھی تھی وہین وہ شوخ پرفن
اور ملتی تھی خاک وہ جبین پر
اتنا نہ ہلاک غم سے ہو تو
معشوق سبھی سکے ہین بچھڑتے
تجھسے تو اوسے ملائینگے ہم
ہر گھر مین پتا لگائینگے ہم
سنتی نہ تھی بات بھی کسی کی
لڑکو نسے کر دیہ فقرہ بازی
سمجھا کے غرض کھلایا کھانا
اس فکر مین بس ہوا وہ مصروف
اس غم مین کمال وہ حزین ہے
گھر مین کسی چرا کے لے گیا ہی
چالاک بھی جو زیادہ تر ہون
انعام وہ پائیگا بہت سا
دروازے پہ دیوؤنکو بلاکر
کی سبنے ہر ایک سمت پرواز

رفتن دیوان برای تلاش ماہرو و یافتن او را نجانہ سبز قبا و خبر رسانیدن بہ لال پری

ساقی مجھے بھر دے آخری جام
دنیا کا عجب ہی کارخانہ
مشہور ہی آسمان کا نیرنگ

دورہ عیش کا ہی اتمام
رہتا نہین اک طرح زمانہ
چنبر کی طرح بدلتا ہی رنگ

پی لین جی عیش اور کوئی دم
شادی ہی کبھی تو ہی کبھی غم
دو روز کوئی اگر ہوا شاد

آخر تو پئین گی خون دل ہم
پیدائش عیش و غم ہی توام
رکھا عوض اوسکے برسون ناشاد

دو بیٹھے کہین جو ہو کے باہم
بہاتا نہین عیش اُسے کسی کا
بلبل جو خوشی سے چہچہائی
گردش اگر اپنی یہ دکھائے
مشہور ہے چال اسکی آڑی
معشوق سے شاد ہو جو عاشق
جسدن ہی ہوئے تھے وہ دونو یکجا
وقت کبھی کھوتے گلون کے
عاشق تو وصال کا طلبگار
اس عیش مین تھا نہ انکو آرام
ہنستے تھے کبھی نہ کھل کھلا کے
چلتی تھی اگر ہوا بشدت
جو کام کرین کرین نہان ہم
گلزار جہان ہی خوف کی جا
بدلا نہ کہین ہوا س خوشی کا
جس بات کا تھا خیال اونکو
اک دن سر شام ہو کے مایوس
دن بھر تو پھرے پہ شب ہی تاریک
وان دیو اک اپنا آشنا ہی
ٹھہرا کے غرض بہم یہ تدبیر
پائی تھی جو رنج گردش وحشت
نیرنگ جہان کا دیکھو نقشا
قسمت کی بدی سے تھے نہ آگاہ
کہنے لگے دیکھ کر یہ باہم
مہتاب انھین کہین کہ خورشید

وہ بزم بھی کر دی دم مین برہم
دشمن ہی یہ کج ادا خوشی کا
مہلت کبھی نالے سے نہ پائی
جیتی ہوئی بازی کو ہرائے
یہ نرد وفا کا ہی کھلاڑی
کر دے اوسے دم مین نا موافق
یعنی کہ وہ مہر وا ور غزالہ
ارمان نکالتے دلون کے
معشوق کو ناز سے تھا انکار
آغاز مین تھا خیال انجام
دن یاد تھے دیو کی جفا کے
دلمین یہ سما گئی تھی وحشت
پوشیدہ رہین بہر عیان ہم
صیاد جفا کا یان ہی کھٹکا
گل ہو نہ چراغ عاشقی کا
آخر وہ ہوا ملال اونکو
بولے آپسمین چارون جاسوس
ہی سبز قبا کا شہر نزدیک
وہ صاحب خلق بھی بڑا ہی
اوس شہر مین آگئے چارون بیر
خوش ہو کے ہوئے وہ محو گلگشت
گلزار وہ سبز پوش کا تھا
کوٹھی مین گئے وہ دونو ناگاہ
ان دونون پہ ہی عجب عالم
کس باغ کے ہین یہ نخل امید

خوش دیکھ کے رشک ہی جو پرین
گلشن مین ہرا جو خندہ زن گل
راحت کے ہی بعد شیر رنج
ہر رنگ سے ہی یہ گھات کرتا
بہاتا نہین اوج اس زیادہ
ہمراہ بہار ہی جو خزان بھی
رہتے تھے کمال شاد باہم
بچھڑے ہوئے تھے جو مدتون کے
ڈرتے تھے مگر دلو نہین ہر آن
صدمے یہ اوٹھایا تھا جو پہلے
راحت کا نہ اعتماد کرتے
آگاہ کہین پری نہ ہو جائے
ایسا نہو ہو ہین پھر گرفتار
پھر ہم نہ پڑین کسی کے بس مین
نخل عشرت نہ پھر قلم ہو
نکلے تھے جو دیو جستجو مین
ہر شہر و دیار ہمنے چھانا
یہ رات بسر کرین وہان ہم
ہی جس سے کمال اوسکو الفت
اک ناگہ یہ شہر کے ملا باغ
راحت جو وہان اونھون نے پائی
مہر و غزالہ تھے اوسی مین
کیا دیکھتے ہین کہ چارون جو یان
یہ گل نہین قوم انس سے ہین
دیکھین جو غزالہ نے یہ شکلین

کر دیتا ہی دوستونکو دشمن
گلچین نے سزا دی بے تامل
رکھتا ہی یہ بھی بساط شطرنج
شاہونکی ہی بازی مات کرتا
کرتا ہی سوار کو پیادہ
کچھ طرفہ ہے رنگ آسمان بھی
سوتے تھے جدا نہ وہ کوئی دم
ملتے تھے وہ دمبدم گلے ہم
نیرنگ فلک کا تھا اونھین غم
تھا ہجر کا وصل مین یہ ضرر کا
فرقت کے وہ رنج یاد کرتے
جاگا ہوا بخت پھر نہ سو جائے
سویا ہوا فتنہ ہو نہ بیدار
بلبل کی طرح پھنسین قفس مین
فرقت کا نہ دلکو پھر الم ہو
پھرتے تھے جو اوسکی آرزو مین
لیکن نہ لگا کہین ٹھکانا
ہوتے ہی سحر کے ہونگے روان ہم
جاتے ہی کریگا سبکی دعوت
چارون گئے اوسمین صورت زاغ
گلشن کی فضا کمال بھائی
کرتے تھے بہم خوشی سے چہلین
اک حور ہی اسمین ایک غلمان
شاید یہ ہماری جنس سے ہین
بھی وہ نگار اپنے دلمین

تو ہمپہ کوئی بلا پھر آئی
انسان سے کام کیا ہے جن کو
اسواسطے تاکہ ہو اندھیرا
سر پہ اونکے تو وہ کھڑے تھے
ہمراہیوں سے وہ اپنے بولا
اسکے لیے شہر چھان ڈالا
کھانے لگے پھر غم مین غوطے
کوئی نہ بجز خدا تھا اوسدم
بولے ڈر کر وہ غم کے مارے
ہم مردہ دلونپہ رحم کھاؤ
مہرو نے کہا یہ باندھ کر ہاتھ
بلبل کیطرح ہین ہم قفس مین
الفت مین غزال کی گذر جائین
رو رو کے یہ کہتی تھی غزالا
للہ اسے نہ تم ستاؤ
حاضر عوض اسکے ہے مرا سر
مشہور تھی گو وفائے عاشق
برسو نہین ابھی تو ہم ملے ہین
اوس دیو نے جب یہ حال دیکھا
جان ایک پلک ہے اپنی دیتا
سعی بیہودہ ہی ہین عاشقی کے
کسطرح چھپائین حال انکا
کیا انکے ستانے سے ملیگا
آہستہ کہا پھر اوس سے شورا
اون دونو کو یہ سخن سُنا کر

یہ لوگ نمود سے دکھائی
میری ہے فقط تلاش انکو
پہچانا بجائے اپنا چہرا
ستے ہوئے دونو وہ پڑے تھے
ہمنے آج اپنا چور پکڑا
آخر اسے ڈھونڈ ہی نکالا
ہاتھونکے اوڑے یہ سنکے طوطے
اک یاس کا دونو پر تھا عالم
بندے ہے ہم دونو ہین تمہارے
للہ ہمین نہ تم چھڑاؤ
اسکا نہ مرا چھڑائیو ساتھ
دل اپنا ہے اب پرائے بس مین
معراج ہے عشق مین جو مر جائین
اسپر جو کسی نے ہاتھ ڈالا
بیجرم ہے اسپہ رحم کھاؤ
جو چاہو ستم کرو وہ مجھپر
معشوق ہوا فدائے عاشق
باقی تو ابھی بہت گلے ہین
اون دونو پہ رحم کھا کے بولا
اک دوسری کی بلا ہے لیتا
جی دیجیے اپنا بدلے جی کے
کیونکر دیکھین ملال انکا
ہان نالونسے انکے دل ہلیگا
اک لحظہ کے بعد پھر وہ بولا
دو چرکی کے دیو وان ٹھہاکر

مہرو کی پڑی نظر جو اوسپر
منھ دونون نے اوسطرف سے موڑا
دہشت سے وہ ہوگئی تھی بیدم
اک دیو سپید تھا اوسمین بیٹھا
جسکی تم سب کو جستجو ہے
اوس دیو کی سنتے ہی یہ تقریر
مرنے لگے دونو مارے ڈر کے
منت سے لگے کلام کرنے
بیچارے ہین ہم ستم رسیدہ
ہمکو نہ اگر ستاؤ گے تم
منظور ہے آپ کو یہی گر
وابستہ درد و رنج و غم ہین
یان شرم نہین زمانے کی کچھ
واللہ مین اپنی جان دونگی
کچھ اسپہ ستم نہونے دونگی
گر عشق مین میری جان جائے
مین جیتی رہون اب اسکے جیتک
نکلی نہین کوئی دل کی حسرت
انسانون کی آج دیکھی الفت
الفت ہے کمال انمین باہم
کسطرح سے رنج اونکو دیجے
پوشیدہ کرین تو آبرو جائے
اخفا کیونکر بھلا کرین ہم
پرخاش سے باز ہم رہین گے
دو دیو ہوئے وہانسے راہی

سمجھا کہ یہ دیو ہین مقرر
اور پر وہ دونکے اوٹھکے چھوٹے
تھا سبز قبا وہان نہ اوسدم
پہچان گیا وہ صاف اونکو
پہچانا یہی وہ ماہرو ہے
حال انکا ہوا کمال تغیر
رونے لگے آہ سرد بھر کے
جھک جھک کے لگے سلام کرنے
آوارۂ و رنج و غم کشیدہ
اجر اسکا خدا سے پاؤگے تم
تو کاٹ لو پہلے تم مرا سر
اس حسرت و آرزو مین ہم ہین
پروا نہین جان جانے کی کچھ
ہرگز اس سے جدا نہونگی
آفت مین سبب اپنے سر پہ لونگی
لوگونکی زبان پہ یہ آئے
اس زیست سے موت ہی ہے بہتر
اب سہہ نسکونگی درد فرقت
ان دونون مین ہے بڑی محبت
پروانہ و شمع کا ہے عالم
کیا خانہ خراب انکا کیجے
ظاہر جو کرین تو کچھ نہ ہاتھ آئے
ناچار ہین اب کہ کیا کرین ہم
پر حال تمہارا سب کہین گے
تا جا کے جتائین خیر خواہی

یہان سنبر قبانے یہ سنا حال
غصے سے وہ کانپا بد تمثال

چھپا ہوا باغ مین وہ آیا
اون دونون کو بیحواس پایا

جس امر کا تھا خیال ہمکو
جس بات کا تھا ملال ہمکو

دو دیو تو ہین یہان نگہبان
وہ لیکے گئے ہین یہ خبر ان

کیا مجنے ہمیشہ ظلم ڈھایا
دو دن کا بھی عیش خوش نہ آیا

ذلت نہ اوٹھائی جائیگی اب
واللہ کہ غیرت آئے گی اب

ہاتھون کو جب انکے آگے جوڑا
تب جا کے ہمارا پیچھا چھوڑا

آفت ہے یہ گو کہ ہمنے ٹالی
پر کوئی بلا ہے آنے والی

کسواسطے آنا ہو ہراسان
اللہ تمھارا ہے نگہبان

گر قصد فساد وہ کرے گی
موجود ہون سب طرحسے مین بھی

جیتے جی تو مین تمھین نہ دونگا
پھر جا کہ جب کہ مین نہ ہونگا

دلمین نہ خیال اور تم لاؤ
بیٹھی رہو اور کچھ نہ گھبراؤ

مرجانے سے ہوگا فائدہ کیا
گھبرانے سے ہاتھ آئیگا کیا

وہ بالسے گئے خبر جو لیکر
بولے یہ پری سے مژدہ دیکر

دو دیو تو اونکے ہین نگہبان
ہم لیکے خبر یہ آئے ہین یہان

یاقوت تھا اوس شریر کا نام
دلوا کے بہت سا اوسکو انعام

دم بھر نہ ٹھہر یہان تو جا جلد
اور باندھ کے تسکین اوسکی لا جلد

وہ جب تو دیوے رہی تھی پیغام
اور غیظ سے کانپتا تھا اندام

اے لال پری تجھے ہے کچھ خبط
غصے کو تو اپنے کر ذرا ضبط

انجام تو پہلے سوچ لیجے
اسطرح کا بعد حکم دیجے

گرنے سے ہوا وہ عازم شہر
تبلاؤ تم اوس سے ہوگی سر بہر

پھر بن نہ پڑیگی کوئی صورت
جز اسکے کہ ہوویگی ندامت

منگواؤ تم اب دوات و خامہ
لکھ بھیجو طلب مین پہلے نامہ

دونونکو وہ بھیج دیوے تو خیر
کسواسطے مول لیجیے بیر

بیفائدہ ہے یہ غصہ و قہر
گو زور ہے جو ہم تو دیکھ لینا دہر

تشویش ہوئی کمال اوسکو
فرقت کا ہوا ملال اوسکو

کہنے لگی روکے یہ غزالا
لو بخت نے پھر غضب مین ڈالا

اب سامنا ہے اوسی بلا کا
سامان نیا ہے پھر جفا کا

آفت مین پھنسے ہین بھاگ کیا جاوین
پھٹ جائے زمین ہم سما جاوین

اب آتا ہے یہ ہمارے دل مین
کچھ کھا کے ہم اپنی جان دیوین

یہ روز کے خرخشے کہان تک
دشمن ہے ہمارا آسمان تک

تم تھوڑا سا ہم کو زہر لا دو
اس روز کے رنج سے چھڑا دو

جب اوسنے سُنا یہ حال سارا
بولا کہ پھر اسمین کیا ہے چارا

تم دونو ہو ساتھ میرے سر کے
چھوڑونگا تمھارا ساتھ مر کے

یہان بھی نہ ذرا درنگ ہوگی
پھر اچھی طرح سے جنگ ہوگی

اب زہر تمھاری کھاے پاپوش
کچھ دلمین ملال لاے پاپوش

مشفق ہے بڑا تمھارا اوپر
ناحق یہ پری ہے تم ہو حق پر

اور ان دونون کا تو یہان تھا یہ حال
اب دیونکا سنیے اک ذرا حال

قیدی کا تمھارے ہم پتا لائے
کام اپنا تو سب درست کر آئے

جو کچھ کر کیا ہے ہمسے اقرار
انعام وہ اب دلائے سرکار

یاقوت کے پر کیے عنایت
فرمایا یہ اوس سے پھر بہ شفقت

معشوق جو اوسکی ہے غزالا
اوسکی بھی پکڑ کے چوٹی لانا

اس عرصہ مین آیا لال شہباز
دی بیٹی کو دور ہی سے آواز

آسان نہین اسطرح سے لانا
مشکل ہے پرائے گھر مین جانا

وہ بھی لاکھون مین اک گہر کے
پچھتائے گی شرارت اوسکو کرکے

پھر ہوش و حواس ہونگے گم
دانتون سے زمین پکڑوگے تم

آپسمین صلاح پہلے کر لو
پیغام سمجھ کے اوسکو بھیجو

دیکھو تو ارادہ اوسکا ہے کیا
لکھتا ہے جواب کیا وہ اسکا

ورنہ دشمن لین بزور شمشیر
بہتر نہین اس سے کوئی تدبیر

مہرو و غزالا کو جو پانا
تم شوق سے سولی پر چڑھانا

سب دیکھکے پھپھولا پھوڑنا تم
سر سنگ سے اونکے توڑنا تم
سمجھایا اوسے بحسن تدبیر
تھی کہ کرے کچھ اوسکو تحریر

آپس مین غرض صلاح کر کے
منگوا کے قلم دوات اوسنے
کچھ سوچکے بس اوٹھا کے خامہ
آغاز کی ابتدائے نامہ

پہلے لکھی حمد کبریا کی
پھر نعت رقم کی مصطفی کی
بعد اوسکے رقم کیا کچھ القاب
پھر لکھا یہ اوسنے لکھ کے آداب

نامہ فرستادن لال شہباز نزد سبز قبا در طلب ماہرو و درخواست جنگ

اے مشفق و مہربان سلامت
دے مخلص جان فشان سلامت
من بعد سلام دوستانہ
لکھتا ہون پیام دوستانہ

اب مژدہ خیریت طلب ہون
مشتاق تمہارا روز و شب ہون
تم نخل ریاض دوستی ہو
تو بادہ باغ آشتی ہو

سرچشمہ اختلاط ہو تم
اور منبع انبساط ہو تم
تم رونق بزم دوستان ہو
تم مخلص خاص بیگمان ہو

گلزار جہان کی تم ہو رونق
نام آپکا سبز پوش سے ہے مشتق
ممتاز رہو تم انس و جان مین
پھولو پھلو گلشن جہان مین

گلہائے مراد سے رہو شاد
حق رکھے تمھین ہمیشہ آباد
ہر دم رہو تم جہان مین خرسند
نخل عشرت رہے برومند

ہے سبز قبا یہ اسم سامی
سرسبز رہو بہ شادکامی
اوصاف تو آپکے لکھی سب
اب کرتا ہون یانسی شرح مطلب

ہے صورت حال یہ برادر
ہے لال پری جو اپنی دختر
رکھتی ہے وہ ماہرو سے الفت
وارفتہ ہے اوسپہ یہ بشدت

منظور مجھے بھی اب یہی تھا
کردون مین اوسی سے عقد اسکا
لیکن وہ غزالہ پر فدا ہے
سحر اوسنے کچھ ایسا کر دیا ہے

جو اوسکے تھا قرار دم بھر
ہر وقت وہ نام تھا زبان پر
شادی پہ ہوا نہ وہ رضامند
کین چشم نمائیان بھی ہر چند

سمجھایا بھی اوسکو سیکڑون بار
اس وہمیان سے ہمنے آخر کار
پہونچائے طرح طرح کے آزار
زنجیرون مین بھی کیا گرفتار

انکار سے اپنے تاکہ باز آئے
انسان ہے ابھی کچھ سمجھ جائے
ہرگز نہ کیا قبول اوسنے
دل سبکا کیا ملول اوسنے

لیکن یہ گلا ہے تمسے صاحب
یہ بات نتھی تمھین مناسب
جو لے گئے اوسکو تم یہانسے
افزون ہے ملال یہ بیان سے

میرا بھی کیا نہ اک ذرا پاس
ایسا تمھین اوسکا ہو گیا پاس
ہمسے بھی غزالہ کیا سوا تھی
کیکی وہ تمھاری آشنا تھی

حق دوستی کا یہی ہے صاحب
آشنا نکرو اوسے مصاحب
ہم کرتے ہین اب بھی دوستداری
منظور خوشی ہو گر ہماری

لازم ہے تمھین یہ مشفق من
کرتے نہین دوستونکو دشمن
پڑھتے ہی مرا نیاز نامہ
لکھوا کے اک اونسے بازنامہ

مہرو و غزالہ کو بہر طور
کر دیجے ادہر روانہ فی الفور
الفت رہے تا مجھے تمہاری
ہوتی ہے بہت دنون مین یاری

گر تمنے غزالہ کو نہ بھیجا
تو رنج مجھے نہو گا اتنا
مہرو کو مگر بغیر حجت
کر دیجیے گا ادہر کو رخصت

کہنا یہ اگر نہ مانیے گا
آیا ہوا ہمکو جانیے گا
پھر ہم بھی نہ کچھ اوٹھا رکھین گے
جسطرح بنے گا تمسے لین گے

افواج پہ تم اگر ہو مغرور
تو دل سے یہ اپنے رکھیو گا دور
سو حصہ سوا ہے تمسے یان فوج
گردون سے زیادہ ہے مرا اوج

کچھ اور خیال تمکو گر ہو
کیا مال سمجھتا ہو نہین تمکو
منظور نہ یون اگر کرو گے
تلوار کے زور سے تو دو گے

جیسے تمنے کی ہماری خاطر
پھر مین بھی ہون سب طرح حاضر
باہر مین کسیطرح نہین ہون
یہ جان لو مار آستین ہون

جب لکھ چکا یہ وہ حال سارا
سرنامہ یہ نام اوسکا لکھا
بگرفتہ ازو چو دیو خطر را
در طبع نماند ہیچ خطر را
کلغی کی طرح سے وقت رفتار
اوس نامہ کو کرکے زیب دستار
گلزار مین سبز پوش کے آے
جاکر اوسی کو کورنش بجالاے
اوس خط کی بہت کی اونسے تکریم
کی جھک کے مودب اوسکو تسلیم
کیا کیجیے اسپہ زر تصدق
زیبا ہی کرون جو سر تصدق
کشتی مین طلا کے خط کو رکھکر
رکھا اوسے تخت کے برابر
منبر پہ گیا وہ نامہ لیکر
پڑھنے لگا حال اوسکا فر فر
دو نامہ برونکو بھاری خلعت
اور کہ کے یہ اونسے کر دو رخصت
قاصد ہوے اوسطرف کو راہی
دانش نے یہان یہ بات چاہی
مہرو و غزالہ کو بُلا کر
مضمون خط اونکو بھی سنا کر
جیتے جی نہ تمپر آنچ آئے
سر جاے مگر نہ بات جاے
کرتا نہین کچھ بھی دل مین انصاف
آمادۂ جور و ظلم ہی صاف
ضبط اسکو ہی یا ہوا ہی مجنون
کرتا ہی جو بیگناہونکا خون
لکھ بھیجیے اب جواب معقول
مردود ہون آمین خواہ مقبول
پھر سوچ کے کچھ اوٹھا اک فرد

دونون اونھین لیوونکو بلاکر
خط دیکے کہا کہ دو یہ جا کر
وہ خشقہ خاص سر پہ رکھا
ہٹ کر کیا دو قدم پہ مجرا
راہی ہوے دونو تیز رفتار
اک آنکی آن مین صبا وار
خط دیکے اوسے یہ بولا باہم
ہین لال پری کے ایلچی ہم
پہلے اوسے آنکھونسے لگایا
بعد اوسکے زبان پر یہ لایا
ہمسر بخدا نہین ہون اوسکا
اک بندۂ کمترین ہون اونکا
سونیکا منگا کے ایک منبر
منشی سے کہا پڑھ اسپہ جاکر
مضمون سنا جو خط کا سارا
دستور سے یہ کیا اشارا
ہین اوسکا جواب بھیج دونگا
ہوئیگا جو کچھ وہ دیکھ لونگا
لکھ دو یہ جواب پوست کندہ
جب بندہ تھا اب نہین ہون بندہ
بولا ہی مجھے تمھاری خاطر
مین جنگ کو بھی ہون اوسکی حاضر
لیکن ہون یہان مین سخت حیران
ایسا تو نہین یہ شخص نادان
کچھ خوف خدا سے نہین ہی
کچھ شرم و حیا سے نہین ہی
بالفرض وہ شاہ ہی ہمارا
پر ظلم نہوگا یہ گوارا
فرمایا لکھو جواب خط کا
مضمون ہوا یہ اس نمط کا
لکھنے لگا پہلے وہ جوان مرد

جواب نامہ

حمد احد ہی و نعت احمد
پھر وصف علی و آل امجد
اے ظل آلہ و بادشاہا
وے خسرو ملک و دین پناہا
اے قبلۂ احتیاج مندان
وے کعبۂ جملہ مستمندان
شقے نے جو یان ورود پایا
ناچیز کو رتبہ ہاتھ آیا
عزت مری ہوگئی دوبالا
قائم رکھے تمکو حق تعالی
ہی لال پری مری خوزادی
عالم کی ہی وہ تو شاہزادی
وہ تو گل باغ سلطنت ہی
وہ ماہ سراج سلطنت ہی
یہ ہی جو غزالہ ایک ناچیز
شہزادی کے آگے ہی یہ کیا چیز

القاب لکھا پُر دعا کے سب سے
آداب لکھا بڑے ادب سے
اے مالک تخت و تاج عالم
اے دافع احتیاج عالم
افزون ہو ہمیشہ جاہ و اقبال
دشمن ہے سے شل کا پامال
کرتا نہین مین زمانہ سازی
کی آپنے کمترین نوازی
حق آپکو دیرگاہ رکھے
بندہ مجھے تمکو شاہ رکھے
بیشک ہی وہ نور چشم حضرت
اللہ رکھے اوسے سلامت
مہتاب کو ہمسری کہان ہی
وہ مہر سپہر عز و شان ہی
کیا لال پری کی ہی وہ ہمسر
ہین لونڈیان اوسکی اس سے بہتر

مہرو کو جو مین یہان لے آیا — صحبت کے نہ قابل اوسکو پایا
کرتا ہی بجیر عشق کوئی — تمنے تو خود آبرو ہی کھوئی
لکھتا ہی جواب یہ جو خادم — گو لفظ ہین اسمین نا ملائم
انصاف کرین جو اہل حضرت — لکھتا ہون مین بہر حفظ حرمت
مشہور مثل ہی اک تو چوری — اور اسقدر اوسپہ سینہ زوری
بگڑی ہی جسکی او تار لینا — اور لٹے دھمکی اوسیکو دینا
سمجھا ہی مین کچھ اوسکو پیر و مرشد — زیبا نہین اسمین آپکو کد
مہرو سا حسین و خوبصورت — دیکھے سے جسے ہو گل کو غیرت
خوب آپنے چھوڑ دی ہی دختر — کیا آپکی لاڈلی ہی دختر
جس مرد کو چاہے وہ لے آئے — بھڑوا تمہین بیچ کا بنائے
انسان سے کرتی ہی جو دل شاد — جز تا نہین کیا اوسے پریزاد
غیرت بھی حضور کو نہ آئی — اللہ ری جبن و بیحیائی
یون تو ہو نہین آپکا نمکخوار — رعب اپنا اگر دکھائی سرکار
لون میان سے اپنے مین جو صمصام — اک ضرب مین دو ہو اگر سام
کچھ اور نہ دل مین و میان لانا — آگاہ ہی مجھسے اک زمانا
یہ سمجھ ہوا اگر امتحان کا دھیان — گر ہی یہی گو یہی ہی میدان
آتی نہین کوئی شیخی کرنا — بھاتا نہین یہ خدا کو غرا
لکھکر غرضی مین یہ مضامین — ملفوف کیا یہ حسب آئین
بلوا کے اوسے وہ نامہ دیکر — فرمایا کہ جلد جا تو لیکر
لیکن پھر کر شتاب آنا — وہ دیو ہوا غرض روانا
پاس اوسکے گیا غرض وہ خوشخو — تسلیم کی دیکے نامہ اوسکو
افراط غضب سے منہ ہوا لال — استادہ بدن کے ہو گئے بال
جب لال پری نے یہ سنا حال — تھرانے لگی وہ زہرہ تمثال
کرتا ہی برابری کا دعوی — ہی اوسکو بھی ہمسری کا دعوی
اب دیکھیے کچھ اوسی کو تقدیر — تا پھر نکرے یہ کوئی تقصیر

انسان کہان کہان پریزاد — پریونکا کرو نہ نام برباد
معشوقونکو یون کوئی ہی لکھتا — پھر آپکو کوئی یون بھی ہی لکھتا
آداب کے بھی خلاف ہی اب — پر غرض یہ صاف صاف ہی اب
منظور فقط ہی خیرخواہی — ہی محض خلاف شان شاہی
بس خوردہ تو ہر کسی کا کھانا — شہزادگی اسپہ پھر جتانا
پریون کا یہی ہی کیا طریقہ — جو کر رہی ہی یہ بے سلیقہ
ہمقوم مین ہو جیسے گا بدنام — بد بات کا نیک کب ہی انجام
اوسپر یہ جفائین اور یہ بیداد — کرتا نہین یہ تو کوئی جلاد
گل کھیلی ہی وہ نگار اچھا — دی ہی یہ اجازت آپنے کیا
اس امر مین ہمسری ہو جو کر دے — تم باپ ہو اوسکے یا کہ بھڑوے
کیا تمنے سمجھ کے خط یہ لکھا — حرمت کا کیا نہ پاس اصلا
پھر اسپہ ارادہ جنگ کا ہی — دعوی یہی پاس ننگ کا ہی
تو شیر سے بھی نہین ہین ہم کم — رستم کا بھی کردین دم مین دم بند
جرأت اتنی منہ پہ کیجیے گا — ہمسے مہرو کو بھیجیے گا
مشہور بہادری ہی اپنی — معروف تہوری ہی اپنی
صولت اپنی اگر دکھاؤن — فوجونکو مین منتشر یون بھگاؤن
اکثر گذرا ہی یہ نظر سے — بچو گر جیسے ہین وہ نہین ہین یہ
اک دیو نہین تھا دیو برق پیکر — تھا نام بھی اوسکا ماہ پرور
شہباز کو جاکے تو یہ دینا — انعام جو کچھ دے تو نہ لینا
اکدم مین وہ قاصد سرافراز — وان پہونچا جہان تھا ملک شہباز
مضمون پڑھا یہ اوسنے جسدم — شہباز ہوا کمال برہم
پاؤن سے وہ شاہ تیلگی تا فرق — آب خجلت مین ہو گیا غرق
فرمانے لگی خدا کی قدرت — لو اوسکو بھی یہ ہوئی لیاقت
قاصد کو دیکھے سنا کیا — بیچارے کی اسمین ہی خطا کیا
قاصد سے کہا کہ جا یہ کہنا — ہم آتے ہین ہوشیار رہنا

قاصد تو ہوا ادہر کو راہی
صیقل لگی ہونے جمد مین پر
یکجا ہوئی فوج جمع جسدم
دہنے تو پیادے بائین سوار
آراستہ ساری فوج جنگی
ہاتھون مین نشان و ہنود ما
کس شان سے ہوہ سواری
تھی یان تو روانگیے لشکر
یان سبز قبانے دل مین ٹھانی
ٹھہرا چکا جس گھڑی یہ تدبیر
ہر فوج ہمارے پاس کمتر
تم سبکی ہر میرے گھر مین دعوت
لازم ہر کہ آنا جلد پہونچو
فی الفور ہوے وہ سب روانہ
آمادہ جنگ تھے بہادر
وہ آئین تو بیچ ہی مین جالو
یارب مرے بھائی کو بچانا
احسان کئے ہین اسنے کیا کیا
مہرو کا بھی ہر نہ بال بیکا

یان حکم ہوا کہ فوج شاہی
رکھی گئی باڑ ہو خنجرون پر
اسباب بھی ہو چکا فراہم
آگے وہ سجے ہوے سپہدار
وہ وردیان سبکی ہفت رنگی
اوڑتے ہوے وہ سپہر زنار
تھی لال پری کی بھی عماری
پہونچا وہان جاکے ماہ پرور
ہمقوم کی کیجے میہمانی
ہر اک کو کیا خط اوسنے تحریر
ہم اوس سے نہ ہو سکین گے سر بر
ہمقوم کی چاہیے حمایت
کھانا وہان کھا دیا بعد یاد ہو
تھا اونپہ جسے ام آپنے مانہ
اک ایک تھا اونمین کے بہادر
چیونٹی کی طرح سے بس ڈالو
ہجر اسکا نہ تو مجھے دکھانا
آرام دئے ہین اسنے کیا کیا
نقصان نہو فوج مین کسیکا

عجلت سے ہوے جو جنگ طیار
نیزے بھی ہر اک نے دیکھ بھالے
القصہ ہوا سوار وہ شاہ
ہاتھی پہ سوار لال شہباز
پھرتا ہوا سر پہ چتر شاہی
ہوتا ہوا آگے آگے ڈنکا
القصہ بآئین تکلف وا فوج
اور سبز قبا سے سب کہا حال
اسطرح سے سبکو جمع کیجے
شہباز کا مرا سامنا ہے
ہان بھائیو ہارنا نہ ہمت
آپہونچا وہ تم بھی جلد آنا
پہونچا جو اونھین پیام دعوت
آئی غرض اونکی اسقدر فوج
اک ایک کے دل مین یہ ارادہ
یان حال غزالہ کا تھا ابتر
آئی جو بلا ہو مجھپہ وہ آئے
سنکو ہوتے مرے اگر برادر
اس قصے کو مینے بالسر چھوڑا

سجنے لگے سب سپاہ ہتھیار
خیمے بھی چوبی سب لگائے
کس شان سے تھی وہ فوج ہمراہ
گھوڑون پہ جلیس یار و دمساز
ڈوبے ہوے لوہے مین سپاہی
آواز وہ اوسکی رعد آسا
راہی ہوا اوسطرف مع فوج
یعنی آتا ہر وہ بد افعال
شہباز کو قتل و قمع کیجے
غیرت کا جہاز تھا منا ہے
واللہ یہ ہر مقام غیرت
خط نہ جنتو ہی ہو جیو روانا
کس کس کی غرض بیان ہمت
اُمڈی جسطرح بحر پر موج
جرأت کرین سب سے ہم زیادہ
کہتی تھی یہ بار بار رو کر
یہ سبز قبا کی جان بچ جائے
قربان مین کرتی اونکو اسپر
اب جوگی کا حال یہ سنو تھوڑا

اضطراب ہمو دن جوگی در خانہ بہر سبب نہ دیدن ونہ خبر یافتن از مقام غزالہ

کس جوش پہ ہر بہار ساقی
بے نشہ ہر چین جیکو کیا خاک
گھبراتا ہر اتو جی ہمارا
اک لمحہ نہ تھا قرار اوسکو
روتا تھا کبھی تو گاہ نالہ

بے مے نہین ہر قرار ساقی
اک عرصہ ہو دخت رز کی ہر
صحبت یہ نہین ہر اب گوارا
سمجھاتے تھے سب ہزار اوسکو
ہر وقت زبان پہ تھا غزالہ

دے جام کوئی کہ جی ہو مسرور
ابکی تو ہمارا قصہ یہ ہے
کہتے ہین کہ جوگی رات و دن
سنتا تھا مگر نہ وہ کسی کی
اک روز کمال آرزو سے

تاریخ خمار دل سے ہو دور
پانی کے بھی بدلے پیچے سے
دیدار غزالہ کا تھا خواہان
بے اونکی حرام زندگی تھی
رو رو کے کہا یہ مشکبو سے

لو لال پری بھی آچکی اب
بیکار ہین رہ کے یان کرو کیا
کل کوچ ضرور ہے ہمارا
ایسے ہوے ہمسو آپ بیزار
کہنے لگین پری وہ بھی پریان
اسوقت مین تمکو چھوڑ دین ہم
اک سبز قبا ہے دیو مشہور
دونونکا باہم مقابلہ ہے
ہے لال پری جو دختر شاہ
قید اوسکو کیا تھا لاکے گھر مین
چھڑ اس لیے کرتی تھی وہ مغرور
کر دیجیے کتخدا اسی سے
وارفتہ غزالہ بھی تھی اوسپر
اوسنے اوسکو بہن کیا تھا
آگاہ ہوے جبکہ وہ پریزاد
لکھ بھیجا جواب صاف اوسکو
جوگی نے سنا یہ حال جبدم
شرمندہ تھے ہم کمال تمسے
کیون اتنا ملال کرتے ہین آپ
ہم اونکے شریک ہین ہر حال
ہے فوج ہمارے پاس کیا کم
جتنی یہ سپاہ ہے ہماری
کام آئیگی کب یہ فوج آخر
سامان سفر بھی سب منگا کر

پر کچھ نہ ہوا بر آر مطلب
اس رنج والم سے ہی مر ان کیا
واجب یہ آیا ہے لے استغفار
ہین ہم تو تمھارے کفش بردار
ہم تینون ہین واسطے تمھیہ قربان
ہم ساتھ ہین تا کہ دم مین ہے دم
گھر سے بھی ہے اپنے اہل مقدور
اسواسطے یہ مجادلہ ہے
عاشق ہے ماہرو پہ وہ ماہ
زنجیر سے باندھ دین ہین شکنین
تاوصل کرے وہ ماہ منظور
مطلب ہین اسکی ہے خوشی سے
بے اوسکے نہ چین اوسکو تھا دم بھر
حد سے بھی زیادہ چاہتا تھا
کی باپ سے اپنے اوسنے فریاد
آمادۂ جنگ ہو گیا وہ
کچھ شاد ہوا تو کچھ ہوا غم
کیا کہتے ہم اپنا حال تمسے
کیون لال پری سے ڈرتے ہین آپ
شہباز تو مسخرہ ہے کیا مال
ہم اوس سے لڑینگے ہوکے باہم
ہے حکم ہمین آپکے پیاری
سر دینے کو سبکے سب ہین حاضر
باہم اوسے تخت پر بٹھا کر

اب مجھکو خوشی ہے کیجیے رخصت
بیفائدہ اپنا یان ہے رہنا
جسوقت سنا یہ مشکبو نے
قدمون سے ہمین جدا نکرنا
تنہا تمھین ہم نجانے دینگے
صحبت تو یہان یہ ہو رہی تھی
شہباز کی اوسپہ ہے چڑھائی
پاس اوسکے ہین دو بشر دلارام
مہرو کو غزالہ سے ہے الفت
کوڑے اوسے مارتی تھی ہر روز
شہباز کا بھی یہ تھا ارادہ
لیکن نہ قبول کرتا تھا وہ
وہ سبز قبا کی میہمان تھی
اک روز پری کے گھر سے آکر
شہباز نے تاؤ پیچ کھایا
مہرو و غزالہ پہ ہے آفت
پریون نے کہا کہ شاد ہو اب
خالق نے پتہ لگا دیا آج
خوش ہو کے ملے وہ دونو خوش خوش
جتنا ہوتا جو رنج اندر
دلمین نہ ہراس آپ کچھ ہو
جیسا انھین چاہین سمجھو آج
جوگی سے یہ کہکے آخرکار
خیمے کیے پیشتر روانہ

طے ہو چکی سب تمھاری حجت
مانا بہت اب تمھارا کہنا
جوگی سے کہا تب اوسنے رو کے
جو جرم کیا ہو درگذر نا
ہمراہ تمھارے ہم چلینگے
ناگہ خبر اتنے مین یہ پائی
فوج اوسنے بھی ہے بہت منگائی
مہرو و غزالہ اونکے ہین نام
صورت سے ہے اوسپہ سبکی نفرت
تھا مورد ظلم و قہر ہر روز
وارفتہ ہے اسپہ یہ زیادہ
تھا نام غزالہ پر فدا وہ
پر ہجر صنم سے نیم جان تھی
مہرو کو وہ لے گیا چھڑا کر
نامہ اونکی طلب مین لکھا
کیا دیکھین دیکھائے اونکو قسمت
ہوا اونکا پتا لگا چلو اب
تمسے ہمین سرخرو کیا آج
بیفائدہ اتنا ہو مشوش
اوس سے بھی کبھی نہوتے باہر
ہمقدم ہین اوسکی بھی ہزارون
ہمسے نہ تکلف اب کرین آپ
سب فوج کو اپنی کرکے طیار
پھر آپ ہوئین اودھر روانہ

رخصت پریزادان مع وزیرزادہ گل پیرہن بجانب سبز قبا و ملاقی شدن آن از غزالہ

ساقی دکھلادے شمع مینا
تا راہ سخن کا ہو نہین بینا

اس فصل مین گو کہ ہون تہیدست
پر صاحب ظرف ہوتے ہین مست

اک صورت غنچہ دل کھلے گا
طالب مطلوب سے ملے گا

طے کرکے غرض مسافت راہ
اوس شہر مین جاکے پہونچا وہ ماہ

جوگی کی خوشی کا کیا لکھون حال
بیحد خوش تھا وہ ماہ تمثال

قسمت کی تو دیکھنا برائی
کسوقت مین وہان ہوئی رسائی

افواج کی بند و بست مین تھا
فکر فتح و شکست مین تھا

اک سمت پہ بحر جا رہا تھا
تدبیرین کہین بتا رہا تھا

ہر جا سے کمک منگا رہا تھا
فوجونکا لگا ہوا تھا تانتا

اوسوقت کمال تھا وہ مضطر
بولا گھبرا کے وہ دلاور

بولی اونمین سے اک پریزاد
سینے تو کہین ہم اپنی روداد

ہم تینون تو قوم کی ہین پریان
یہ ساتھ ہمارے ہین جو انسان

اس مرد ستم زدہ کو حضرت
دیدار غزالہ کی ہے حسرت

گل پیرہن اوسکو کہتے ہین سب
درویشی سے ابتو ہے ملقب

جوگی اسیواسطے ہوا ہے
اب اوسکا یہان پتا لگا ہے

صاحب کی کمک کو آئے ہین ہم
فوج اپنی بھی ساتھ لائے ہین ہم

یہ وجہ ہے اوس سے دشمنی کی
قاتل ہے غزالہ سی پری کی

یہ کہکے گیا غزالہ کے پاس
فرمایا کہ اے امیر سو اس

ہمراہ ہین اسکے تین پریان
کچھ فوج وہ لیکے آیا ہے یہان

کہتا ہے وہ مرد نیک انجام
پہونچا وہ غزالہ کو یہ پیغام

سنتے ہی کہا کہ جلد تر جاؤ
وہ ابن وزیر ہے مرا لاؤ

تسلیم کی چارون نے ادب سے
خوش ہوکے ملی وہ ماہ سب سے

جوگی کو گلے لگا لگا کر
رونے لگی غل مچا مچا کر

مہرو سے بھی پھر ملا وہ ناکام
خوش روح ہوئی تو دلکو آرام

اوس دیو نے خوب کئے تھے احسان
رو رو کے بیان کئے سب اوس آن

اے عینک کیف شب مجھے اب
سوجھے گی کبھی نہ راہ مطلب

احسان ترا کبھی نہ بھولون گا
قیمت مین مین نقد ہوش دونگا

اک جا ہوتے ہین دو بردگی
یعنی کہ غزالہ اور جوگی

جب سبز قبا گئی باغ کے پاس
وارد ہوئے چارون گلشن پاس

کہتا تھا یہ ہر گھڑی وہ مایوس
یارب کہین جلد ہون فتح مسوس

جسوقت کہ شیر پوش ناکام
کرتا تھا لڑائی کا سرانجام

کرتا تھا وہ انتظام لشکر
بھجواتا تھا لوگ مورچون پر

گہ فوج مین بانٹتا تھا لنگر
پھرتا تھا ادھر ادھر وہ مضطر

پاس اوسکے گئے وہ چارون ساتھ
جب سبز قبا سے کی ملاقات

تم لوگ ہو کون نام کیا ہے
کیون آئے ہو مجھسے کام کیا ہے

پر درد ہے داستان ہماری
صورت یہ ہے مہربان ہماری

اس شخص کی ہین کنیزین ہم سب
یان آئے ہین بقصد مطلب

اوس گل کا یہ ہے وزیر زادہ
ان دونو مین ربط تھا زیادہ

برسون ہوئے اونسے یہ جدا ہے
در بدر یہ اوسکو ڈھونڈھتا ہے

ہم تینون ہین اوسکے دل سے عاشق
اور وہ بھی غزالہ کے ہین شائق

ہین لال پری کے ہم بھی دشمن
وہ بھی ہے کمال ہمسے بدظن

اوس دیو نے پایا جب سہارا
فرمایا کہ گھر ہے یہ تمھارا

اک مرد فقیر ہے دل آرام
گل پیرہن اوس قمر کا ہے نام

دروازے پہ باغ کے کھڑا ہے
مشتاق تمھارے ملنے کا ہے

چھٹ پن مین ہے جو کہ سب سے چیلا
حاضر ہے حضور کا وہ چیلا

پھر سبز قبا شتاب آکر
ان چارون کو لیگیا بلاکر

آگے ہی جو دیکھی اوسکی صورت
جوگی کو خوشی ہوئی نہایت

مان باپ کا اپنے حال پوچھا
ہمصحبتون کو کمال پوچھا

حال اپنا کہا غزالہ نے پھر
فرصت نہ دی آہ و نالے نے پھر

پھر کہنے لگی وہ ماہ پیکر
افسوس کی جا ہے اے گل تر

ستم ہمسے لے ہو آگے کسو قسمت — جانو نہ یہ بنی ہوئی ہے جسو قسمت
رنج اور نہیں یہ غم ہے لیکن — ہے سبز قبا ہمارا محسن
اس جنگ پہ فتح یاب ہووے — دشمن اسکا خراب ہووے
اللہ ہے حامی و مددگار — لشکر ہے ہمارا ساتھ جرار
اے عزت ماہ فتح ہوگی — انشاءاللہ فتح ہوگی
فوجیں ہوئیں آکے ایک جا سب

مسرور بھی ہم نہوتے پاہو — اللہ اب آبرو بچاوے
ہر دم ہے دعا یہی خدا سے — محفوظ رہے یہ ہر بلا سے
پریوں نے کہا کہ غم نہ کیجے — تسکین اب اپنے دل کو دیجے
جانیں اپنی لڑائینگے ہم — سیر جرات دکھائینگے ہم
پریوں نے پھر الغرض اسیدم — ہر سو سے سپاہ کی فراہم
سامان لڑائیکا کیا سب

جنگ نمودن سبز قبا با لال شہباز و کشتہ شدن آن [illegible]

ساقی کوئی جام مے پلادے — پھر جا ہے تو شیر ہو لڑا دے
کیا آج ہے ولولہ ہے دلیں — جرات ہے ہماری آب گل میں
نامرد بھی سنکے مرد ہو جاوے — رستم کا فسانہ گرد ہو جاوے
بزدل جو ہو وہ دلیر ہو جاوے — روباہ مزاج شیر ہو جاوے
اس ڈھنگ سے ہو بیان لڑائی — سامع کہیں واہ رے صفائی
جانبازوں کی یہ بھی داستان ہے — آرائش جنگ کا بیان ہے
جرار و دلیر وصف شکن سب — دریائے سلح میں غوطہ زن سب
ہوتی ہوئی چھیڑ چھاڑ باہم — کرتے ہوئے سب نگار باہم
نشہ میں بہادری کے سرشار — جام مئے مرگ کے طلبگار
تیروں کے وہ ہاتھ جب ہلاتے — مریخ سے آنکھ سب ملاتے
چشمک آپس میں کرتے جاتے — تلواروں کو تول کر دکھاتے
زوروں پہ چڑھے ہوئے تھے وہ سور — رستم سے بڑھے ہوئے تھے وہ سور
اس فوج کا دیکھو دیکھ کر دل — اک شہر میں پڑ گئی تھی ہلچل
اک ساکن شہر کا تھا ریلا — گویا کہ لگا ہوا تھا میلا
کیا کیا تھا جوان ان میں رعنا — اک قدرت حق کا تھا تماشا
دولہا تھے جری بنے ہوئے سب — مشتاق عروس مرگ تھے سب
تلواروں کے قبضے چومتے تھے — کیف جرات سے جھومتے تھے
جنگ اپنی انہیں دکھائیگی آج — تلواروں کو منہ یہ دکھائینگے آج

رندوں کا ہے جنگ کا ارادہ — ہو برہنہ تیغ موج بادہ
لوں میانسے اب میں تیغ خامہ — اس رنگ سے لکھوں جنگ نامہ
ہر ایک کو شوق جنگ ہووے — زن کے دلیں امنگ ہووے
کان تیغ زبان دکھادے جوہر — اب نیزہ کلک کو علم کر
سہراب کی روح سننے آوے — بیژن کی بھی جنگ بھول جاوے
کس شان سے آئی فوج شہباز — ہر ایک تھا ان میں مرد جانباز
آگے تو سوار لال شہباز — اور گھوڑوں پہ پیچھے سارے جانباز
چہلیں آپس میں کم سنوں کی — طرز و تشنیع ہمسنوں کی
اوستاد سپہ گری کے فن میں — یکتا اک ایک بانکپن میں
آپس میں قرولیاں وہ کرنا — گھوڑونکو نچاوروں پہ مرنا
جوشن میں وہ چار آئینے میں — سب موت کے تھے معائنے میں
تھی لال پری سوار پیچھے — کچھ فوج کی تھی قطار پیچھے
ہر مرد شجاع نعرہ زن تھا — کوٹھوں پہ ہجوم مرد و زن تھا
کثرت فوجوں کی کیا میں لکھوں — فوجیں مور و ملخ سے افزوں
واں سبز قبا کی فوج میں بھی — طیاری جنگ ہو رہی تھی
اک کرتا تھا مشق نیزہ بازی — چمکاتا تھا کوئی اپنا تازی
بیچیں دلوں میں تیغ زن تھے — مردانہ زبان پہ یہ سخن تھے
سینوں میں ہمارے تا کہ ہیں دم — تلواروں سے منہ نہ موڑینگے ہم

یہ تاب نہ لائینگے ہماری
جبتک کہ نہ قطع دست و پا ہون
جرات مین نہ مرتے دم بھی فرق آئے
یہ جان لو جب و تبھا ہین سوال
نامرد ہین سب یہ کیا لڑینگے
سُن سُنکے یہ گفتگوے لشکر
فوجین ہوئین الغرض صف آرا
پھر جوش مین ہر دلیر آیا
ہان غازیو آج نام کرنا
کس باپکے بیٹے ہو دلیرو
تم بھی کرو اونکا نام روشن
دنیا ہے فقط سراے فانی
رستم ہی نہ اب نہ سام باقی
نام اپنے بزرگون کا نہ کھونا
تلوارون کے تلے انکو دھرلو
مردونکو فقط ہے نام درکار
دیکھو یہی وقت امتحان ہے
لڑنا اسطرح ہوکے بشاش
سنکر یہ کلام ننگ و غیرت
اتنے مین ادھر سے ایک سرکش
ہان ہے کوئی تم مین ایسا جرار
نکلا پھر ادھر سے ایک جانباز
مے بیان سر کچھ جو حوصلہ ہو
دی دوسرے کو جب اوسنے آواز
مین بانگین ادھر بھی سنو جھپٹ کے

سو سو پہ ہم ایک کیون ہین بھاری
ممکن ہے کہ اسپ سے جدا ہون
نیند آنکھین ہون ہاتھ پر چلانے کے
اس وار سے تو چکے ہین ادس پار
ہم صورت برق جا پڑینگے
اوس دیو نے دلین شاد ہوکر
اور اسلحہ رزم کو سنوارا
پھر وہ بھی برنگ شیر آیا
رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
کن شیرونکی شیر تم ہو شیرو
ایسا ہو خندہ زن ہو دشمن
یہ عاریتی ہے زندگانی
دنیا مین فقط ہے نام باقی
جرار ہو نہ آبرو ڈبونا
کرنا ہو تو آج نام کر لو
نامرد ہین نان کے طلبگار
رستم تم مین ہر اک جوان ہے
روح رستم کہے کہ شاباش
آئندہ مردونکا بجھ جرات
چمکاکے برنگ برق ابرش
روکے جو ہار آن کر جار
دی آکے یہ اوسنے اوسکو آواز
آ میرے ترے مقابلہ ہو
کھسیانی ہوئی سپاہ شہباز
بس ہوگئین دونون فوجین خشتہ

سر گیون نہ ذرا جو سر کٹ جائین
ہر دلمین یہ انپر عزم بالجزم
ہم جو ہر تیغ انکو دکھائین
للکارونمین انکو ڈانٹ لینگے
یہ ہے ہمسے بھی اب سوا ہین کیا مرد
آراستہ اپنی فوج سب کی
نقارہ جنگ پر پڑی چوب
سرکردہ نے جب کہا یہ گڑھ کا
اسوقت نہین درنگ لازم
تلوار کی آنچ جھلکی ہے دھاک
سب فضل خدا سے ہو لاور
اس نسبت کا اعتبار کیا ہے
کل مالک تاج جو تھے سو آج
سر تیغ کے نیچے آج رکھنا
دکھلاؤ تو اپنی تیغ رانی
ہان نامورو نہ جھجکنا آج
جرات کی کسوٹی ہے میدان
سمجھو نہیں اپنے سرخرو ہو
القصہ بڑھے ادھر سے جرار
تلوارونمین دکھا دکھا کر
ہم وہ ہین جو تیغ میانسے نین
وہ ہم ہین کہ تو ہے کیا جو ہو شیر
یہ کہہ کے جھاری ایک تلوار
پھر فاتحہ پڑھکے سب نے یکبار
چلنے لگی پھر تو خوب تلوار

کوچے کا ئین قدم جہت جا مین
ہو صحبت رزم صورت بزم
اس جنگ مین جان ہم لڑا ئینگے
ہتیارونکے حصے بانٹ لینگے
کب شیرونکو منھ پھرے ہین نامرد
اللہ سے پھر مدد طلب کی
نظرونمین ہوا جہان شب
دل مردونکا بہر جنگ پھڑکا
ہر کوشش نام و ننگ لازم
مشہور جہانمین تھے جو سفاک
مرنا اک روز ہے مقرر
مجبورونکا اختیار کیا ہے
اک سورہ مثل سے ہین محتاج
ہمقوم کی اپنے لاج رکھنا
ہان دیکھین تمہاری جانفشانی
نامردونکے پیچھے تھو کنا آج
کھلجاتا ہے حال ایک ایک کا یان
اور نامورون مین آبرو ہو
تھی جنگ پہ وان بھی فوج طیار
للکارا یہ رزم گہ مین آکر
یہ ہم دم مین صفونکو کر دین
دم مین کرین اوسکو زیر شمشیر
دو ہوگیا دم مین وہ بدا طوار
جھنجھلا کے اوٹھا سرا پنے ہو کر
اوسوقت بکولی اوٹھ سو ہا دا سا

گزرہ نکی تو تھی کسی طرف مار
گھمسان کی چل رہی تھی تلوار
خالی ہوئے تیر و نکے بھی ترکش
پیغام اجل تھی اونکی صمصام
کس شان سے لڑتے تھے دلاور
اقبال تو ماہرو کا دیکھو
کشتون پہ تڑپ رہے تھے کشتو
ناگاہ بگڑ گئی لڑائی
کس حسن سے اوسنے روک کر وار
تڑپا بھی ذرا نہ وہ بد اطوار
غل فوج مین پڑگیا یہ ایکبار
اوسدم ہوئی فوج سب پریشان
نقارہ فتح یان بجایا
ہاتھ اونکے لگی بہت غنیمت
پھولے نہ سماتی تھی غزالہ
زخمی جو لڑائی مین ہوئے تھے
منصب دیا اک کو ایک کو راج
کرتے تھے دن بھر تو حکمرانی
جلسہ رہتا تھا ایک دن رات
ملنا وہ کبھی کبھی رکاوٹ
جھڑکی کا کبھی وہ طعنہ دینا
اوسکا بھی وہ تیوریان بدل لینا
ہوتی کبھی اختلاط باہم

تلوار پہ پڑ رہی تھی تلوار
تیرونکی کسی طرف تھی بوچھار
مارے گئے سیکڑون ہی سرکش
برق خاطف کا کرتی تھی کام
اللہ تعالیٰ نصیر و یاور
وان دس ہوئے قتل تو یہان دو
لاشونکے لگے ہوئے تھے پشتے
شہبانہ کی موت جبکہ آئی
مارے جو لپک کے ایک تلوار
دم مین ہوئی [illegible] النار
لو مار لیا اب اونکا سردار
ٹھہرے نہ قدم کسیکے پھر وان
مرہم دل ریش پہ لگایا
سبکو ہوئی لوٹ وہ غنیمت
کرتی تھی بہت خوشی غزالہ
ہونے لگے پھر علاج اونکے
سردارونکو بخشا تخت اور تاج
شب کرتے بسر بشادمانی
کس عیش سے کاٹتی تھی وہ رات
ہر بات مین ہر گھڑی لگاوٹ
وہ چٹکیان اوسکی دلمین لینا
گرمی ظاہر مین دلمین جلنا
ہوتی تھی کبھی ارتباط باہم
گردش جو فلک نے پھر دکھائی

برچھا مارا کسی نے ہٹ کر
مارا جسکو خدنگ خونخوار
ہر اک پہ پڑی یہ تیغ گہری
اللہ رے تیغ کی روانی
مرنے کا نہ خوف انھین تھا مطلق
مین کیا کہون رنگ معرکہ کیا تھا
جنگاہ مین بحر خون رواں تھا
اوسوقت بڑھا کے اپنا گھوڑا
دو ٹکڑے ہوا وہ لون ناپاک
اک شور تھا چار سو کہ احسنت
یان جانے نہ پائین اب بدخو
لے سر کے لڑے ہے کوئی کب فوج
بجنے لگے پھر تو شادیانے
اوسوقت تھا شاد کیا ہی مہرخ
خوش سب تھے اتنین تینون پریان
انعام دیا دلاورون کو
پھر عیش مین سب کے ہو وہ مشغول
ہر طرح کا عیش اونکو تھا حاصل
جھکی پہ وہ مشکبو کا مرنا
وہ ناز و نیاز مشکبو کا
ہر بار دکھائیان جتانا
چہلین کبھی گاہ قہقہے تھے
تقدیر کی دیکھنا بدی کو
راحت پہ اونھین نہ راس آئی

بڑھکر مارا کسی نے خنجر
سینہ سے دو سار تا بہ سوفار
سر پہ پڑی تبر تنگ ٹھہری
جسپر پڑی پھر نہ مانگا پانی
ناحق ناحق ہے اور حق حق
میدان وہ دشت کربلا تھا
اوس فوج مین شور الامان تھا
اک سبز قبا پہ ہاتھ چھوڑا
گر گر گھوڑے سے بر سر خاک
خرسند ہوا بہت وہ ساونت
ٹاپونکے تلے اب اونکو روندو
آخر کو ہوئی فرار سب فوج
رحم اون پہ کیا غرض خدا نے
اک شور تھا تہنیت کا ہر سو
جوگی بھی مثال گل تھا خندان
خلعت ملی اونکے افسرون کو
پھر روز بڑھا یہ اونکا معمول
تھا جمع ہر ایک فن کا کامل
اور چھیڑ کے گفتگو وہ کرنا
وہ چھیڑنا اوسکو ماہرو کا
باتون مین کبھی اوسے بنانا
بلبل کی طرح سے چہچہے تھے
دو دن بھی رہے نہ عیش ہمدو

رفتن لال پری در خانہ خواہر خود یعنے فرخندہ پری و برپا ساختن بزم ماتم

بعد آن فرخندہ پری وزدیدہ بردن ماہ رو را

ساقی چلے کوئی جام کا دور
جب لال پری شکست پاکر
تھا ایک تو ہجر یار کا غم
افزونیے کاہش جگر تھی
وان رہتی تھی ایک اوسکی خواہر
عیاری کے فن مین تھی نہ مشتاق
پیٹی بہت اپنا سینہ و سر
اس سانحہ سے ہوا یہ اظہار
آآکے دیا ہر ایک نے پرسا
ہر لحظہ تھا جوش بیقراری
کہنے لگی وہ گلے لگا کر
جاتا ہی کہان وہ لاکھ بھاگے
بدلا ترا اوس سے لیتی ہون مین
تیر آنکھون مین دل کرونگی ٹھنڈا
یہان عیش پہ تھا ہر ایک مائل
عمرو و غزالہ ایک جا تھے
اک گوشے مین ٹھہری آکے دم بھر
عشرت مین جو سبکو محو پایا
ہر سو کرکے نگاہ اوس نے
یون آئی گئی وہ ماہ طلعت
پشتارہ اوٹھا کے بہرہ گلپوش
پشتارے کو لیکے وہ جفا کار
پہر لال پری کے پاس آکر
معشوق کی دیکھتے ہی صورت

پیلون مین شراب تھوڑی سی دی
بھاگی جان حزین بچا کر
اور دوسرے باپ کا تھا ماتم
ہردم سوے آسمان نظر تھی
سب اوس سے کہا یہ حال جا کر
سحر و جادو مین بھی بہت طاق
کہنے لگی روکے وہ گل تر
اقبال گیا اب آیا ادبار
چالیس دن اوسنے سوگ رکھا
ہر وقت فزون تھی آہ و زاری
قربان ہو تجھپہ جان خواہر
قتل اوسکو کرونگی تیرے آگے
تقدیر اوس سے کیسی پھرتی ہو نہین
ارمان نکالیو سب اپنا
تھی شعبدہ فلک سے غافل
سب لوگ غرض جدا جدا تھے
بصورت سبز پوش بن کر
بیہوشی کو اوسنے پھر اوڑایا
منھ جسکے کیے سیاہ اوسنے
دیکھی نہ کسی نے اوسکی صورت
اوس بزم سے نکلی صورت ہوش
راہی ہوئی اپنے گھر کو یکبار
کہنے لگی اوس سے وہ ستمگر
بیہوش ہوئی وہ ماہ طلعت

پھر ورپئے عیش سامان ہر
حال اوسکا بیان سے ہی باہر
دن رات تھا رونے سے سروکار
کچھ فوج کو اپنے لیکے ہمراہ
فرخندہ پری تھا نام اوسکا
شہباز کا سنکے مارا جانا
یہ بھی ہی خدا کی شان صاحب
ماتم کی صف اوسنے پھر بچھائی
پر لال پری کا تھا عجب حال
فرخندہ پری نے جب یہ دیکھا
کیون کھوتی ہی جان کو مفت کھا
غم کھانے سے رات دنکی حاصل
چن چن کے اک اک کو لاؤنگی مین
یہ کہہ کے چلی وہ شعبدہ باز
خطرہ نہ کسیکا کچھ نہ ڈر تھا
وارد ہوئی اتنے مین وہ پرفن
جسجا پہ غزالہ کی تھی محفل
دم بھر مین بصورت قدح نوش
عمرو کو غزالہ سے چھڑا کر
اندر باہر جہان رہی وہ
یہ بھی نہ کسی نے اوسکو جانا
گلزار ارم مین آن پہونچی
بولی مین تمہارا چور لائی
دم بھر کے جو بعد ہوش آیا

برہم کوئی دم مین یہ سمان ہے
اک کوہ ستمگر اتھا اوسپر
تھمنے سے بچے کبھی نہ چشم خونبار
گلزار ارم کی اوسنے لی راہ
اوس جا تھا عمل تمام اوسکا
اور اوسکا شکست فاش پانا
رونا اونا ہون ہمیشہ غالب
ہر قوم نے حاضری منگائے
دل ناوک رنج سے تھا غربال
سمجھی کہ ردی ہی حال اسکا
مین لائی ہون ماہرو کو جا کر
لو دیکھ لو اسے پری شمائل
سولی پہ ابھی چڑھاؤنگی مین
لی وان سے برنگ صید پرواز
اس دن سے ہر ایک بیخبر تھا
عیاری کا منھ پہ مل گئے روغن
وان آئی وہ رشک ماہ کامل
وہ بزم ہوئی تمام بیہوش
باندھا پشتارہ اوسکا لاکر
مانند نظر نہان رہے وہ
یان آیا تھا کون لیگیا کیا
لیکن اک دم مین آن پہونچی
منھ مانگی مراد اسنے پائی
خوب اوسکے اوسنے گلے لگایا

ہشیار ہوا جو ماہ رو وان
اور سامنے اک پری کھڑی ہی
تب لال پری نے دی یہ آواز
گر جانتی ایسا بیمروت
دیتی جان تو اشتیاق مین ہم
دلین تو نہ ہمسے کچھ ڈرو تم
جو باپ کو میرے تمنے مارا
وہ شہر قبا کمان ہی اسوقت
دکھ دے ترے اوسکو بھی سزا دون
لیلا افسوس کرینگے اوسدم
سب یار جیون اگرچہ ہمر کر
ذکر اوسکا کر اکے ذرا ادب سے
اب تو بھی ہی چاہنے کے قابل
دیوانی ہوئی ہی ای پری تو
بیٹھا ہی یہ تیری مجھسے کاوش
سنکر یہ کلام ماہ رو سے
اب ہی نئے غزالہ کا فدا حال
اور ان سکو ہوئی کمال حیرت
لیکن نہیں وہ ہاتھ آیا
جو شخص تھا مورد محن تھا
کچھ صورت نہیں تنکے چھتی
کہتا تھا ہر ایک اہل صحبت
بیچاری کمال تھی غزالہ
سمجھتے یہ ہماری رشک آیا
ظالم یہ کہیں ستم سنا ہے

دیکھا اوسنے یہ اپنا سامان
غصے مین مگر بھری کھڑی ہی
صاحب آنکھیں ذرا کرو باز
واللہ کبھی نہ کرتی الفت
گھل گھل کے مرین فراق مین ہم
پھر ہمسے مقابلہ کرو تم
کیا حال کرون مین اب تمھارا
وہ ماہ لقا کہان ہی اسوقت
اور آتش قہر مین جلا دون
پھر آپھنسے اسکے دام مین ہم
تو بھی رہون مین شاد اوسپر
لے نام غزالہ کا ادب سے
معشوقہ نہیں ہوتی ہی تو شامل
امید نہ رکھیو یہ کبھی تو
بیفائدہ کرتی ہی تو کوشش
بیکر گھونٹ الغرض ہوکے
بعد اوسکے پری کا شیشی کا حال
برپا ہوئی اوسدم اک قیامت
خبر داغ فراق کچھ نہ پایا
سب نشہ غزالہ کا ہرن تھا
لیلی کی طرح سے سر کو دھنتی
یارب رہے ماہرو سلامت
کستی تھی یہی یا جو و نالہ
دم بھر کا نہ عیش تجھکو بھایا
دونون کو یہ عیش کی سزا ہے

اک طرفہ بلا مین مبتلا ہون
بند آنکھیں کہین یہ سمجھ کے یکبار
دیکھو اودھر آنکھ چار کرکے
یون ہمسے تو منھ چھپا کے جانا
اور گرم غزالہ کا ہو پہلو
تبلائیے تو یہ مجھکو صاحب
لون باپ کا اپنے تمسے بدلا
ہو شرط کہ اے نگار عالم
جب لال پری کی دیکھی یہ صورت
کہنے لگا اوس سے پھر وہ خوش خو
تو جانتی ہی کہ مین بھی کچھ ہون
عاشق کہین مرنے سے ہین ڈرتے
اتنی ہوئی تیری بھی لیاقت
تو لاکھ کرے جفا یکن مجھپر
واللہ عبث ہی تجھکو یہ دھیان
کچھ سوچکے دلین آخر کار
وان لوگونکو جبکہ ہوش آیا
آخر کو ہوئی تلاش مہرو
دل غم نے لیا ہر ایک کا گھیر
وہ شیرین جمال کرکے فریاد
سمجھا دلپہ ہر اک کے داغ اوسکا
محفوظ رہے وہ ہر بلا سے
اے چرخ یہ کیا کیا ستم ہی
کیا تجھکو غرض ہی تجھسے جلاد
آفت مین رہن پھنسا دیا پھر

زنجیر نہین طوق مین پھنسا ہون
یہ خواب ہی یا کہ ہون مین بیدار
بچھتائی ہین تمکو پیار کرکے
اور لطف غزالہ سے اوٹھانا
انصاف یہی ہی اے سمن بو
یہ آپکو تھا بھلا مناسب
تبلاؤ کرون تمھین سزا کیا
بلوا کے غزالہ کو اسی دم
سمجھا کہ پھر آئی ہم پہ آفت
خاموش یہ گفتگو نہ کر تو
تو حور بھی ہو تو مین نہ تجھکو مانون
سر دیکے عاشقی ہین کرتے
جو تجھسے کرون مین دلسے الفت
پر وصل نہ ہو سکیگا میسر
نکلے گا کبھی نہ تیرا ارمان
چپ ہو رہی بس وہ ماہ رخسار
محفل مین نہ ماہرو کو پایا
ڈھونڈھا لوگون نے اوسکو ہر سو
نظرون مین ہوا جہان اندھیر
سر پھوڑتی تھی برنگ فرہاد
پایا نہ کہیں سراغ اوسکا
پھر آ بیٹھے اپنے دربار
اتنو نہ سہے کہین کی ہم ہاے
تو دیکھ سکا نہ چار دن شاد
روئی قسمت دکھا دیا پھر

تھی وہان تو غزالہ سخت مضطر
کی اسنے یہ قدر جانفشانی
یہ رشک اوٹھایئے کہان تک
مرنا ہر روز کا مرے کون
جان اپنی کرین فدائے دلدار
کیا فایدہ ایسی زندگی سے
تحسین کرے ہمکو اک خدائی
اتنا تو وہ سمجھے اپنے جی مین
جو کوئی کسی سے دل لگائے
بلوائین غزالکو بھی اوسدن
شادی سے زیادہ ہو تقریب
لکھکر القاب الفت انگیز
اے گوہر بحر آشنائی
اے مرہم زخم سینہ ریشان
مہ رو جو ہمارا دلربا ہے
جو جو اوسنے ستم کیے ہین
رسوا کیا دربدر پھرایا
لڑوائی اسی نے یہ لڑائی
تفرون نے مری برابری کی
دل آتش رشک سے جلایا
اوسکے لیے ہمنے مشفق من
ہمقوم مین زرد رو ہوئی مین
کی لاکھ طرح اطاعت اوسکی
سو اوسکا وہی ہے حال ابتک
صدمہ نہین اور کا گوارا

یان لال پری نے تنگ ہو کر
برباد ہوئی مری جوانی
غم ہجر کا کھایئے کہان تک
فرقت کی مصیبتین بھرے کوئی
مشہور رہون ہم بھی تا وفا کو
باز آئے ہم ایسی عاشقی سے
مشہور ہوا اوسکی بے وفائی
بیشک کامل تھی عاشقی مین
میرا اوسے قصہ یاد آئے
اور دیکھو وہ ہے جو اوسکا محسن
گلزار ارم نے سراندیپ
مضمون لکھا یہ درد آمیز
وے رونق بزم دلربائی
وے غنچہ داغ صبر کیشان
جسکے لیے ہمنے گھر تجا ہے
صدمے ہمین جسقدر دیے ہین
آٹھ آٹھ آنسو سدا رولایا
گھر بھر کی ہوئی ہے صفائی
ادنا ادنا نے ہمسری کی
اکدن بھی اسے ترس نہ آیا
اپنون کو بنایا اپنا دشمن
جز گریہ نہ اکدن ہنسی ہین
لیکن نگئی محبت اوسکی
دیتا ہے ہمین ملال ابتک
اسواسطے قصد ہے ہمارا

ٹھہرائی جدا اپنے دلمین تدبیر
کچھ مجھسے نہین اسے محبت
ہر روز کا رنج سہیے تا کے
اب جان ہے ہمیدہ وہ بیدل
عشاق جہان مین تمام ہووے
اوسکو بھی ہو جب یقین الفت
شرمندہ ہو دلمین کچھ وہ ناقدر
چرچا کرے اک زمانہ اپنا
لیکن خفیہ نہ جان دیجے
تا وہ بھی تو سمجھے تھی یہ عاشق
ٹھہرا کے یہ دل مین اپنی تدبیر
عشاق نواز و مہربانا
اے بلبل گلشن محبت
من بعد سلام ملتمس ہون
حال اوسکا تو تمپہ سب کھلا ہے
وہ بھی تمپر ہین آشکارا
کی بات ملال سے ہمیشہ
مارا گیا باپ بھی ہمارا
محکومون نے ہمپہ فتح پائی
کیا کیا ہو بیان ملال اپنا
رسوا ہوئی آبرو گنوائی
گھر بار سے اپنے منھ کو موڑا
فرخندہ پری کی جستجو سے
کرتا ہی کمال کج ادائی
معشوق کو قتل کیا کرین ہم

اپنا ہوا یہ شوخ بے پیر
گر ہو تو غزالہ سے ہو الفت
فرقت مین ہلاک رہتی تا کے
اس سے تو یہی ہے بہتر اے دل
جھگڑا ہی چکے اب تمام ہووے
اوسوقت تو آئے کچھ مروت
اوسدم تو کرے مری ذرا قدر
مشہور رہے فسانہ اپنا
اوس روز بس ایک جلسہ کیجیے
ایسا ہوتا ہے عشق صادق
رقعہ کیے سب کو اوسنے تحریر
غمخوار و شفیق و قدر دانا
شیرازہ نسخہ مودت
باہم الفت ہو روز افزون
جیسا کہ وہ شخص بیوفا ہے
ظاہر ہے مرا بھی حال سارا
ترسایا وصال سے ہمیشہ
یہ مفسدہ تھا اسی کا سارا
کیا کیا ہمنے ہتک اوٹھائی
ہے قابل گریہ حال اپنا
ذلت ہمچشمون مین اوٹھائی
پر اوسنے غزالہ کو نچھوڑا
اب پھر مین ملی ہون ماہرو سے
اوٹھیگا نہ اب غم جدائی
بہتر ہے یہی کہ جان دین ہم

تا سب پہ مری بھلائی کھلجائے
شاعر کرین یہ بھی قصہ تصنیف
دکھلائیے سیر جان نثاری
گھل گھل کے نہ شمع سان مین جان دی
بات آج بیان نئی ہوئی ایک
بلبل بھی نہ گل کا دم بھرے پھر
جو کوئی سنے نہ تاب لائے
اس رقعہ کو دیکھتے ہی آنا
رقعے تو گئے اودھر روانا
پر ہر روش چمن کے اوپر
ہر حوض گلاب سے ہو مملو
ہر درجہ ہو عطر سے معطر
الماس کی ہون وہ جھاڑ مرد رنگ
سب نقرئی گردشیان ہون
جب جمع ہوے تمام مہمان
جنت کیطرح وہ باغ پر نور
مسّی کی جمی ہوئی وہ دھڑیان
سرمے کی وہ انکھڑیونمین تحریر
نکلے ہوئے وہ غضب کے سینے
اطلس کے وہ سرخ پایجامے
آفت کی کمر غضب کا کولا
پرسین آسن کی قہر دلکش
اک ایک مین ہو تو نکلا تھا کام
وہ آب روان کی تنگ انگیا
آراستہ بزم ہو چکی جب

معشوقونکی بیوفائی کھلجائے
تم سبکو جو دی تھی مینے تکلیف
ظاہر کیجے وفا شعاری
پروانہ صفت فدا کرون جان
آدم پہ پری ستی ہوئی ایک
قمری بھی نہ سرو پر مرے پھر
افسانۂ قیس بھول جائے
کرنا کوئی نہ تم بہانا
یان اوسنے یہ اپنی دلمین ٹھانا
کترا ہوا بادلہ ہو یکسر
ہر سمت ہو عطر فتنہ کی بو
ہر سو ہون چنگیرون مین گل تر
مینائے فلک ہو دیکھکر دنگ
الماس کی ساری شمعدان ہون
اوسوقت ہوا عجیب سامان
ہر ایک پری وہ غیرت حور
اور اوسپہ وہ رنگ سرخی پان
گویا کف ترک مین ہے شمشیر
اور تارکشی کی وہ دوپٹے
اور طول وہ اونکے پائنچونکے
سانچے مین ڈھلا ہوا سراپا
دل نیفی کی سلوٹون پہ ہو غش
خال اونکی تھی مرغ جان کو دام
اوسپر وہ ابھار چھاتیونکا
یہ شہرہ قبا کو بھی لگا تب

مشہور ہے یہ نہین بھی عاشقونمین
مطلب اس سے ہے مرا اتنا
مجمع مین ہے لطف جانفشانی
تا اہل زمانہ کو ہو عبرت
ہرگز نہ اوٹھی جفائے معشوق
پروانہ نہ شمع کا ہو دلسوز
یہ لکھ کے لکھی پھر اونکو تاکید
صحبت ہے یہ یادگار صاحب
اسطرحکا باغ یہ سجا کے
ہر نخل تمامی سے منضد معا ہو
آراستہ یون ہو قصر گلشن
ہر ایک جگہ ہو فرش مخمل
شہرونپہ تمام روشنی ہو
اوس ماہ نو الغرض اوسی طور
پریونکی وہ غش میان گلشن
زلفین تو سیاہ رنگ گورے
موباف وہ چوٹیونمین زرتار
پر نور وہ اونکے دست رنگین
تار اونکا ہر ایک تھا وہ پر نور
اطلس تھی وہ دیکھنے کے قابل
پیڑو کا ابھار قہر و آفت
لچھونکے ازار بند بھاری
اونکو نہ ازار بند کھینچے
چھاگل کی وہ گھونگھرو کی آواز
اسے ضیغم بیشۂ شجاعت

ہو نام مرا بھی صادقونمین
دے جان بلا مری با خفا
منصف کرین اپنی قدردانی
ہو جائے جہان مین یہ شہرت
آخر کو ہوئی فدائے معشوق
افسانہ ہوا ایسا اپنا دلدوز
ہمکو ہے کمال حسرت دید
ہے آپکا انتظار صاحب
جو باغ ارم کو اسپہ رشک آئے
نگیرا بھی پر زر اک کٹہرا ہو
ہوتا ہے دولھن پہ جیسے جوبن
ہر سمت لگین ہون میز و کل
لیکن سر شام روشنی ہو
سجوایا وہ باغ و قصر فی الفور
وہ اونکے نکھار اور وہ جوبن
نشہ کے وہ انکھڑیونمین ڈورے
تابندہ برنگ برق ہر تار
چھلے بھی وہ پورونمین نقش تھی
تھی تار نگاہ دیدۂ حور
کب اطلس چرخ ہو مقابل
برپا ہو خرام سے قیامت
کس نور کی اونمین دستکاری
زیبا ہے شکار بند کھینچے
عشاق کے دلپہ برق انداز
جرار و ننگ عجز جرات

ہو بعد سلام شوق معلوم
مشتاق کمال ہے یہ مغموم

مجھکو نہیں اب ملال تم سے
امید ہے بل کمال تم سے

اس رنج سے درگذر کرو تم
میں چھوٹی ہوں اور بزرگ ہو تم

اس خط کے پہونچتے ہی تم آنا
ہمراہ غزالہ کو بھی لانا

تصدیعہ جو آپکو دیا ہے
جلسا نیا مینے اک کیا ہے

مہرو بھی تمہارا یاں ہے موجود
دل کیجئے اس سے آکے خوشنود

لیجائے غزالہ اسکو یاں سے
اپنا تو سفر ہے اس جہاں سے

غارت ہوں جو اب جلوں کسی سے
مطلب مجھے اسکی ہے خوشی سے

منظور مجھے نہیں دغا ہے
ضامن مرے آپکے خدا ہے

جب پہونچا وہاں یہ رقعہ جاکر
وہ بولا غزالہ کو سنا کر

از خود ہے وہ صلح کی طلبگار
پھر آپکو اسمیں کیا ہے انکار

اب ہمسے دغا نہ وہ کریگی
کچھ خوف خدا نہ وہ کریگی

تو میری طرف سے جاکے کہیو
ہم آئینگے خیر اسمیں جو ہو

القصہ وہ دیو اور غزالہ
اسوار ہوے باہ و نالہ

آلودۂ غم تھی جو وہ غمناک
تبدیل بھی کی نہ اوسنے پوشاک

جا اوسکی طرف نگاہ کرتا
بیساختہ ایک آہ بھرتا

اسپر تو فدا ہے جان عالم
بیشک ہے یہ دلستان عالم

پھر لال پری وہاں سے اوٹھی
حمام میں بہر غسل آئی

تسبیح گلے میں ایک ڈالی
اور مانگ بھی بالوں میں نکالی

کافور لگایا سب بدن میں
کچھ عطر بھی مل دیا کفن میں

جسم اپنا چھپا کے سب کفن میں
وہ شمع رخ آئی انجمن میں

اک ہاتھ میں اوسکے خنجر تیز
اور ایک میں جام سم سے لبریز

وان ناچ کا شغل ہو رہا تھا
غل ساز طرب کا جا بجا تھا

جو کچھ ہوا سو ہوا چلو خیر
کچھ تم بھی نہیں ہو مہربان غیر

منظور خدا تھا یوں ہی جناب
پر تمکو بھی اب ہے یہ مناسب

آپسکا یہ اب حجاب اوٹھ جائے
پھر رنج نکوئی درمیان آئے

دیدار کی ہوں کمال شائق
الفت مجھے آپ سے ہے مشفق

صحبت ہے یہ دیکھنے کے قابل
تم بھی ہو ضرور آکے شامل

الفت ہے مری سے اوسکو انکار
مجھکو بھی نہیں کچھ اب سروکار

وہ وصل سے اسکے شادمان ہے
یہ خوش رہے مہربان جہان ہے

مہرو ہو غزالہ کو مبارک
اور بندی کو قبر ہو مبارک

تشریف اگر نہ لائیے گا
جیتا ہمیں پھر نہ پائیے گا

کیا اسمیں صلاح ہے تمہاری
بولی وہ محو بیقراری

مرتی ہوں نہیں مجھپہ رحم کھاؤ
جسطرح ہو چل کے اوسکو لاؤ

مرضی غزالہ اوسنے پاکر
قاصد کو دیا جواب آکر

انکار ہمیں نہیں ہے لازم
ہر وقت ہم آپکے ہیں خادم

وان آئی جہاں وہ انجمن تھی
آراستہ عورت چمن تھی

کپڑے میلے تھے یوں بدن میں
جسطرح سے چاند ہو گہن میں

سب کہتے یہ حسن قدرتی ہے
ہے اسکی کنیز جو پری ہے

جسوقت کہ جمع ہو چکے سب
ہونے لگا ناچ گانا وان تب

وہ رشک قمر نہا چکی جب
پہنا کفن اوسنے گیروا سب

بالونکو بھی کر دیا پریشان
حسن اوس سے ہوا مگر دو چندان

عمامہ بھی باندھا اوسنے سر پر
اور گیروی اوڑھی ایک چادر

لیکن اس رنگ سے وہ آئی
حیرت جو وہاں ہر اک پہ چھائی

اک لونڈی کے ہاتھ میں اگر سوز
رومال لیے کوئی جگر سوز

مطرب سبکو رجھا رہے تھے
اختر کی غزل یہ گا رہے تھے

غزل

عاشق کو نہ اسقدر ستاؤ
پچھتاؤ گے ابھی باز آؤ

ہمتو اوٹھتے ہیں اب جہان سے
چاہو جسے پاس تم بٹھاؤ

ہو ساغر زہر جام شربت — تم ہاتھ سے اپنے گر پلاؤ
وہ غمزہ و ناز کے گئے دن — بس باتیں بہت نہ تم بناؤ

ہم جانتے ہیں کہ بے وفا ہو — اتنی الفت نہ تم جتاؤ
حاضر ہیں دل و جگر ہمارے — لو خنجر ناز آزماؤ

بو وصل سے جیسے مریض الفت — کچھ ایسا علاج تم بتاؤ
ہنگامہ ہی جان دیتے ہیں ہم — تم بھی تو برا سے سیر آؤ

پروانے سے اپنی صورت شمع — اسے شعلہ رخو نہ دل جلاؤ
جیسا ہمارا دل ستایا اب تک — تم اسکی جزا خدا سے پاؤ

بو رحم ہو خود جو غرض ہو صاحب — بس دیکھ لیا تمہیں بھی جاؤ
مشتاق فقط ہیں دید رخ کے — للہ نہ ہمسے منھ چھپاؤ

الفت سے کیا کبھی شد اآشنا — مر جاؤ گے غم بہت نہ کھاؤ
عاشق نہ ملے گا ہمسا دیکھو — جو کہتے ہیں اب بھی مان جاؤ

ناقدر ہیں خود غرض ہیں معشوق — اختر انسے نہ دل لگاؤ

کیا رنگ غزل جما ہے اچھا — بیتاب ہر ایک مہ لقا تھا
اک عالم وجد میں تھیں پریاں — گریاں بھی کوئی تو کوئی خنداں

تھا بزم کا اوس گھڑی عجب ڈھنگ — وہ لطف غزل وہ ناچ کا رنگ
غل واہ کا تھا تو شور شش آہ — نالے کوئی کر رہا تھا جانکاہ

اک سمت تو بادہ خوار اونکا غل — اور ایک طرف کو شور قلقل
اک نشہ سے میں مست بیہوش — سائل کہیں مے کا کوئی مدہوش

اتنے میں پری نے از رہ ناز — دی اپنی خواصوںکو یہ آواز
مہرو کو بھی کوئی جاکے لاؤ — لطف اوسکو بھی یہ ذرا دکھاؤ

جان اپنی ہلاک کرتے ہیں ہم — آکے دیکھے کہ مرتے ہیں ہم
لاکر اوسے لوگ جلد جاکر — محفل میں جو آیا وہ گل تر

مسند کے قریب اوسے بٹھایا — جس وقت غزال کو دکھایا
وہ دیکھتے ہی اوسی ہوا رنگ — سرخ اوسکا خجلت سے ہو گیا رنگ

پھر رہگیا اوسکے منھ کو تکتا — جسطرح کسیکو ہوے سکتا
وہ بھی اوسے دیکھ کر ہوئی شاد — دل ہی دل میں مگر ہوئی شاد

اوس وقت پری نے آگے بڑھکر — رکھکر ہاتھوں ہی جام خنجر
محفل کی طرف خطاب کرکے — کہنے لگی آہ سرد بھر کے

کچھ دکھ سنو منصفو ہمارا — انصاف سے داد دو خدا را
تکلیف جو تمکو ہیں دی ہے — تم لوگوں سے عرض اک مری ہی

تم بھی آخر ہو صاحب درد — اسوقت ہیں جمع سب زن و مرد
تم سب سے میں پوچھتی ہوں اک بات — گو میری تمہاری ہی ملاقات

انصاف ہی پر نہ درگذر نا — پاس اسکی ذرا ادھر انکر نا
یعنی ہم اک قمر پہ دیں جان — اور اوسکو ہمارا کچھ نہو دھیان

وہ اور یہ بلکہ مبتلا ہو — دلسے اوس ماہ پر فدا ہو
دنرات وہ اوسکے لیے کرے طیش — ہم کھایا کریں سدا غم و طیش

انصاف سے دو جواب اسکا — ہم ایسے مقام پر کریں کیا
سب بولے کہ یہ ہی اسکی صورت — پہلے تو کرے بدل اطاعت

تا اوسکو بھی اک خیال ہووے — باہم لطف وصال ہووے
اسپر بھی اگر وہ رنج دیوے — جان اپنی دے اور اوسکی لیوے

سنکر یہ کلام اہل محفل — رونے لگے وہ قمر شمائل
پھر ہاتھ جگر پہ اپنے دھر کے — مہرو کی طرف اشارہ کرکے

فرمانے لگی وہ ماہ پارا — قاتل یہی شخص ہے ہمارا
یہ کہکے قریب اوسکے آکر — اور خنجر و جام زہر اوٹھا کر

رکھکر کوئی ہی پہ نوک خنجر — اک ہاتھ میں جام زہر لیکر
ہاتھ اوسکی کمر میں اپنا ڈالا — اور منھ سے لگا کے وہ پیالا

رو کر بولی کہ او جفا کار — او قاتل خلق او دل آزار
آخر کو ہماری تو نے لی جان — دنیا سے چلے ہمیں پر ارمان

جکو یے سوت تو نے مارا
انصاف ہی حشر پر ہمارا

ہوتی ہی یہ رایگان جوانی
یون ہی تھی ہماری موت آنی

اب ہیئے تمھین خدا کو سونپا
لو بخش دو تم بھی جرم میرا

بس چاہتی تھی کہ پی لو وہ جام
ہاتھ اوسکا غزالہ نے لیا تھام

پھر خیر ہی تمکو اے گل تر
جان اپنی ہی ایسی تمکو دو بھر

کیون کس لیے اپنی جان دو تم
مین راضی ہون ماہرو کہو تم

اس بات سے مین تمھین ہون ناخوش
مین خوش اسمین مرا خدا خوش

بدنام مجھے تو اب نہ کیجیے
میرا تو نہ آپ نام لیجیے

جو چاہو سو کرو وہ حال اسکا
مختار ہو اسکے تم مجھے کیا

جیتا ہے اپنی جان سے یہ
کر دیگا نہال کیا مجھے یہ

کیا رشک ہی کس غضب کی ہی بلا
آخر ہے کسی طرح سے بھی گل

عاشق معشوق ہو مری جان
کیا چاہتا ایسا ہی کچھ آسمان

دیکھو ہین اور دل ہمارا
کیا کیا نہ الم سے ہی گوارا

اول کی تمھاری تھی یہ شیدا
عاشق نہین ہوتا اپنا پیدا

لو شوق سے اس کو تم طو اب
پھر اس کی ہی ہین ہی مجھکو مطلب

کی جبکہ غزالہ نے یہ تقریر
خوش دل مین ہوئی بہت وہ دلگیر

مجھکو تو کنیز اپنی سمجھو
ممنون کیا ہی تمنے مجھکو

مین تمکو سمجھتا تھا انسا
اب سمجھا کہ تم ہو دل سے شیدا

بڑھنے لگی ہر گھڑی محبت
پھر تو ہوئی وان کچھ اور صحبت

آپس کی وہ شوخیان وہ چہلین
ہر اک کی وہ گرمیان وہ چہلین

ہر بات مین ہو ہے کاوش
ہر فقرے مین پیار سے لگاوٹ

ہر مرتبہ عاشقی جتانا
ہر بار دل اوسکا آزمانا

گر صلح کبھی لڑائی ہوتی
گہ رنج کبھی صفائی ہوتی

تھا سبز قبا بھی شاد و خرم
پریان بھی کمال خرم تھین باہم

دو چار دن اور وان ٹھہر کر
رخصت ہوئی سب وہ ماہ پیکر

بدلا تو مین اپنا تجھسے کیا لون
کیا تجھکو مین اسکی اب سزا دون

خیر ایگی باغ دوستداری
کچھ اسمین نہین خطا تمہاری

ہم تو پیتے ہین یہ پیالہ
ہو تمکو مبارک اب غزالہ

اور بولی کہ بی کچھ اس سے حال
کیا گھر بسے ہین آپ اپنے خال

بی ہوش ہا مین آؤ قصہ کھلوا
اسقدر رحیہ تو نا سمجھ نہ بن جاؤ

تم اس سے ہو خوش یہ تمسی خاطر
یان عین خوشی ہی ای پریزاد

پر مجھکو تو ڈر ہے نہ الزام
مین کون حضور مجھکو کیا کام

تم جانو یہ جانی اسے حلال گار
مین بیچ مین بولون تو گنہگار

مطلب نہین یان کسی سے اظہار
راحت اسکی فقط ہی درکار

پھر ناز سے چھیڑ کو بولا
کیا میری چلبن ہی تمکو زندی

کچھ دل مین تو سوچیے مری جان
کیا کرتی ہو تم کسی پہ احسان

چندے تو لو اوٹھاؤ رنج فرقت
کیا جان کے تم نے کی تھی الفت

پھر چھین کے اوس سے خنجر و جام
پھر دو سے کہا سن او گل اندام

مجھکو نہین اس کی کچھ ضرورت
مین دیتی ہوں اب ال اجازت

اک ایک پہ ہو مگر نہ غالب
ہم یہ رہین ایک جان دو قالب

پر شرم سے سر جھکا کے بولی
اچھا جیسی تمھاری مرضی

یہ رو سے بھی ہوا کمال خرم
بولا وہ رشک ماہ او سدم

القصہ دلون کی غم ہوئی دور
باہم ہوئے تینون شاد و مسرور

جا بیٹھی پری وہ باغ کے زانو
اک سو تھی غزالہ گرم پہلو

پھر وہ کا پری کو وہ ستانا
وہ ناز سے اوسکا جھینپ جانا

وہ لال پری کو شکوہ کرنا
دکھلانیکو ٹھنڈی سانس بھرنا

شہزادی کا بھی وہ عذر کرنا
ہو رات وہ عیش مین گذرنا

ہوتی کبھی اختلاط باہم
بڑھتے کبھی ارتباط باہم

گل پیرہن اور مشکبو بھی
باہم کرتی تھی ناز و شوخی

پھر سبز قبا کے گھر مین آئے
پھر لو پری کو بھی وہ لائے

رہنے لگے وان بعیش و عشرت
پیدا ہوئی باہم اک محبت
ہر وقت تھیں پیار سے ہم آغوش
گھر بار تک اوسکو تھا فراموش

دو چار مہینے تک برابر
ایک عیش رہا اونھیں میسر
دنیا کے مزے اوڑا رہی دن رات
کس لطف سے جان بسر کی اوقات

رفتن غزالہ در وطن خود مع لال پری و مہرو و عاشق شدن مشکبو بر وزیرزادہ

باغوں میں صبا پکار آئی
آئی فصل بہار آئی
ہے جوش پہ اب کی موسم گل
اب دخل خزاں نہیں ہے بالکل

بسیار شگفتہ دل ہے بلبل
بے کھٹکے ملی ہے صحبت گل
مرغان چمن ہیں نغمہ پیرا
بھونکی ہیں صبا کے فرحت افزا

ساقی یہی وقت میکشی ہے
گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے
بادل مانند ابر نیسان
ہر ایک چمن پہ ہیں دُر افشان

رندوں کا ہے جھٹون پہ مجمع
میخواروں کا ہے یہی تو موقع
دریا دلی اپنی بھی دکھاوے
منھ سے مرے خم کا منھ لگادے

ساغر مے لالہ گون سے بھر دے
لا آج تو مجھکو مست کر دے
کیفیت نشہ کچھ اوٹھائیں
پھر طبع کی شوخیان دکھائیں

آ تار نگ برائے طبع رنگین
ہو باغ سخن کی فکر گل چین
آمد ہے غزالہ کی وطن میں
آتی ہے بہار پھر چمن میں

چندے تو وہان رہی یہ صحبت
دن عیش سے کاٹا سب بعشرت
جب دل کی نکل چکے سب ارمان
دو چار دن اور رہ کے مہمان

پھر سر میں ہوا بھری وطن کی
بلبل کو ہوس ہوئی چمن کی
ماں باپ کی یاد نے ستایا
بھولی ہر ایک یاد آیا

مہرو سے بھی کی صلاح اونے
وہ بھی بولا کہ اچھا چلیے
اک روز جو سبز پوش آیا
رو کر یہ غزالہ نے سنایا

کیا کیا مجھے تمنے دی ہے راحت
کیا کیا مری تمنے کی ہے عزت
خالق رکھے تمہیں سلامت
ہر روز فزون ہو جاہ و حشمت

کس منھ سے کرون تمہاری تعریف
کیا کیا تمہیں دی ہے تمنے تکلیف
مرے لیے تم لڑے لڑائی
جان و عزت مری بچائی

ہو جو کہ کیا ہے تمنے احسان
جس درجہ کیا ہے پاس مہمان
ہر رونگٹا گر زبان ہو میرا
تو بھی نہ ادا ہو شکر اوسکا

ہاں آپکو لیکن اے فلک جاہ
دے اسکی جزا سے خیر اللہ
گر باپ بھی ہوتا یاں ہمارا
تو وہ بھی نہ اس سے بڑھ کے کرتا

کوئی اپنا نظر نہ آیا
ماں باپ نے ایک تمکو پایا
اب دل میں ہماری ہے یہ حسرت
ماں باپ کی کیجیے زیارت

غم اونکو مرا کمال ہوگا
بدتر مرے سے حال ہوگا
قطرہ نہیں مری جان ہے تیرا
عرض اتنی ہو اور اب پذیرا

ہے مجھکو بہت خیال اونکا
کیا جانیے کیا ہو حال اونکا
دین مجھکو وطن کی آپ رخصت
پر چاہتی ہوں بدل اجازت

بولا یہ سبز پوش سنکر
جیسی مرضی تمہاری بہتر
جس امر میں آپکی خوشی ہے
منظور مجھے بدل وہی ہے

سامان سفر میں کل کرونگا
دو دو وزیر میں تمکو بھیج دونگا
دین مجھکو وطن کی آپ رخصت
پر چاہتی ہوں بدل اجازت

پھر دیکھو میں اے نگار خوشخو
کس ٹھاٹھ سے بھیجتا ہوں تمکو
شاہانہ وطن کو اپنے جاؤ
سب شہر کو کر و فر دکھاؤ

اور تمکو اگر ہو جلد جانا
تو کل ہی ہو اے قمر روانا
بولی کہ حضور کی عنایت
کچھ اسکی نہیں ہے مجھکو حاجت

صدقے میں تمہارے اے برادر
سب کچھ ہے وہاں مجھے میسر
القصہ کیا سفر کا سامان
شب بھر تو رہی وہ اور مہمان

ہنگام سفر وہ ماہ پارا
اسباب درست کر کے سارا
رخصت کو جو پیش جلوہ آئی
رو کر کہنے لگے کہ بھائی

تو جاتی ہین ہم خدا نگہبان
جلدی تجھکو بلاؤنگا مین
چلتی ہو غزالہ سے وطن کو
ساتھ آپکا کیا مین چھوڑونگی
گل پیرہن اور تینون پریان
جب گھر مین گئی وہ ماہ کامل
چھاتی سے لگایا باپ نے سر
صدقے بھی ہزارون پھر اوتار کے
انعام سے سبکے بھر دیئے گھر
تب لال پری سے کی ملاقات
ماں باپ کو اوسکے اک ہوئی عید
تھی محلون مین اک معمول و رسم
ہر جا دف و نے کا ایک غل تھا
گھر گھر ہوئی اونکی روز دعوت
تھا وان تو یہ جشن اور سامان
پستی تھی وہ دل ہی دل مین ہر بار
چپکے چپکے کبھی ستاتی
شوخی سے وہ منہ چڑھاتی تھی گاہ
دل اوسکا تھا وقف خنجر یار
صدقے تیرے اے قمر شمائل
ہر بار انگوٹھا وہ دکھا کر
کرتا جو وہ عشق اپنا اظہار
مین گذری مجھے معاف رکھیو
لیتا تھا بلائین جسکے وہ حور
ایجان گلے سے آلپٹ جا

پھر جلد بلانا ہمکو مہمان
ہا اے قمر آپ آؤنگا مین
جو کچھ کہ ہو وہ ابھی سے کہدو
ہمراہ مین زیست بھر رہونگی
ساتھ اوسکے چلین لباس و سامان
دیدار ہوا پدر کا حاصل
لین ماں نے بلائین اوسکی آکر
ملنے آئے عزیز سارے
محتاجون کو کر دیا تونگر
مسرور ہوئی ہر ایک خوش ذات
وان بھی ہوئی جمع سب پریزاد
مہمانون کا تھا ہجوم اوسدم
ہر بزم مین دور جام مل تھا
بڑھنے لگی رات دن محبت
الفت مین وزیرزادہ کی یان
کرتی تھی زبان سے نہ اظہار
ٹھٹھے مین کبھی اوسے اوڑاتی
نخرے لاکھون جتاتی تھی گاہ
اور سینہ تھا نذر تیغ دیدار
بیتاب کمال ہے مرا دل
اغماض سے کہتی مسکرا کر
کس ناز سے کہتی وہ دل افگار
دل میری طرف سے صاف رکھیو
کہتی تھی وہ گل کہ جل بجھو مت
ٹھنڈا کرین ذرا کلیجا

رویا وہ گلے لگا لگا کر
مہ رو نے کمال دلبری سے
وہ بولی کہ مجھکو عذر کیا ہے
پھر لال پری کو لیکے ہمراہ
طے کرکے وہ منزلین بدقت
بیٹے سے ملا جو شاہ دوران
دونے دیئے منصبین بڑھائین
ماں باپنے اتنا زر لٹایا
مہرو کو بھی دیکھکر ہوئے شاد
گل پیرہن اپنے گھر گیا جب
ویران پڑا تھا شہر سارا
بجنے لگا شادیانہ ہر سو
پریون سے ہوئے یہ لوگ مالوف
مہرو کی خوشی کا کیا کہون حال
حال اوس گل شکبو روی تھا
محفل مین جو بیٹھتے تھے باہم
لیتی کبھی چٹکیان ہزارون
وہ گل تھا کمال دل کا سادہ
بیچین جو دل کمال کرتا
منہ سے جو ہمارے منہ ملا دے
کچھ مردے سے ہوش کی دوا کر
اشفاق تمہارا قدر دانی
باتین کہین اور یہ سناؤ
کہتا تھا اگر وہ ماہ تابان
کس ناز سے کہتی تھی وہ خوش خو

پھر کہنے لگا کہ اے گل تر
پوچھا اوسوقت یہ پری سے
گھر انکا ہمارا کچھ جدا ہے
اسوار ہوئی غرض وہ ذیجاہ
داخل ہوئین شہر مین بعجلت
پھولے نہ سماتا تھا وہ ذیشان
ہمجولیان تیل ماش لائین
زیبا ہے جو کہیئے گھر لٹایا
اجڑا ہوا گھر ہوا پھر آباد
خوش اوسکی بھی اقربا ہوئی سب
دم سے انکے بسا دوبارا
ہونے لگا ناچ گانا ہر سو
خاطر مین بدلتی اونکی معروف
خود سے باہر تھا وہ خوش اقبال
اور غلبۂ شوق ہر گھڑی تھا
دل اوسکا بھی پستی تھی ہردم
دیتی کبھی گھڑکیان ہزارون
ان باتونپہ پستا تھا زیادہ
بوسے کا کبھی سوال کرتا
تو عاشق مردہ کو جلا دے
بیہودہ نہ گفتگو کیا کر
بس اتنی نہ کیجے مہربانی
نادانون پہ عاشقی جتاؤ
گل پیرہن اس ادا پہ قربان
بھاتی نہین گفتگو یہ مجھکو

کچھ خبر ہے اپنا منھ تو دیکھو
نخرے کسی اور کو یہ دیجے
ولیکن مگر اوسپہ مرتی تھی وہ
جب موقع کا وقت ہاتھ آتا
جھلا کے جھٹک کے ہاتھ اوسکا
ہنس ہنس میاں اپنے ہوش میں آؤ
بس کہدیا تمسے نچلے بیٹھو
کیا خوب ذرا الگ تو ہٹیے
مجھکو انھیں باتوں سے ہے نفرت
کہدونگی غزالہ سے میں جا کر
دیکھا جو غزالہ نے بھی یہ طور
باہم ان دونوں میں ہے الفت
بولا بیٹے سے وہ فلک جاہ
بیٹے کی بھی اپنے کچھ خبر ہے
ایسا نہو کوئی آفت آئے
وہ بولا کہ مجھکو دخل کیا ہے
القصہ صلاح جب یہ ٹھہری
جب ہو چکا عقد اوس قمر کا

کیا خوب ذرا حواس میں آؤ
کچھ لیجے حواس عقل سمجھے
رنجش سے بھی اوسکو ڈر تھی ہنس کے
تنہا کہیں اوسکو پاکے پاتا
کہتی وہ جتا کے ناز و غمزہ
کچھ ضبط ہوا ہے دشمنوں کو
چڑھ لگتے ہیں آج تم ہی مجھکو
بس مجھسے نہ اسقدر لپٹیے
میری یہ نہیں دل لگی کی عادت
وہ ٹھیک کرے گی تمکو آکر
کی باپ سے اپنے عرض فی الفور
حد سے بھی زیادہ ہے محبت
کیا اسمیں مضائقہ ہے واہ واہ
غفلت نہیں اوس سے کیجیے عقد
یہ عشق نکوئی گل پھولائے
ہیں آپکا وہ بھی آپکا ہے
کس دھوم سے کی پھر اوسکی شادی
کیا شاد ہوا وہ ماہ پارا
پھر تو ہوا دور جام مل کا

اترا گئے گھر میں آگئیں آپ
ظاہر میں تو کرتی تھی رکھائی
بیتاب تھا وہ بھی ماہ پیکر
گہ باتوں میں اوس سے پیار کرتا
بھاتی نہیں مجھکو ہاتھا پائی
کیا فرصت وقت پا گئے آپ
کچھ شاق نہیں آپکی نا چاہیں
یہ چہچہے کیجیے کہیں اور
فرماؤ تو اب ہے کیا ارادہ
جب سنتی یہ رنگ انکا دیکھا
گل پیرہن اور مشکبو کا
کہنے لگا ماہ رو بھی ہنسکر
یہ کہکے وزیر کو بلا کر
مرتا ہے وہ مشکبو پری پر
پچتاؤ گے دیکھو کہنا مانو
آپ اپنے غلام کے ہیں مختار
سامان کر اوسکا کچھ بیان ہے
دل کی جو امید تھی بر آئی
بلبل کو ہوا وصال گل کا

چل نکلے ہیں منھ لگائے ہیں آپ
ہر بات میں ناز و کج ادائی
قابو تھا کچھ اوسکا بھی نہ چلتا
گہ دست ہوس دراز کرتا
یہ بھی طرفہ ہے غضب کی
کیا جلد مزے میں آگئے آپ
صورت پہ نہ اپنی آپ اترائیں
دنیا میں ہیں سیکڑوں حسین اور
گر مجھکو ستاؤ گے زیادہ
کرنے لگے پھر تو لوگ چرچا
ہو جائے جو عقد تو ہے اچھا
اس سے نہیں کوئی بات بہتر
فرمایا یہ اوسنے کا ہی خوبرو
وارفتہ ہے وہ بھی اوس پری پر
اب اسکا اسی سے عقد کردو
کچھ اوس سے نہیں مجھے سروکار
طیار اک اور داستان ہو
دولت وصل صنم کی پائی

رفتن ماہ رو با غزالہ و لال پری در وطن خود و ملاقی شدن با مادر و پدر

ساقی کوئی جام بادہ بھر دے
صبر و کرو جو گھر کا دھیان آیا
الفت میں تو تھے خاک چھانی
در در پھرے ہم خراب کیا کیا
آخر میں بھر آئی وہاں غزالہ

صحبت ہے اخیر مست کو دے
آنکھوں سے محیط خون بہایا
کی اپنی خراب زندگانی
دنیا سے سہی عذاب کیا کیا
دیکھا تو وہ گل ہے محو نالہ

لیں لوں میں شراب ارغوانی
رو رو کے کہنے لگا آہ ناشاد
مادر سے چھٹی پدر سے چھوٹی
لب کہکے یہ اپنے دل سے ہر بار
گھبرا کے کہا کہ خیر ہے خیر

ہوتی ہے تمام اب کہانی
کیا مفت ہوئی ہم آہ برباد
احباب سے چھوٹی گھر سے چھوٹی
بس رونے لگا وہ برق رخسار
رو رو کے کہا ہے حال کیوں غیر

قربان گئی ملول کیون ہو
جب سب نے کیا کمال اصرار
مان باپ مرے تھے محجبہ شیدا
جیتے ہین کہ مرگئے وہ ناشاد
مشہور وطن مرا ختن ہے
تب لال پری یہ ہنسکے بولی
ناحق تمہین غم و محن ہے
موقوف کرو یہ آہ و نالہ
اسوار ہون کل ہی مہربان آپ
فرمایا کہو ارادہ کیا ہے
گھر یہ بھی ہی وہ بھی گھر تمھارا
فرمایا سندوہ اوسکو دے کر
تسلیم کی ماہ رو نے جھک کر
دیوؤن نے ہوا پہ تخت اوڑایا
جب پہونچی خبر یہ مہرتن کو
آتی ہی اوسے گلے لگایا
افراط خوشی سی بس وہ خورشید
خالق نے مجھے یہ دن دکھایا
ہو وہ نہ جو پیار اوسکو آیا
چندے رہی دھوم دھام نشاط
زوجہ سے یہ اپنی گفتگو کی
ہم بھی تو نکالین دل کی حسرت
اوس غیرت جم نے پھر اوسی آن
آراستہ کی وہ بزم امید
گر ہوئین زبانین سوسن آسا

کس بات کا ہی ملال تمکو
بولا رو رو کے وہ دل افگار
فرزند تھا مین ہی ایک اونکا
گھر مفت ہوا ہمارا برباد
اور باپ کا نام مہرتن ہے
کیا آپکو روکتا ہی کوئی
کچھ دور یہان سے کیا ختن ہی
ساتھ آپکے ہم ہین اور غزالہ
دم بھر مین تو ہو پہونچیگے وہان آپ
اب قصد سوے وطن ہوا ہی
یہ ملک بھی اپنا سمجھو سارا
اب کیجیے اپنا قبضہ اسپر
رخصت ہوا پھر وہ ماہ پیکر
اک دم مین وہ اپنے گھر مین آیا
سجدے پہ گرا وہ شاہ خوشخو
پھر لیکے محل کے اندر آیا
تھرانے لگی بصورت بید
نوشاہ مع برات آیا
اونکو بھی لیکے سی لگایا
اٹھتی ہی بیکسون کو خیرات
شادی کرین اس ماہرو کی
اللہ نے کی ہی یہ عنایت
شادی کا کیا درست سامان
نظرون سے گرایا جشن جمشید
وصف اوسکا بیان ہو نہ دریا

کی لال پری نے بھی سماجت
کیا تمسے کہون کہ رنج کیا ہی
کیا جانیے اونکا کیا ہوا حال
عقبا کو گنوایا بہر الفت
فرقت مجھے اونکی ہی بہت شاق
اب کیجیے باپ مان کی خدمت
چلئیے جو ہو آپکا ارادہ
موجود ہی تخت یان ہمارا
جسوقت سنا یہ شاہ نے حال
بسم اللہ شوق سے سدھارو
یہ کہکے منگاکے پھر قلمدان
مین ملک یہ لیکے کیا کرونگا
دونون حورون کو لیکے ہمراہ
غل پڑگیا شاہزادہ آیا
شکرانہ ادا کیا خدا کا
مان نے جو پسر کے رخ کو دیکھا
پھیلا دیے ہاتھ شاد ہوکر
لے لیکے بلائین اوسکی ہر بار
پھر جمع ہوئے عزیز سارے
گھر بھر لیے اپنے مرد و زن نے
پہلے تو غزالہ سے کرو عقد
بولی کہ مجھے بھی ہی تمنا
اللہ رے شوکت و تجمل
کس دھوم سے بیاہنے چڑھا وہ
دونونکو غرض وہ بیاہ لایا

جلدی کہو کیون ردی ہو حالت
صدمہ مرے دلپہ یہ بڑا ہی
معلوم نہین کچھ اب تک احوال
کچھ اونکی نہو سکی اطاعت
دیدار کا ہون کمال مشتاق
ہمکو بھی نصیب ہو زیارت
تقریر نہ کیجیے زیادہ
سامان سفر ہی ساتھ سارا
دوڑا ہوا آیا وہ خوش اقبال
کچھ عذر نہین ہی اسمین ہمکو
سب لکھ دیا ملک و مال اوسی آن
اب بندگی خدا کرونگا
اسوار ہوا غرض وہ ذی جاہ
پھر حق اوسے خیریت سے لایا
پھر لینے کے واسطے وہ دوڑا
مین اوسکی خوشی بیان کرون کیا
لپٹا کے گلے سے بولی روکر
منھ چومتی تھی وہ سینہ افگار
کونڈے کیے صدقے بھی اوتارے
اک دن سلطان مہرتن نے
پھر لال پری سے اسکا ہو عقد
ارمان مرا بھی ہوے پورا
سامان طلسم تھا وہ بالکل
سامان رقم ہو کسی کیا وہ
پھل نخل مواصلت کا پایا

ماں باپ ہوے کمال ہی شاد
بسیار حسین و خوبصورت
اللہ رے حسن کی صفائی
پھر اوس مہ چرخ برتری کی
جام مے عیش کا رہا دور
تھا لال پری کا بھی یہ انداز
کرتی تھی غزالہ سے بھی الفت
تو رہتی تھی اسطرح وہ ذیشان
تھی ایک تو ثروت اوسکے گھر کی
قبضہ اونپر بھی کر لیا تھا
معشوق تو ہم بغل تھا دن رات
ذرات لٹاتا تھا وہ ذیشان
جسطرح سے وہ ملے ہیں یا رب
دکھلا چکے طبع کی روانی
قصہ ہی نیا رقم کیا ہے
کس نور کی نظم ہے تمہاری
محظوظ ہو ایک اک سخندان
کیا کیا نادر کیے ہیں ایجاد
کیا حسن بیان ہے کیا فصاحت
اب ہاتھ اوٹھا کے مناجات
اس درد کی میرے کچھ دوا کر
غفار ہے تو رحیم ہے تو
تیری ہی صفت ہے بے نیازی
تو نے ہی دیا ہے مجھکو یہ اوج
رکھنا مجھکو سدا یہ اقبال

پھر از سر نو ہوا گھر آباد
حور تمثال مہر طلعت
لی مہر سے اوسنے رونمائی
کس دھوم سے شاہ نے بیاہی کی
القصہ غزالہ کا یہ تھا طور
مہرو پہ فدا تھی جو وہ طناز
باہم تھی بڑھی ہوئی محبت
دس روز وہاں تو عیش دلیان
خود کرتا تھا سلطنت پدر کی
اللہ نے کیا کرم کیا تھا
جز عیش نکرتا تھا کوئی بات
سب دل کے نکالتا تھا ارمان
یون ہین ملین اپنے بچھڑے سب
تو ختم کرو کہیں کہانی
ہر شعر میں کیا مزا بھرا ہے
گوہر سے سوا ہے آبداری
ہو جان پری رخ انکی قربان
یہ طبع لطیف ہے خداداد
یہ نظم ہے قابل زیارت
کر عرض خدا سے اپنی حاجات
صحت مجھے جلد اب عطا کر
ستار ہے تو کریم ہے تو
تو ہی کرتا ہے چارہ سازی
طبل و علم و حکومت و فوج
دشمن رہے میرا خوار پامال

کہتے ہین غزالہ سے دو ہی سال
ظاہر ہو پسر لیے جاہ و اجلال
مہرو تھا خوشی کے مارے بیہوش
نوبت رکھوائی اونے گھر گھر
سسرال ہین گا بہنگی مین گاد
ہجر اوسکا تھا ناگوار اوسکو
دونو انکو چھوڑتی تھی دم بھر
مہرو کا مین کیا بیان کروں حال
دو ملک اوسے ابھی یہ ہاتھ آئے
کرتا تھا وہ ماہ عیش ہر روز
سچ ہے کہ بڑا تھا وہ خوش اقبال
دیکھو تو ذرا تم اوسکی قدرت
اب روکو عنان خامہ اختر
اس نظم کی منصفو بسی لو داد
کیا خوب زبان ہے اور کیا طرز
امید ہے جبکہ یہ پڑھی جائے
شاعر کہیں یہ فسانہ سنکر
ہر شعر سے عشق ہے ٹپکتا
اختر یہی وقت ہے دعا کا
یا رب بپے حرمت محمد
عاصی ہوں خطا شعار ہوں مین
عصیان و خطا سے درگذرنا
تو نے ہی کیا ہے مجھکو سلطان
کیا شکر ترا ادا ہو ہم سے
ہر دم مجھے با مراد رکھنا

پیدا ہوا اک پسر خوش اقبال
تابندہ جبین سے نجم اقبال
شاہ و ملکہ ز خود فراموش
جلسے رہا چلہ تک برابر
ہر دم تھا نصیب عیش دلخواہ
بے یار تھا قرار اوسکو
گھر جاتی تھی اپنے وہ کبھی گر
تھا اوج پہ اوسکا نجم اقبال
بے سعی کئی خدا نے بھی پائے
شب تھی شب عید روز نوروز
پایا تھا جو اوسنے مفت کا مال
کس رنج کے بعد دی ہے راحت
ہم جانتے ہین کہ ہو سخن ور
غالب ہے کہ سنکے ہو ہر اک شاد
مضمون بھی نئے ہین اور نیا طرز
ہر سو سے صدا ے آفرین آئے
بیشک یہ زبان ہے موج کوثر
ہر لفظ ہے اسکا رشک افزا
ہنگام ہے عرض مدعا کا
یا رب از بہر آل امجد
خود کردہ سے شرمسار ہوں مین
عاصی پہ نگاہ لطف کرنا
عالم ہے مرا مطیع فرمان
امید ہے یہ ترے کرم سے
دل کو مرے شاد شاد رکھنا

تابندہ رہے یہ نجم شاہی	قبضے مین ہو مہ سے تا بماہی

خاتمہ طبع سابق

بحر ذخار حمد پروردگار وہ دریاے ناپید اکنار ہے کہ جس سے عبور سخت مشکل و نہایت دشوار ہے کیسے کیسے غواصوں نے اس قلزم مین کہ جسکے سامنے سمندر ایک قطرہ سے کمتر ہے غوطے کھائے مگر دُرّۃ التاج ستائش و گوہر تابناک نیائش ہاتھہ نہ آیا آج تک اونکا تھل بڑا نہ ملا ہم کون ہین اور کیا ہین جو اوسکا دعوی کرین کہ یہ دُرِ شاہوار ہم لائینگے اس حیات مستعار مین کہ جسکو نقش بر آب کہتے ہین اسی فکر مین مثل حباب سرنگون رہتے ہین لطمۂ دعواے باطل کے خوف سے دم بخود ہین کچھ نہین کہتے ہین ما عرفناک حق معرفتک کے خیال سے اس شعر کو اپنے دعوے پر شاہد عادل سمجھ کر صُمٌّ بُکمٌ ہو گئے ہے ﴿ درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار * کہ پیدا نشد تختہ بر کنار ﴾ اسیطرح جسے محیط اجر نعت رسول مختار حبیب پروردگار احمد مجتبے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شط مواج مناقب ائمہ اطہار علیہم السلام الی یوم القیام بھی ایک رود بار طوفان خیز ہے کہ جسمین ہزارون آشنا غرق لجۂ فنا ہو گئے اور اوس ناخدا سے جہاز امت دریتیم دجلہ نبوت کا لولوی لالاے نعت و ثنا دستیاب نہوا کشتی مراد کا بادبان باد مخالف قضا سے ٹوٹ گیا ساحل امید پر نہ پہونچا گو کنارے لگ گئے ہاتھ پانوٴن مارتے مارتے تھک گئے ہماری کیا بساط اور کیا منھ جو ادعاے نعت و منقبت کا حرف زبان پر لائین اور خزف پارہ کلام کو در ثمین جانکر صدف دل سے نکال کر جوہریان بازار عرفان کو دکھائین کر اس گوہر بیش بہا کی قیمت لگاؤ مول تباؤ اسی واسطے خاموش ہو رہے گونگے کا سپنا سمجھکر اس شعر پر عمل کیا کچھ نہ کہا ﴿ شب تاریک و بیم موج گردابے چنین ہائل * کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا ﴾ امابعد آبرو ریزۂ در سخن منزوی زاویۂ گمنامی شولیدہ کلام اقل الانام فدا علی معروف بہ لیجے صاحب عیش براے نام خدمت ارباب علوم و اصحاب فنون مین عرض کرتا ہے کہ درینولا عالیجناب والا خطاب مشہور بین الجمہور منشی نولکشور صاحب دام دولتہ نے وہ مثنوی بے عدیل و نظیر منتخب روزگار بے مثل و لاجواب اپنی خواہش نفس سے محض بنظر مزید افتخار ایسی عمدہ اور خوشخط نہایت اہتمام سنجیدہ سے طبع فرمائی ہے کہ جسکا ہر شعر شعری پر طعنہ زن ہے فردوسی انوری سعدی خاقانی صائب نظیری ظہوری ظہیر فاریابی جمال و کمال اگر اسوقت مین زندہ ہوتے اسکے مصنف علام سے تلمذ حاصل کرنے کو فخر سمجھتے فی الحقیقت اس مثنوی عدیم العدیل کی جسقدر صفت تحریر ہو کم ہے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ زبان کوثر سے دہوئی پائی ہے محاورات محلات سلی کی بندش چست مضامین عالی نازک خیالی ہر مصرعہ سے درد و سوز عاشقانہ ہر شعر پر سے ٹپکتا ہے حسن اشعار سے حلو عیوب عروض وغیرہ سے مبرا ہر بیت کا نیا رنگ ڈھنگ ہے

یہان ہر شاعر کا قافیہ تنگ ہی سبحان اللہ کیون نہو کلام الملک ملک الکلام ہے یعنے ہمارے اعلٰے حضرت قدر قدرت جم حشم انجم خدم سلطان السلاطین خدیو حق پژوہ سلیمان شکوہ دارا دربان سکندر پاسبان ابو المنصور ناصر الدین ظل اللہ محمد واجد علی شاہ سلطان عالم بادشاہ اودہ افاض اللہ علے العالمین برہ و احسانہ اللّٰہم متع المسلمین بطول حیاتہ نے تصنیف فرمائی ہے جودت طبع نے دریا کی روانی دکھلائی ہے دریائے تعشق نام ہے فی الواقع یادگار ادوار و ایام ہے خداوند عالم اسکے طبع کو ایسا مبارک اور مطبوع انام فرمائے کہ کرّۃً بعد اولی و مرّۃً بعد اخریٰ طبع کی نوبت آئے امین رب العالمین

تاریخ طبع سابق الرقمہ

عیش دریائے تعشق جب چھپی
ہر کلام خسرو گیتی پناہ

ہاتھ آئی قلزم الفت کی تھاہ
کیا ملا ہے گوہر تاریخ طبع

درۃ التاج سخن گیسو کمر نو
خوب و زیبا مثنوی چھاپی ہے واہ

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب لاجواب مسمی بہ دریائے تعشق بماہ مارچ ۱۸۶۰ء مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین طبع ہوئی